تذکرہ جمیل ۱۴۰۸ھ

شہزادہ اعلیٰ حضرت
حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان قادری نوری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

سوانح حیات اور نعتیہ اشعار

پر مبنی مایہ ناز منفرد کتاب

نگارش

حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی

تذکرہ جمیل

۱۴۰۸ھ

حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری رضوی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

سوانح حیات

اور نعتیہ اشعار پر مبنی مایہ ناز منفرد کتاب

نگارش

حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی القادری رضوی سنی رضوی اکاڈمی ماریشس

بانی سربراہ سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل ماریشس افریقہ

تکمیل آرزو — حضرت علامہ مولانا مفتی تقدس علی خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ

ترتیب جلیل — ادیب شہیر شمس الحسن حضرت شمس بریلوی

نظر ثانی

صدر العلماء حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ

شیخ الحدیث جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

بسعی و اہتمام

مولانا قاری الحاج محمد عرفان الحق قادری

مکتبہ برکات المدینہ

جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی

Ph: 021-34219324, Cell : 0321-3631922

www.barkatulmadina.com

E-mail : barkatulmadina@gmail.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	تذکرۂ جمیل
نگارش	:	حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی
سن اشاعت	:	شوال المکرم ۱۴۳۳ھ بمطابق ستمبر ۲۰۱۲ء
صفحات	:	296
تعداد	:	1200
قیمت	:	-/250 روپے
ناشر	:	مکتبہ برکات المدینہ، جامع مسجد بہار شریعت، بہادر آباد، کراچی

فون:0213-4219324 0321-3531922

Website: www.barkatulmadina.com E-mail: barkatulmadina@gmail.com

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، کراچی۔ فون:021-32212011

مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی۔ فون:021-34926110

مکتبہ قادریہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی۔ فون:021-34944672

جیلانی پبلشرز، فیضان مدینہ، کراچی۔ فون:021-34911580

مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی۔ فون:021-32627897

شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور۔ فون:042-37246006

زاویہ پبلشرز، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون:042-37248657

مکتبہ جمال کرم، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون:042-37324948

مکتبہ نوریہ رضویہ، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون:042-37313885

فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور۔ فون:042-37224899

کتب خانہ امام احمد رضا، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون:0313-8222336

مکتبہ بہار شریعت، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون:0322-4304109

صراط مستقیم پبلیکیشنز، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون:042-37115771

دار النور، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون:042-37247702

مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون:042-37247301

پروگریسو بکس، اردو بازار، لاہور۔ فون:042-37352795

ادارۂ رضائے مصطفیٰ، چوک دارالسلام، گوجرانوالہ۔ فون:055-4217986

مکتبہ مہریہ کاظمیہ، نیو ملتان۔ فون:061-6560699 مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور

شاہ حامد رضا پیشوائے زمن
ذکر اس کا ہے اب بھی چمن در چمن

نام تھا اس کا حامد تو محمود تھا
ذات تھی اس کی تنہا اک انجمن

تعارف	۷
تذکرۂ جمیل کی توثیق جلیل	۱۰
جلوہ آرائیاں	۲۶
حسن انتساب	۴۶
صدائے بازگشت	۷۸
تذکرۂ جمیل کی بروایاتِ سندیہ	۸۰
بریلی کہاں ہے؟	۸۳
سراپائے کمال	۸۵
حیاتِ عالی قدر حجۃ الاسلام ایک نظر میں	۸۶
تاریخی پس منظر	۸۹
حافظ کاظم علیخاں تحصیلدار (سٹی مجسٹریٹ)	۹۳
قدوۃ الواصلین حضرت مولانا رضا علی خاں	۹۵
خاتم المحققین مولانا نقی علی خاں	۹۷
امام احمد رضا کی سوانح زندگانی انھیں کی زبانی	۱۰۰
شہید محبت کی دنیا سے رحلت	۱۰۳
نمودِ صبح	۱۰۶
عہدِ طفلی	۱۰۷
تعلیم و تربیت	۱۰۸
مدت تربیت	۱۱۱
خاندانِ رضا کی مدت فتویٰ نویسی	۱۱۳
جلسۂ دربار حق وہدایت میں حجۃ الاسلام کی شرکت	۱۱۹
حامد رضا نائب امام احمد رضا	۱۲۱

حج و زیارت ۱۲۳
امام احمد رضا کی بیعت و خدمت میں حامد رضا ۱۲۵
قضا و قدر کا فیصلہ ۱۲۶
سرعت تحریر ۱۲۹
تمہید رسالہ الاجازۃ المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ ۱۳۳
الدولۃ المکیہ کا شاہکار اردو ترجمہ ۱۵۰
تقریظ منظوم کا منظوم ترجمہ ۱۵۳
کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم ۱۵۹
الوالدسر لابیہ ۱۶۴
تاریخ گوئی ۱۶۹
وظیفہ روز و شب ۱۷۳
حجۃ الاسلام بانی منظر اسلام ۱۷۶
حجۃ الاسلام منظر اسلام میں بحیثیت محدث بریلوی اور صدر المدرسین ۱۸۰
دارالعلوم منظر اسلام کا شاندار اجلاس ۱۸۱
مشاہیر خلفاء ۱۸۲
تصنیفات ۱۸۳
اشعار ۱۸۶
نقل مفاوضہ عالیہ امام بریلوی قدس سرہٗ بنام مولوی اشرف علی تھانوی ۱۸۸
یکسر ہزار سودا ۱۹۳
اے تماشا گاہِ عالم روئے تو ۱۹۴
لاہور کا فیصلہ کن مناظرہ ۱۹۸
مناظرہ میں علماء و مشائخ اہلسنت کا ہجوم ۱۹۹
"مرادین پارۂ نان نہیں" ۲۰۱
ملت بیضا کے لئے خون کا نذرانہ ۲۰۳
شجرۂ نسب ۲۰۴
نبیرۂ اکبر کی ولادت باسعادت ۲۰۵
دارالعلوم منظر اسلام ماہنامہ اعلیٰحضرت بریلی اپنے پس منظر میں ۲۰۶

نبیرۂ اصغر کی ولادت باسعادت ۲۱۳
نبیرۂ اکبر حجۃ الاسلام ۲۱۳
مولانا ضیاء الدین احمد قادری ۲۱۶
معاصر ۲۲۵
مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی ۲۲۵
مولانا شاہ عبدالباری فرنگی محلی لکھنؤ ۲۲۶
مولانا رحم الٰہی منظفر نگری ۲۲۶
مولانا شاہ عبدالسلام جبلپوری ۲۲۷
مولانا امجد علی اعظمی ۲۲۷
مولانا عبدالاحد محدث پیلی بھیتی ۲۲۹
تلامذہ ۲۳۱
احوالِ پاکیزہ مکرم مفتی اعظم ۲۳۶
علامہ حسنین رضا خاں بریلوی ۲۳۶
حضرت مولانا تقدس علی خاں ۲۳۷
مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں رضوی بریلوی ۲۳۰
محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد ۲۴۲
نائب اعلیٰحضرت کی رحلت ۲۵۵
حضرت حجۃ الاسلام کے سلاسل طریقت ۲۵۶
حضرت حجۃ الاسلام کا شجرۂ طریقت ۲۵۹
مرشد گرامی ۲۷۲
چار یار ۲۷۷
بیاضِ پاک حجۃ الاسلام ۲۸۰
نذرانۂ عقیدت بارگاہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس اللہ سرہٗ از مصنف ۲۹۵

تعارف مصنف

از مولانا محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی

ماخوذ از "مفتی اعظم اور ان کے خلفاء"

ولادت

سیاح عالم حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ محمد ابراہیم خوشتر رضوی بن محمد صدیق مرحوم اعلیحضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کے وصال پر ملال ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کے ۵ سال، ۷ ماہ چھ دن بعد ۲ شوال المکرم بروز ہفتہ ۱۳۴۵ھ مغربی بنگال چوبیس پرگنہ کے ریلوے جنکشن نبٹیل میں پیدا ہوئے

تعلیم و تربیت

علامہ مولانا محمد ابراہیم خوشتر رضوی کی تعلیم کا آغاز مشہور ریلوے ورکشاپ شہر جمال پور ضلع مونگیر بہار سے ہوا۔ ابتدائی تعلیم اردو فارسی حساب و کتاب کے علاوہ حفظ قرآن مجید کی تکمیل یہیں حافظ نصیر الدین سے کی۔ علامہ خوشتر کے زندگی کی صرف دس بہاریں گذری تھیں کہ حفظ قرأت و تجوید کی سعادت لازوال سے مالا مال ہو گئے۔

علامہ محمد ابراہیم خوشتر مولانا احسان علی رضوی مظفر پوری کی معیت اور ان کی سرپرستی میں بریلی شریف آئے اور یہاں پر دار العلوم منظر اسلام، دار العلوم مظہر اسلام بریلی میں تعلیمی وابستگی اختیار کی۔ حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، نحو، صرف وغیرہ علوم و فنون میں کمال حاصل کیا۔

مولانا غلام یزدانی رضوی اعظمی کے ایما پر آپ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد پہنچے۔ اور وہاں محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی کی خدمت میں حاضر ہو کر خصوصیت کے ساتھ کتب حدیث کا دورہ کیا، اور مظہر اسلام فیصل آباد سے سند فراغت حاصل فرمائی۔

اساتذہ کرام

علامہ خوشتر رضوی کے اساتذہ میں وہ آفتاب و ماہتاب زمانہ ہیں جنکا چرچا آج عالم میں ہو رہا ہے۔ جو علم و فضل، زہد و تقویٰ، ریاضت و عبادت اور میدان افتاء میں کامل و اکمل ہیں۔

۱۔ شہزادۂ اکبر اعلیحضرت حجۃ الاسلام مولانا مفتی محمد حامد رضا قادری بریلوی۔

۲۔ تاجدار اہلسنت مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفےٰ رضا نوری بریلوی۔

۳۔ ادیب عصر ابو المعانی مولانا ابرار حسن رضوی تلہری مدیر ماہنامہ یادگار رضا بریلی

۴ ۔ بحر العلوم حضرت مولانا مفتی سید محمد افضل حسین رضوی مونگیری
۵ ۔ محدث اعظم بریلی علامہ مولانا ابوالفیضان محمد احسان علی رضوی مظفر پوری
۶ ۔ نبیرۂ اعلیحضرت مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی بریلوی
۷ ۔ محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد رضوی بانی جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد
۸ ۔ استاذ العلماء مولانا مفتی تقدس علیخاں رضوی بریلوی شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جوگوٹھ
۹ ۔ حضرت علامہ مولانا غلام یزدانی رضوی اعظمی سابق مدرس دارالعلوم مظہر اسلام بریلی
۱۰ ۔ ادیب شہیر مترجم کتب متعددہ علامہ شمس الحسن شمس بریلوی مقیم کراچی

درس و تدریس

علامہ ابراہیم خوشتر ۱۹۵۵ء میں بریلی شریف سے فیصل آباد پہنچے اور تدریسی زندگی کا آغاز گوجر خاں ضلع راولپنڈی سے کیا۔ پھر ساہیوال میں ۱۹۶۲ء تک قیام پذیر رہے ان شہروں میں خطابت وامامت کے ساتھ دارالعلوم رحمانیہ گوجر خاں، جامعہ شرقیہ رضویہ ساہیوال کے اہتمام اور درس و تدریس کی خدمت بھی متعلق رہی۔

علامہ خوشتر ۱۹۶۳ء میں خطیب کی حیثیت سے کولمبو (سیلون) تشریف لے گئے، یہاں پر صرف چند ہی ماہ میں خانقاہی فتوحات کا دروازہ کھل گیا۔ یہاں پر بھی تدریسی سلسلہ شروع کیا۔ آپنے حلقۂ ذکر و فکر کا غلغلہ بلند کیا۔ اور بہت سے افراد کو سلسلہ رضویہ میں داخل فرمایا۔

بیعت و خلافت

علامہ محمد ابراہیم خوشتر بڑی خوبیوں کے حامل ہیں۔ آپنے محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رضوی کی معیت میں پہلا حج کیا۔ کراچی کے زمانہ قیام میں حکیم الاسلام مولانا حسنین رضا رضوی بریلوی کی صحبت و خدمت حاصل رہی۔ مدینہ طیبہ میں قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رضوی کی خدمت میں ۴۵ دن حاضر رہ کر فیض باطن اور اجازت بیعت سے مالا مال ہوئے۔ کولمبو (سیلون) سے واپسی پر بریلی شریف کی حاضری سے شرفیاب ہوئے اور حضور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہ نے اپنی اجازت و خلافت سراپا کرامت عطا فرمائی اور سند خلافت پر والدا عز الکعز کشاں شنزل بھی دیدیا اور اپنا دیوان "سامان بخشش" بھی علامہ خوشتر کو عطا فرمایا۔

علامہ خوشتر کو حجۃ الاسلام مولانا مفتی محمد حامد رضا بریلوی نے بھی اجازت عطا فرمائی اور قیام کراچی کے دوران مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا بریلوی نے بھی آپ کو سلسلہ قادریہ رضویہ حامدیہ میں اجازت سے سرفراز فرمایا۔

عالمی سیر و سیاحت

حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر رضوی ۱۹۶۳ء میں کولمبو اور ۱۹۶۵ء کو ماریشس سے وابستہ ہوکر مذہبی حیثیت سے مقیم رہے۔ جامع پورٹ لوئس مسجد (افریقہ) میں امامت و خطابت کے ذریعہ رشد و ہدایت، تبلیغ و اشاعت کا شاندار آغاز کیا ـــــــ امام احمد رضا بریلوی کے نام کا تعارف اور کام کی ہمہ گیر اشاعت آپ کی زندگی کا مقصد زریں ہے۔

۱۹۶۹ء میں ماریشس سے مع اہل و عیال حج و زیارت کی سعادت حاصل کی۔ اور آپ کو مشرق وسطیٰ کی سیاحت کا موقع میسر آیا۔ ۱۹۷۲ء میں کراچی پھر ۱۹۷۳ء میں کولمبو سیلون پہنچے اور اس سال تیسری بار حج و زیارت کا موقع ملا۔ شام و عراق کے مزارات کی زیارت کرتے ہوئے شہنشاہ بغداد غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوئے۔ بعدہٗ ماریشس کی طرف کوچ کیا۔ قضا و قدر کے فیصلے کے مطابق پھر پاکستان تشریف لائے۔ اور یہاں سے ۱۹۷۵ء میں برطانیہ کا تبلیغی سفر اختیار کیا۔ اور اس طرح مسلک امام احمد رضا بریلوی کا فیضان یورپ تک پہنچا۔ علامہ خوشتر کی بدولت یورپ کے ہر علاقہ میں عرس قادری رضوی، یوم امام احمد رضا کی دھوم مچ گئی۔

علامہ ابراہیم خوشتر نے ۲۱/۱۰/۱۹۹۰ء میں پیرس کا تبلیغی سفر فرمایا اور یہاں پر ہونے والے گیارہویں اور محرم کے پروگراموں میں شرکت کی اور امام احمد رضا بریلوی کا پیغام سنایا۔ علامہ خوشتر اس وقت مانچسٹر برطانیہ میں قیام گزیں ہیں اور مسلک اہلسنت کا کام پوری دنیا میں کر رہے ہیں

شعر و شاعری

حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر شعر و شاعری کے میدان میں بھی ایک اہم مقام رکھتے ہیں، آپ نے شعر گوئی تاجدار علم و فن مفتی اعظم قدس سرہٗ سے سیکھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام میں وہ چاشنی پائی جاتی ہے جو دوسرے شعراء کے مقابلے میں درجہ اتم کا درجہ رکھتی ہے۔ تخلص "خوشتر" اختیار کیا۔ مفتی اعظم کے وصال پر ملال پر ۱۴۰۲ھ میں "فراق مفتی اعظم ہند" (۱۹۸۱ء) کے عنوان سے ایک تاریخی منقبت کہی جو ۵۰ اشعار پر مشتمل ہے نمونے کے طور پر چند شعر ملاحظہ ہوں

کیا بتاؤں کون کیسا مقتدا اب آ رہا — مقتدا کے تھے جس کی اقتدا جاتا رہا
خوبصورت خوب سیرت خوش لقا جاتا رہا — خوب خوباں کا جو معیار تھا جاتا رہا
احمد نوری نے دی جس کی ولادت کی خبر — اس بشارت کی خبر کا مبتدا جاتا رہا
جس نے دی تھی یہ دعا خوشتر کو خوشتر رہو — آہ! وہ خوشتر کا خوشتر خوش ادا جاتا رہا

تذکرہ جمیل کی توثیق جلیل

ادیب شہیر حضرت علامہ شمس الحسن صاحب شمس بریلوی کراچی پاکستان

افراد کی داستانہائے حیات ہوں یا انفرادی سوانح عمریاں، ان کی نگارش کا طریقہ کار برصغیر پاک و ہند میں موجودہ صدی ہجری میں شروع ہوا۔ اس سے قبل عربی مؤرخین ہی کے اس طریقے کو اپنایا جاتا تھا اور طبقات ہی کی ہیئت اور نوعیت میں کتب سوانح مرتب کی جاتی تھیں۔ طبقات کے سلسلے میں یہ وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ کوئی ایسا فن نہیں ہے جس پر ان مؤرخین حضرات نے کتب طبقات مرتب نہ کی ہوں۔

تاریخ ملوکیت کے بعد بھی وہ صنف انشاء ہے جو انشاپردازی کی دوسری اصناف سے کامیاب اور مقبول رہی ہے۔ یہ تاریخ نگاری ہی کی ایک نوع خاص ہے۔ طبقات نگاری کا بنیادی اور مرکزی نقطہ فن اسماء الرجال ہے۔ دوسرے علوم کی طرح علم "اسماء الرجال" پر بھی ہمارے اسلاف کرام نے جن کا تعلق عرب و عجم اور ماورائے ہندو پاک سے تھا ایک گرانقدر سرمایہ اپنی یادگار چھوڑا ہے۔ اور آج بھی یہ سرمایہ ہماری دسترس میں ہے۔ اور جب تک فن حدیث باقی ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک باقی رہے گا، یہ فن بھی زندہ رہے گا کہ دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ فن اسماء الرجال کا یہ سرمایہ اور اس موضوع پر مرتب ہونے والی تالیفات راویان حدیث مبارکہ کے بہت ہی مختصر احوال پر مشتمل ہیں۔ جس کا سبب یہ ہے کہ لاکھوں راویان حدیث میں سے ہر ایک کے لئے اگر دو یا چار سطریں مخصوص کر دی جائیں تو ان سطور کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہو گی۔ اور ان کے لئے لاکھوں صفحات درکار ہوں گے جن کا انصرام اشاعت ممکن نہیں ہے۔ پس ہر ایک راوی کے لئے ایک دو سطروں کو کافی سمجھا گیا۔ جس میں ان کا اسم گرامی مع کنیت (اگر کنیت ہے) مقام ولادت و مقام وفات اور بحیثیت راوی ان کے سرمایہ اکتساب کو بیان کر دیا گیا ہے۔

تدوین حدیث کا سلسلہ چوتھی صدی ہجری کے اوائل سے ختم ہوگیا۔ قرن ہائے ماقبل میں حدیث مبارکہ کی صحت اور اس کے دیگر خصوصیات روایت کے اظہار کے لئے فن اسماء الرجال پر کتب تالیف ہونا شروع ہوگئی تھیں۔ کتب اسماء الرجال کی تالیف و تدوین کے بعد "طبقات" پر بھی کتب کی تالیف کا کام شروع ہوگیا۔ چھٹی صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری کے درمیان طبقات پر جو کتابیں تالیف ہوئیں ان میں یہ کتابیں بہت معتبر سمجھی جاتی ہیں۔ واضح ہو کہ یہ کتب طبقات عمومی پر نہیں ہیں بلکہ طبقات المحدثین پر ہیں۔

(۱) علامہ شیخ ابوالولید یوسف بن عبدالعزیز دباغ		م ۵۴۶ھ	طبقات المحدثین
(۲) علامہ حافظ ابن الجوزی		م ۵۹۷ھ	"
(۳) علامہ محدث ابن دقیق العید		م ۷۰۲ھ	"
(۴) علامہ ابوعبداللہ شمس الدین محمد	المعروف بہ علامہ ذہبی	م ۷۴۸ھ	"
(۵) علامہ تقی الدین محمد بن ابی فہد مکی		م ۸۷۱ھ	"

پانچویں صدی ہجری ہی میں طبقات نگاری ایک مستقل موضوع نگارش بن گیا تھا۔ اور اس قدر تیزی سے اس موضوع پر کتب تالیف کی گئیں کہ اگر صرف اس موضوع طبقات ہی پر نگارشات کو شمار کیا جائے تو ان کتابوں سے اسلامی ادب کا ایسا وسیع سرمایہ مرتب ہو جائے گا کہ کوئی دوسری زبان اس کا جواب پیش نہیں کر سکے گی۔

طبقات صحابہ کرام پر تالیف ہونے والی کتب میں طبقات ابن السعد کو اوّلیت کا شرف حاصل ہے کہ یہ تیسری صدی ہجری کی تالیف ہے۔ طبقات ابن سعد کے بعد "الاستیعاب" ہے جس کے مصنف امام ابوعمر یوسف بن عبدالبر اندلسی ہیں۔ یہ پانچویں صدی کے اوائل میں مرتب ہوئی۔ طبقات ابن سعد کی طرح "الاستیعاب" میں طبقات صحابہ پر مشہور معتمد کتاب ہے۔ ساتویں صدی ہجری میں طبقات صحابہ پر مرتب ہونے والی مشہور کتاب "اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ" ہے۔ جو علامہ ابن اثیر جزری م ۶۳۰ھ کی ایک مقبول اور مستند تصنیف ہے۔ آج بھی اس کا ترجمہ (اردو) دستیاب ہے۔ مصر میں اصل کتاب شائع ہو چکی ہے۔ "اسد الغابہ" کے بعد علامہ ابن حجر عسقلانی کی

"الاصابہ فی تمیز الصحابہ" ہے۔ جو نویں صدی ہجری کے اوائل میں تالیف ہوئی۔ اور آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

جب اصحاب فکر و نظر نے دیکھا کہ صحابہ کرام کے حالات پر (گو وہ مختصر ہی صحیح) بہت کچھ لکھا جا چکا ہے تو انھوں نے حضرات تابعین و تبع تابعین کے احوال کو موضوع نگارش بنایا۔ اس موضوع پر مرتب ہونے والے طبقات میں ان طبقات نے زیادہ شہرت حاصل کی۔

(۱) علامہ خطیب البغدادی	م ۴۶۳ھ	طبقات یا تاریخ بغداد
(۲) علامہ حافظ ابو القاسم ابن عساکر المعروف بابن عساکر	م ۵۷۱ھ	طبقات یا تاریخ دمشق
(۳) امام ہمام شیخ عبداللہ یافعی	م ۷۶۸ھ	مراۃ الجنان
(۴) امام احمد الحلبی	۶۶۰ھ	تاریخ حلب
(۵) علامہ عبدالحی بن العماد حنبلی	م ۱۰۸۹ھ	شذرات الذہب

(آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے)

شذرات الذہب دنیائے علم و ادب کی مشہور کتاب ہے۔ اور بعد کے مصنفین کے لئے ایک اہم ماخذ ہے۔ یہ کتاب ہزار سالہ ارباب علم و فضل اور اکابر ملت کا تذکرہ ہے۔

علامہ قاضی احمد بن خلکان	م ۶۸۱ھ	وفیات الاعیان

یہ کتاب حضرات تابعین رضی اللہ عنہم کے احوال و تذکرے سے شروع کی گئی ہے اور ساتویں صدی ہجری کے وسط تک ملت اسلامیہ میں جو اکابر علماء و صلحاء اور ادیب گذرے تھے ان کے سوانح اور تراجم تحریر کئے ہیں۔ طبقات اور سوانح میں یہ بہت ہی معتبر کتاب ہے۔ اب تک طبقات پر جو کتابیں تالیف ہوئیں وہ کسی ایک صدی سے مخصوص نہیں تھیں۔ اب مصنفین اور مولفین نے اس عہد میں ایک نئی راہ نکالی اور کئی ایک مصنف نے کسی ایک صدی کے اکابر، ادباء، فضلاء کے احوال کو اپنی تالیف میں منضبط کیا۔ اس سے ایک اہم فائدہ یہ ہوا کہ ہزاروں اسامی کو منضبط کرنے والی طبقات کی تالیف میں احوال بہت ہی اختصار سے قلمبند کئے جاتے تھے اب ایک صدی کے ادباء و فضلاء کی تحقیق نے قدرے تفصیل کی گنجائش پیدا کر دی۔

ان طبقات قرونیہ (یا قرن وار طبقات) کا آغاز آٹھویں صدی ہجری کے اکابر، ادباء و صلحاء سے کیا گیا۔ اور:

(۱) علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے کتاب کو "الدرۃ الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ" سے موسوم کیا۔ یہ آٹھویں صدی ہجری کے اکابر و اعیان پر مشتمل ہے۔ چار ضخیم جلدوں پر تمام ہوتی ہے۔

(۲) علامہ حافظ محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی م ۹۰۲ھ "الضوء اللامع فی اعیان القرن التاسع" کے نام سے موسوم ہے۔ نصف صدی ہجری کے علماء و فضلاء اور اکابر کے احوال پر مشتمل ہے بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۳) علامہ حافظ نجم الدین دمشقی م ۱۰۶۱ھ "الکواکب السائرہ فی اعیان المائۃ العاشرہ"

(۴) علامہ محمد بن المحبی دمشقی م ۱۱۱۱ھ "خلاصۃ الاثر فی اعیان الحادی عشر" بارہ جلدوں پر مشتمل ہے

(۵) علامہ المحبل المرادی دمشقی م ۱۲۰۶ھ "سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر"

(۶) علامہ شیخ عبدالرزاق البیطار دمشقی ۱۲۳۵ھ "حلیۃ البشر فی اعیان القرن الثالث عشر"

(۷) علامہ راغب طباخ م ۱۳۷۰ھ اعلام النبلاء

اعلام النبلاء نے قبول عام کی سند حاصل کی، حلب کے ان اکابر مصنفین اور اکابر علماء کے احوال پر مشتمل ہے جن کا تعلق تیرہویں صدی ہجری اور وسط قرن چہاردہم ہجری سے تھا۔ جو مملکت شام سے تعلق رکھتے تھے۔ تیرہویں صدی ہجری کے اعیان و اکابر پر ایک اور مشہور کتاب شائع ہوئی جس کے مصنف

(۸) علامہ شیخ جمیل شافعی دمشقی م ۱۳۷۵ھ ہیں۔ کتاب کا نام "روض البشر فی اعیان قرن الثالث عشر" ہے۔

(۹) علامہ محمود شکری آلوسی م ۱۳۴۲ھ المسک الاذفر

یہ طبقات پر بہت مشہور کتاب ہے۔ تیرہویں صدی اور چودھویں صدی کے اوائل تک جو اکابر علماء بغداد میں گذرے ہیں ان کے سوانح اور احوال پر مشتمل ہے۔

مصر و شام و عراق و حجاز کے اکابر علماء اور مصنفین کے احوال بھی بعض کتب تالیف ہوئیں ان میں مصر کے مشہور ادیب جرجی زیدان کی کتاب طبقات پر "اشہر مشاہیر الشرق" بہت پسند کی گئی

یہ طبقات مذکورہ میں کسی ایک طبقے کیلئے مختص نہیں ہے۔ ان طبقات میں اکابر ملت، علمائے کرام، ادباء، صوفیاء اور زہاد حضرات سب ہی شامل تھے جنہوں نے اپنے اپنے عصر میں شہرت کے منازل طے کئے۔ اس لئے ان طبقات کے ادبی اصلاحی طبقات الرجال سے الگ ہوجاتے ہیں احوال اکابر و مصنفین پر شعبہ وار یا صنف وار طبقات کا دائرہ چونکہ بہت وسیع ہے۔ اس کو ایک کتاب میں جمع کردینا محال ہے۔ اس لئے صاحبان تصنیف و تالیف نے ایک ایک فن اور ایک ایک علم کے ارباب فضل و کمال کے احوال کے جمع کرنے پر قلم اٹھایا چنانچہ طبقات الادباء، طبقات الحفاظ (محدثین کرام کا تذکرہ) طبقات المفسرین، طبقات الفقہاء، طبقات الشافعیہ، طبقات الحنابلہ، طبقات الحنفیہ، طبقات الصوفیہ، یہ کتابیں تصنیف کی گئیں۔ یہاں اتنا موقعہ نہیں کہ میں ان تمام طبقات کا آپ سے تعارف کراؤں۔

اس برصغیر پاک و ہند میں ان کتب طبقات سے متاثر ہوکر آٹھویں صدی ہجری میں امیر خورد کرمانی (م ۷۷۰ھ) نے "سیر الاولیاء" مرتب کی۔ جس میں بعض اکابر خاندان چشتیہ کا تذکرہ ہے سیر الاولیاء کے بعد برصغیر پاک و ہند کے مشہور صوفی شیخ جمالی کا تذکرہ "سیر العارفین" ہے یہ دسویں صدی ہجری میں مرتب ہوا اس میں سلسلہ چشتیہ کے جید بزرگوں اور سلسلہ سہروردیہ کے سات مشائخ کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد آٹھویں صدی ہجری کے مشہور محدث علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "اخبار الاخیار" مرتب فرمایا۔ یہ مشائخ ہند (صوفیائے ہند) کا ایک جامع تذکرہ ہے اور آج بھی اصل متن فارسی اور اردو میں دستیاب ہے۔ جس طرح سیر العارفین دو خانوادوں یعنی چشتیہ اور سہروردیہ کا ایک منتخب تذکرہ ہے۔ اسی طرح علاقائی نقطۂ نظر سے عہد جہانگیری میں لکھا جانے والا ایک تذکرہ "حدیقۃ الاولیاء" ہے۔ یہ تذکرہ سندھ کے مشائخ سے مخصوص ہے حدیقۃ الاولیاء کا متن فارسی ہے۔ عہد جہانگیری کا ایک اور تذکرہ صوفیہ یا طبقات مشائخ "گلزار ابرار" ہے۔ جس کے مؤلف شیخ غوثی مانڈوی ہیں۔ لیکن یہ تذکرہ مستند حالات پر مبنی نہیں ہے اس وجہ سے مقبول نہیں ہوا ہے۔ اس کا اصل متن نایاب ہے۔ صرف ترجمہ "گلزار ابرار" کے نام سے ملتا ہے۔

گلزار ابرار کے بعد "حضرات القدس" ایک قابل ذکر تذکرہ ہے۔ مشائخ نقشبندیہ کا

ایک مستند اور معتبر تذکرہ ہے۔ جس کو ہم "طبقات مشائخ نقشبندیہ" سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ یہ تذکرہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد آپ کے ایک مرید خاص مولانا بدرالدین احمد سرہندی نے مرتب کیا ہے۔

شاہجہانی عہد میں طبقات مشائخ پر دو تذکرے قابل ذکر ہیں۔ یہ دونوں تذکرے شاہزادۂ مظلوم و مقتول داراشکوہ کے خامۂ حقیقت نگار کا اثر ہیں۔ "سکینۃ الاولیاء" حضرت میاں میر اور ان کے خلفاء کے حالات پر مشتمل ہے۔ اور دوسرا "سفینۃ الاولیاء" ہے جس کا سال تصنیف ۱۶۴۰ء ہے۔

سفینۃ الاولیاء میں ۴۱۱ بزرگان دین و ملت یعنی ارباب طریقت کا ذکر ہے۔ لیکن اختصاراً کے ساتھ دونوں تذکروں کی زبان فارسی ہے۔ ایران اور برصغیر پاک و ہند سے یہ مختصراً اور ان کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں صوفیائے کرام کے ان مختصر تذکروں کے علاوہ شاہی سرپرستی میں طبقات الامراء بھی مرتب ہوئے۔ طبقات الامراء میں "ذخیرۃ الخوانین" دور شاہجہانی کا ایک گرانقدر "تذکرۃ الامراء" ہے۔ زبدۃ المقامات اور حضرات قدس بھی خاندان نقشبندیہ کے جامع تذکرے ہیں۔ جن کا تعلق گیارہویں صدی ہجری سے ہے۔ ان دو میں "زبدۃ المقامات" کی حیثیت تو ایک سوانح عمری کی ہے۔ البتہ "حضرات قدس" اکابر و مشائخ سلسلۂ نقشبندیہ کا معتبر تذکرہ ہے

بارہویں صدی ہجری میں "مآثر الکرام" سید آزاد بلگرامی کے قلم سے ایک گرانقدر تذکرہ ہے۔ اگرچہ بظاہر اس کی حیثیت ایک علاقائی تذکرہ کی ہے کہ اس میں علماء و صلحائے بلگرام کا ذکر ہے۔ لیکن حقیقتاً اس میں برصغیر پاک و ہند کے بہت سے علمائے کرام اور مشائخ عظام کا ذکر آگیا ہے۔ اور اس کی حیثیت ایک عمومی تذکرہ کی ہوگئی ہے۔ "مآثر الکرام" اپنے محاسن کے باعث بہت مقبول ہوا۔ اور اس کی قبولیت نے اس برصغیر میں اصحاب فکر اور ارباب قلم کو تذکرہ نگاری کی راہ پر سرگرم رفتار بنا دیا۔ چنانچہ مآثر الکرام کے بعد برصغیر پاک و ہند میں متعدد تذکرے بحیثیت طبقات کئے گئے۔

تیرہویں صدی کے اواخر اور چودہویں صدی میں طبقات پر لکھی جانے والی کتب یا تذکروں

میں حکیم غلام سرور لاہوری کا "تذکرہ خزینۃ الاصفیاء" جسکی زبان فارسی ہے "تذکرہ علمائے ہند یا "تذکرہ رحمٰن علی" (متن کی زبان فارسی ہے) "فوائد البہیہ" از علامہ عبدالحیٔ لکھنوی (فرنگی محلی) اور "حدائق الحنفیہ" از علامہ فقیر محمد جہلمی یادگار تذکرے یا کتب طبقات ہیں۔ "حدائق الحنفیہ" کی اشاعت ۱۳۱۲ھ کے بعد ایک اور مبسوط تذکرہ "نزہتہ الخواطر" جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اور جسکی ساتویں اور آٹھویں جلد کسی قدر ضخیم ہے شائع ہوا۔ نزہتہ الخواطر کے سلسلہ میں شمس بریلوی آئندہ اوراق میں کچھ تفصیل پیش کرے گا۔ یہاں مختصر فوائد البہیہ، تذکرہ رحمٰن علی اور حدائق حنفیہ کے سلسلہ میں کچھ عرض کروں گا۔

فوائد البھیہ:۔ فاضل جلیل علامہ عبدالحیٔ فرنگی محلی (لکھنؤ) کی تصانیف متعددہ میں ایک بلند مقام رکھتی ہے۔ آپ نے یہ کتاب طبقات الشافعیہ اور جواہر المضیہ کے نہج واصول پر مرتب کی ہے لیکن علما، وفقہائے احناف کے مقابلہ میں اس میں علمائے شوافع کے تراجم زیادہ ہیں۔ متن کی زبان عربی ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک حصہ "طرب الاماثل" کے نام سے شامل ہے جس میں ۲۹۹ حضرات کا تذکرہ بہت ہی اختصار کے ساتھ ہے۔ بہر حال فوائد البہیہ اپنی افادیت کے اعتبار سے ایک قابل قدر کوشش ہے۔ کتاب کا اختتام بروز شنبہ ۱۲ صفر المظفر ۱۲۹۲ھ کو ہوا۔ مقدمہ میں یہ صراحت نہیں ہے کہ اس کا آغاز کب کیا تھا۔

حدائق الحنفیہ:۔ فوائد البہیہ کے تکملہ ۱۲۹۳ھ اس کے تین سال بعد پنجاب کے ایک فاضل نبیل مولوی فقیر محمد جہلمی نے طبقات پر ایک عظیم کام سرانجام دیا۔ اب تک برصغیر پاک وہند میں طبقات پر لکھی جانے والی کتابوں کا متن عربی زبان میں یا فارسی زبان میں ہوتا تھا۔ مولانا فقیر محمد جہلمی نے "حدائق الحنفیہ" اردو زبان میں تحریر فرمائی اور اس میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے تیرہویں صدی ہجری کے اواخر تک جس قدر مشاہیر فقہائے احناف گذرے تھے، ان سب حضرات کے تراجم ان کی تصانیف وتوالیف کی تفصیل کے ساتھ معرض تحریر میں لائے۔ اس طرح حدائق الحنفیہ فقہائے احناف پر ایک گراں قدر کتاب طبقات ہے۔ فاضل نبیل نے ان تمام علما وفقہائے احناف پاک وہند وزائے پاک وہند کے تراجم پیش کر دیئے ہیں جو تیرھویں صدی کی

کے اختتام تک بقید حیات تھے۔ چودھویں صدی کے افاضل و فقہاء کے ذکر سے یہ کتاب خالی ہے صاحب کتاب نے سنہ ۱۳۲۲ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا، اس لئے یہ اہتمام ناممکن تھا۔

تذکرہ علمائے ہند یا تذکرہ رحمٰن علی

چودھویں صدی ہجری میں "فوائد البہیہ" اور حدائق الحنفیہ کے بعد طبقات علمائے ہند پر یہ تذکرہ بہت ہی جامع ہے۔ اس میں ۱۴۱ ۶ ر ان علمائے کرام کے تراجم ہیں جن کا تعلق برصغیر پاک و ہند سے رہا ہے۔ اگرچہ بعض ارباب علم و فضل کے تراجم نظر انداز ہوگئے ہیں۔ شاید مولوی رحمٰن علی مرحوم کی ان کے احوال تک رسائی نہ ہو سکی۔

ان ۶۴۱ علماء میں شخصیت نگار یا صاحب ترجمہ کسی فن یا موضوع سے مختص نہیں ہے۔ بلکہ اس برصغیر پاک و ہند میں جس شخصیت کو بحیثیت عالم جانا پہچانا جاتا تھا اور وہ اپنے علم و فضل کے باعث مشہور تھا اس کا ذکر طبقات علمائے ہند میں کیا گیا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ وہ کوئی مشہور محدث ہو یا فقیہ ہو۔ تذکرہ رحمٰن علی میں تراجم کی ترتیب قرن وار نہیں ہے۔ بلکہ تراجم کو بقید حروف ابجد بیان کیا گیا۔ فاضل جلیل فقیہ بے عدیل امام احمد رضا خاں نور اللہ مرقدہٗ کے حالات شرح و بسط کیساتھ بیان کئے ہیں اور آپ کی ان کی متعدد تصانیف کا ذکر کیا ہے جن تک فاضل مؤلف کی رسائی ہوسکی ہے کل تصانیف مذکور نہیں ہیں کہ امام رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ سنہ ۱۳۴۰ھ تک جاری رہا جبکہ آپکا سال وفات سنہ ۱۳۴۰ھ ہے

تذکرہ علمائے ہند سنہ ۱۳۰۵ھ میں مکمل ہوا اور مطبع نولکشور (لکھنؤ) سے سنہ ۱۳۳۲ھ میں پہلی بار شائع ہوا۔ تذکرہ علمائے ہند کی تکمیل سے قبل تاریخ شعرائے اردو کے مصنف یعنی صاحب "گل رعنا" حکیم عبدالحی ندوی نے علمائے احناف کا ایک تذکرہ لکھنا شروع کیا۔ جو بیس سال کی محنت شاقہ کے بعد آٹھ جلدوں میں مکمل ہوا (ساتویں اور آٹھویں جلد ضخیم ہے۔ باقی جلدیں اوسط ضخامت کی ہیں) مقدمہ میں اس تذکرہ یعنی نزہۃ الخواطر کے مصنف کے فرزند مولوی ابوالحسن ندوی (جو خود بھی متعدد کتب کے مصنف ہیں)

اس طرح "نزہۃ الخواطر" کا تعارف کراتے ہیں۔

نُزْهَةُ الْخَوَاطِر

"قد كانت ساعة سعيدة حين تقرر السيد عبد الحي بن فخر الدين الحسني (ولادت ۱۲۸۶ھ وفات ۱۳۴۱ھ) في فجر القرن الرابع عشر الهجري ان يؤلف كتابا في تراجم علماء الهند واعيانها من القرن الاسلامي الاول حين دخل فيها الاسلام الى قرن الرابع عشر الذي يعيش فيها"

یعنی

چودہویں صدی کے آغاز کی وہ کیسی ساعت سعیدہ تھی جبکہ سید عبدالحی ابن فخر الدین الحسنی (ولادت ۱۲۸۶ھ وفات ۱۳۴۱ھ) نے یہ طے کیا کہ ایک ایسی کتاب مرتب کریں جس میں ہندوستان میں اسلام کے آغاز سے چودہویں صدی ہجری تک (جس میں وہ بقید حیات تھے) کے علماء و اکابر ملت کے حالات (تراجم) پیش کئے جائیں"۔ ؎۱

اس عظیم کتاب (نزہتہ الخواطر) کی تکمیل میں سید عبدالحی ندوی نے تیس سال کی طویل مدت صرف کی، بہت کم ایسی کتابیں ہیں جن کی تالیف و ترتیب میں اتنا وقت صرف کیا گیا ہوگا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مشاہیر علماء و فقہاء اور اعیانِ ملت کے صحیح حالات و سوانح کے حصول میں ان کو کس قدر سعیٔ بلیغ کرنا پڑی۔ چنانچہ مقدمہ نگار سید ابوالحسن ندوی اس ضمن میں تحریر کرتے ہیں کہ۔

"اشتغل بهذه التاليف ثلاثين سنة"

لیکن افسوس کہ اس تالیف کے اکثر تراجم (یعنی بعض علمائے کرام کے احوال کے بیان میں) انھوں نے سررشتہ اعتدال و انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے۔ اور یہ عمل ان شخصیات کے ساتھ انھوں نے

؎۱ نزہتہ الخواطر کی جلد اول ساتویں صدی ہجری کے علماء کے حالات سے شروع ہوتی ہے۔ جو کہ پہلی صدی ہجری جیسا کہ مولوی ابوالحسن ندوی نے کہا ہے۔

روا رکھا ہے کہ جو ان کے مسلک ندویت یا دیوبندیت کے خلاف تھے۔ چنانچہ نابغۂ روزگار فقیہ و محدث بے نظیر علامہ شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے احوال کی نگارش میں ان کے علم و فضل اور ان کے کردار و سیرت کو خوب دل کھول کر مسخ کیا ہے۔ مدتوں تک کسی نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ قیام پاکستان کے بعد جب کراچی میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا قائم ہوا اور اس ادارے کے تحت "معارف رضا" کا اجرا ہوا اس میں بعض محققین نے ان کے اس بغض و تعصب کا پردہ چاک کیا۔ حالانکہ اس سے قبل تذکرہ علمائے ہند (مولفہ مولانا رحمان علی) شائع ہو چکا تھا۔ اور انھوں نے اپنی اس تالیف میں اس سے استفادہ بھی کیا۔ لیکن امام احمد رضا قدس سرہٗ کے ترجمہ میں انصاف نہ کر سکے۔

حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ۱۳۴۰ھ میں وصال فرمایا اس وقت تک کسی عقیدت کیش اور حقیقت نگار ادیب اور مصنف نے اس طرف توجہ نہیں کی کہ "مآثر الکرام" از علامہ آزاد بلگرامی کی طرح علمائے یوپی یا علمائے روہیلکھنڈ کا تذکرہ شائع کیا جاتے۔ اور علم و عرفان کے آسمان کے ان آفتاب و ماہتاب کے تراجم صحیح طور پر قلمبند کیے جاتیں۔ جنکی جلالت علمی کا شہرہ صرف ہند ہی میں نہیں بلکہ عرب و عجم تک پھیلا ہوا ہے۔ خصوصاً علم فقہ و حدیث، علم ہیئت و ہندسہ، علم جفر و تکسیر کے بے عدیل و بے مثیل فاضل علامہ شاہ احمد رضا خاں اور ان کے معاصرین و تلامذہ سے دنیا کو روشناس کرایا جائے۔ حالانکہ چودھویں صدی کے اواخر میں اردو زبان ترقی کے مدارج طے کر چکی تھی۔ اور ہر قسم کے علم و فن اور موضوع پر اردو زبان میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری و ساری تھا۔ اردو زبان میں متعدد تذکرے کیے گئے۔ مثلاً صباح الدین احمد نے بزم صوفیہ لکھی جس نے بڑی مقبولیت حاصل کی۔ یہ طبقات نویسی پر ایک اچھی اور کامیاب کوشش ہے۔ اس کے بعد علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے پروفیسر خلیق احمد نظامی نے "تاریخ مشائخ چشت" لکھکر چشتیہ خاندان کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ پروفیسر ظہور الدین شارب صاحب نے تذکرۂ اولیاء ہند و پاک مرتب کیا اور مقبول خاص و عام ہوا (اس تذکرے کو انھوں نے حضرت داتا گنج بخش لاہوری قدس اللہ سرہٗ سے شروع کر کے دیوہ شریف کے مشہور عظیم صوفی حضرت وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے پر ختم کیا ہے)

اس تذکرے سے قبل انھوں نے دلی کے بائیس خواجہ " کے نام سے ایک طبقات صوفیہ مرتب کیا تھا۔

انفرادی سوانح عمریوں میں مولانا شبلی نعمانی، الغزالی، النعمان، المامون، الفاروق، وغیرہ لکھکر اپنے علم وفضل کا لوہا منوا چکے تھے۔ آپ کے عظیم شاگرد مولانا سلیمان ندوی نے "سیرۃ عائشہ" (رضی اللہ عنہا) لکھی جو بہت پسند کی گئی۔ مولانا شبلی کے ایک معاصر مولانا حالیؔ نے بھی اس راہ میں قدم اٹھایا اور اپنی سوانح عمریوں حیات جاوید (سوانح سرسید احمد خاں) حیات سعدی، یادگار غالب وغیرہ کو لکھکر خوب نام پیدا کیا

ناسپاسی ہو گی اگر اس ذکر سے یہ پہلو تہی کی جاتے کہ امام احمد رضا قدس اللہ سرہٗ کی ضخیم سوانح عمری جس کی نگارش کا فخر حضرت مولانا ظفر الدین صاحب بہاری کو حاصل ہے اور " حیات اعلیحضرت" کے نام سے اسکی جلد اول مدت ہوئی شائع ہو چکی ہے۔ یہ جلد چار سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے لیکن خواجہ تاشان رضویت کی بے حسی کا یہ عالم کہ اب تک " حیات اعلیحضرت" کی باقی ماندہ جلدیں شائع نہیں ہو سکی ہیں ——— خیر! یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا جو میرے قلم سے ہمیشہ اس سلسلے میں نکلتا رہتا ہے۔

الحمد للہ! کہ ۱۹۸۰ء سے کراچی میں " ادارہ تحقیقات امام احمد رضا " کا قیام ہوا۔ اور ہر سال اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علم وفضل کے بعض گوشوں پر ارباب نقد ونظر اپنی تحقیق اور کاوش فکر کے نتائج پیش کرتے رہے۔ اور بفضلہ تعالےٰ اب تک یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ ہر سال " معارف رضا " کے اجراء کے موقع پر بعض تحقیقاتی کتابچے بھی اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ کے بارے میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں ان کا ذکر نہیں کروں گا۔ " معارف رضا " کے کسی سالنامے سے اب ان حقائق تک پہنچ سکتے ہیں۔

اعلیحضرت فقیہ بے عدیل و بے مثیل محدث اعظم رضی اللہ عنہ[1] نے اپنے علم وفضل کی تابانیوں سے پاک وہند ہی نہیں بلکہ عرب وعجم کو بھی تابناک بنا یا تھا۔ آپ کے کمالات علمی کا

---

[1] اعلیحضرت نور اللہ مرقدہ کے مرید خاص، خلیفۂ ماذون مجاز اور نہایت ہی عزیز شاگردوں میں سے تھے اعلیحضرت کی آپ پر بہت نوازشات تھیں۔

شہرہ چہار دانگ عالم میں تھا۔ پھر یہ کس طرح قیاس کیا جا سکتا ہے کہ خود شہزادگان اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ آپ کے علمی کمالات سے بہرہ ور نہ ہوں اور آپ کے جانشین ان گرامی مرتبت جن سے میری مراد پسر اکبر حضرت مفتی محدث حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں اور پسر اصغر حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمہما اللہ تعالیٰ علیہم نے اپنے علم و فضل کی جھولیاں اپنے والد گرامی مرتبت کے کمالات علمی کے شذرات ذہب سے نہ بھری ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں صاحبزادگان گرامی مرتبت اس معدن علم و فضل کی خدمت بابرکت میں ہر وقت شرف حضوری سے مشرف ہوتے رہتے تھے۔ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ دونوں صاحبزادگان کو اپنی نوازش علمی سے سرفراز فرماتے رہتے چنانچہ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان دونوں بزرگوں نے اعلیٰحضرت کی تصانیف کی اشاعت اور ترویج میں حتی الوسع سعی فرمائی اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی کو اپنی علمی صلاحیتوں سے کام لے کر شہرت دوام کی بلندیوں تک پہونچاتے رہے۔ مگر حیف صد حیف کہ جس طرح اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کے علمی کمالات خداداد صلاحیتیں، کاوش فکر و نظر اور تحقیق علم و فن مدتوں تک منظر عام پر نہ آ سکے۔ اسی طرح حضرت حجۃ الاسلام اور حضرت مفتی اعظم رحمہما اللہ تعالیٰ کے علمی کمالات پردۂ خفا میں رہے۔

میں حقیقت سے روگردانی نہیں کروں گا کہ اس سلسلے میں ایک بڑی رکاوٹ پاک و ہند کے سیاسی حالات تھے۔ ہند کے مختلف صوبوں خصوصاً اتر پردیش میں کانگریسی حکومت کے قیام نے مسلمانوں کی زندگی کو بہت ہی تلخ بنا دیا تھا۔ ایک تو مسلمانوں کی عمومی مالی حالت ہی کمزور تھی۔ ملازمتوں اور تجارت پر ہندو چھائے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کے لئے روزگار کا حصول ایک بہت ہی اہم مسئلہ تھا۔ زمیندار پیشہ مسلمان کچھ پرسکون حالت میں تھے۔ تو ان کی بربادی اور ذہنی اضطراب کی صورت ہندو اکثریت نے یوں نکالی کہ زمینداری کو یک لخت ختم کر دیا۔ اور ۲۰ رسال کی مدت میں ادا ہونے والا معمولی سے معاوضے کی اسناد ان کے حوالے کر دی گئیں۔ اس پر آشوب حالات میں ایسا ذہنی سکون کہاں میسر تھا کہ اصحاب فکر و نظر قلم آزماتے اور اپنے بزرگوں کے حالات قلمبند کرتے۔ پھر یہ کہ اہلسنت و جماعت بحیثیت مسلم

صرف کانگریسیوں کی یورش نہیں تھی بلکہ قادیانیت اور دیوبندیت کی یورشیں اس پر مستزاد تھیں۔ چند سال اس دور ابتلا میں کسی نہ کسی طرح اہلسنت وجماعت نے بسر کئے کہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند اور قیام پاکستان نے مسلمانوں کی اقلیت والے صوبوں میں ایک قیامت صغریٰ برپا کردی۔ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں گھرانے تباہ وبرباد ہوگئے۔ اس تباہ کاری میں کسے اتنا ہوش تھا کہ اپنے بزرگان دین وملت کی داستانہائے حیات کو معرض تحریر میں لاتا۔

محلہ سوداگران میں جہاں آفتاب رضویت کی ضوفشانیوں سے نگاہیں ہر وقت خیرہ رہتی تھیں اور عقیدت مندوں کی آمد وشد سے ایک میلے کا سماں رہتا تھا۔ وہاں ۱۳۷۰ھ سے ایک مرد مجاہد یعنی مولانا مصطفےٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی اور مسلمان کا قیام نہیں تھا۔ مدرسہ منظر اسلام بھی کسی نہ کسی طرح اس گردش ایام میں اپنے سالانہ دور علمی کو پورا کررہا تھا۔ حقیقت میں ان اسباب وعلل نے اور کچھ ہماری تن آسانی اور عدم دلچسپی نے خانوادۂ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ان علمی کارناموں کو پیش نہیں کیا۔ جو حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب اور مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب رحمہما اللہ کی یادگار کہے جاسکتے ہیں۔

الحمد للہ بڑی مسرت اور شادمانی کا مقام ہے کہ اعلیحضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہونے والی ایک سرشار اور باخود جرار ہستی یعنی الحاج حافظ قاری مولانا محمد ابراہیم خوشتر قادری سربراہ امور مذہبیہ برطانیہ، جنوبی افریقہ، ماریشیس، بانی وسربراہ سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل سلمہ اللہ الباری، جو صرف اعلیحضرت نور اللہ مرقدہٗ کے شیدائی نہیں بلکہ خانوادۂ رضویہ سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں اور اس خانوادہ کے خلیفہ ماذون ومجاز ہیں، افریقہ ماریشیس اور مانچسٹر میں فروغ رضویت کے لئے شب وروز کوشاں ہیں۔ اور جن کی ان مساعی کی یادگار ماریشیس میں سنی رضوی اکاڈمی، خانقاہ قادریہ رضویہ، سنی رضوی عیدگاہ، قادری رضوی مرکزی مسجد، نیز ڈربن جنوبی افریقہ میں دار العلوم منظر اسلام، سنی رضوی مرکز ودیگر مقامات میں سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل کا قیام جوان کا ایک انفرادی کارنامہ ہے اور خواجہ تاشان رضویت اس پر جتنا فخر کریں وہ کم ہے کہ بیرون ایک وہند میں رضویت کی بلند نشانیاں اور یادگاریں کوئی دوسرا قائم نہ کرسکا

(اللہ تعالیٰ آپکی عمر دراز کرے اور فروغ رضویت کی توفیق مزید ارزاں فرمائے) اور یہاں اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے شہزادہ اکبر یعنی حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی جامع اور مبسوط سوانح حیات کی نگارش کو اپنا مقصد حیات بنایا۔ اور حضرت مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات کے تار و پود کو سنوارا اور آراستہ کیا۔ جن کا سر رشتہ امتداد زمانہ کے ہاتھوں جگہ جگہ سے گم تھا۔

میں خود ۱۹۳۴ء سے ۱۹۴۰ء تک دارالعلوم منظر اسلام سے وابستہ رہا ہوں اور اس چھ سال کی مدت میں حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے جو نوازشیں اور کرم مجھ پر مبذول فرمائے ان کو میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی سادہ مزاجی، شہرت سے گریز کا مشاہدہ میں نے خود کیا ہے۔ دارالعلوم منظر اسلام کے انتظامیہ امور خاموشی کے ساتھ انجام دینا اور پھر علمی خدمات میں خاموش انہماک آپ کا وطیرہ تھا۔ ستائش و مدحت آپ کو پسند نہیں تھی۔ مریدین سے صرف وقتی روابط تھے۔ آپ نے کبھی اس طرف توجہ نہیں فرمائی کہ اپنے اوقات یومیہ اور مصروفیات شبانہ روز کو ضبط تحریر میں لائیں۔ تصنیف و تالیف کا کام بھی نہایت خاموشی سے انجام دیتے تھے۔ چنانچہ میں نے آپ کی زبان سے یہ نہیں سنا کہ آپ "الدولۃ المکیہ" کا ترجمہ تحریر فرما رہے ہیں۔ ایسی خاموش زندگی کے احوال کو معرض تحریر میں لانا ایک بہت ہی مشکل کام ہے۔ حضرت خوشتر صدیقی جمالپوری نے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ سوانح حیات مرتب کرنے میں کس قدر کاوش کی ہوگی۔ اور سوانحی مواد کہاں کہاں سے حاصل کیا ہوگا۔

حضرت علامہ مولانا ابراہیم خوشتر صدیقی کی تعلیمی زندگی دارالعلوم منظر اسلام سے وابستہ ہے۔ آپ کا علمی شعور اسی دارالعلوم میں پروان چڑھا۔ اسی عظیم درسگاہ سے فضیلت کا شرف حاصل کیا۔ لیکن یہ وہ زمانہ تھا کہ دارالعلوم سے میری وابستگی ختم ہو چکی تھی اور میں یوپی کی مشہور درس گاہ اسلامیہ انٹر کالج سے وابستہ تھا۔ حضرت خوشتر صدیقی جمال پوری کے شب و روز دارالعلوم منظر اسلام کی علمی صحبتوں اور ان کے اساتذہ کرام کی قربتوں میں بسر ہوتے تھے۔ اسلئے

آپ کے ذہن صافی پر اس دور کے بہت سے نقش مرتسم تھے۔ ان ہی نقوش میں سے اکثر طغرہ ہائے جمال کو آپ نے تذکرۂ جمیل میں پیش کر دیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ حضرت حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے ذکرِ جمیل کے بہت سے پہلو ایسے تھے جن سے بہت کم لوگ واقف تھے۔ خصوصاً آپ کی پاکیزہ عائلی زندگی آپ کی یومیہ معروفیات، آپ کی شاعری آپ کی زندگی کے وہ پہلو ہیں جن کا اظہار میں نے آپ کی زبان سے کبھی نہیں سنا کہ اس میں خودستائی کا پہلو تھا۔ اور حضرت مولانا خودستائی سے بہت نفور تھے۔ یقیناً جناب مولانا خوشتر جمال پوری کو اس سنگلاخ سے گذرنے میں بڑی دقت پیش آئی ہوگی۔ مگر آفریں ہے آپ کی ہمت کو کہ آپ نے وابستگان خانوادہ رضا سے یہ تمام معلومات فراہم کیں۔ اور ان کو خواجہ تاشانِ رضویت کے لئے جمع کر دیا۔ خانوادہ رضا کے وابستگان سے مراد حضرت مولانا تقدس علی خاں صاحب، حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب علیہما الرحمہ اور دوسرے اکابر خاندان ہیں جو اب ہم میں موجود نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں جناب مولانا ابراہیم خوشتر صاحب نے اپنے اساتذہ کرام سے بھی بہت کچھ استفادہ کیا ہے۔ خصوصاً مولانا مفتی ابرار حسن صدیقی مرحوم، مولانا احسان علی صاحب مظفر پوری، مولانا سردار علی خاں صاحب مرحوم اور مولوی سردار احمد صاحب مرحوم و مغفور سے جو حقائق سنے تھے ان کو ذہن میں محفوظ رکھا اور ان کو صفحات تذکرۂ جمیل پر منتقل کر دیا۔

ان تمام دشواریوں کے باوجود فاضل مؤلف نے سوانح حیات کے لوازم کو تمام و کمال پورا کیا ہے۔ اور صاحب ترجمہ کے تمام مراحل زندگی کو معرض بیان میں لائے ہیں۔ البتہ دو باتوں کی کمی میں نے محسوس کی۔ ایک تو حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری پر نقد و تبصرہ سے آپ نے گریز کیا۔ اور دوسرے آپ کی تصانیف و تالیف پر ناقدانہ نظر نہیں ڈالی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ دونوں باتیں ایک عقیدت کیش مرید باصفا اور شاگرد رشید کے حدود ادب سے تجاوز کرنے والی تھیں۔ اس لئے آپ نے اس راہ میں قدم نہیں اٹھایا۔

تذکرۂ جمیل کا اسلوب بیان نہایت دلکش اور دلچسپ ہے، زبان اور بیان میں ژولیدگی نہیں ہے جو کچھ کہا ہے وہ نہایت سادگی اور بے ساختگی کے ساتھ کہا ہے۔ خوشتر نے اس تذکرۂ جمیل میں اپنے گراں قدر تحریرات

استاد حضرت مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ کا "تذکرہ" شامل کر کے ایک اہم خدمت انجام دی ہے۔ "تذکرۂ جمیل" میں ایک عنوان "چار یار" بھی ہے اس کے تحت حضرت حجۃ الاسلام کے مخصوص وابستگان دامن الفت و رافت کا بیان ہے اور سراسر حقائق پر مبنی ہے۔ اس ضمن میں اس ناکارہ شمس بریلوی کا بھی ذکر ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آج بھی جب میں حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی اس محبت وعنایت اور حد سے فزوں شفقت کو یاد کرتا ہوں جس نے مجھے آپ کے حضور میں بیباک سخن بنا دیا تھا تو اشکبار ہو جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مزار اقدس پر اپنی رحمتوں کی بارش فرمائے۔ اور ان کے سلسلہ کو رہتی دنیا تک قائم و دائم رکھے۔ والسلام

ناچیز

شمس بریلوی

سابق صدر مدرس شعبۂ فارسی، دار العلوم منظر اسلام

بریلی

جلوہ آرائیاں

① مصنّفات

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱ الصارم الربانی علی اسراف القادیانی ——— ۲۹
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۲ حاشیہ کنز المصلی مصنفہ مولانا سید پیر درشن علی سہسوانی ——— ۳۲
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۳ اجلی انوار الرضا ——— ۳۳
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۴ ترجمہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ ——— ۳۴

② تصدیقات

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۵ لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحیٰ۔ مصنفہ امام احمد رضا۔ اس رسالہ کی تصدیق سے حجۃ الاسلام کی عربی ادب پر مہارت تامہ کی بھی تصدیق ہوتی ہے اور امام احمد رضا کا تخلص سابق "ذکا" کا علم بھی ہوتا ہے ——— ۳۵
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۶ السوء والعقاب علی المسیح الکذاب مصنفہ امام احمد رضا ——— ۳۷

③ جوابات

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۷ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد کے مکتوب کا جواب بین السطور ——— ۴۰

(۴) سندات

امام احمد رضا	(۸)	سند مسند جانشینی مرتبہ عنایت محمد خاں غوری فیروزپوری کا	(۴۱)
امام احمد رضا	(۹)	سند حدیث دار العلوم منظر اسلام مع دستخط حجۃ الاسلام بحیثیت مہتمم دار العلوم	(۴۹)
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا	(۱۰)	سند خلافت بنام مولانا سید محمد ریاض الحسن شاہ صاحب جودھپوری	(۵۰)

(۵) مکتوبات

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا	(۱۱)	بنام مولوی وزارت رسول حامدی بنارس	(۵۱)
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا	(۱۲)	بنام مولوی وزارت رسول حامدی بنارس	(۵۲)
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا	(۱۳)	بنام مولانا سردار احمد صدر جمعیت خدام الرضا بریلی	(۵۳)
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا	(۱۴)	دعا نامہ بنام مولوی وزارت رسول حامدی بنارس	(۵۴)

(۶) وظائف و عملیات

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا	(۱۵)	حلقۂ قادریہ شریفیہ، شاہ محمد حبیب اللہ قادری رضوی میرٹھی کے خلافت نامہ میں مع دستخط تحریر فرمایا ۱۳۳۲ھ ۱۹۱۳ء	(۵۵)
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا	(۱۶)	اعتصام حزب البحر، اشارات وضمائر وحال اجابت حزب البحر، اختتام حزب البحر مع طریقۂ عمل اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا	(۵۷)
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا	(۱۷)	دلائل الخیرات کا نسخۂ مملوکہ اور اس پر آپ کی تحریر	(۶۱)
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا	(۱۸)	بنام وزارت رسول حامدی، وظیفہ یا رحمٰن کل شیٔ مع طریقۂ عمل	(۶۲)
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا	(۱۹)	بنام وزارت رسول حامدی، کریما کرم رحیما رحم مع طریقۂ عمل	(۶۲)

(۷) منظومات

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا	(۲۰)	اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین مصنفہ خلیفہ اعلیٰحضرت مولانا محمد	

برہان الحق جبلپوری پر تقریظ منظوم ——— (۶۳)
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا (۲۱) تاریخ وصال، حضرت مولانا محمد ظہور الحسین فاروقی نقشبندی مجددی رام پوری کے وصال پر منظوم تعزیت ——— (۶۳)
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا (۲۲) ماہنامہ شریعت، فیروز پور، زیر سرپرستی مولانا محمد سعید نقشبندی فیروز پوری حامدی پر منظوم تصدیق ——— (۶۶)
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا (۲۳) امام احمد رضا کے عربی شعر پر ایک رباعی کا اضافہ ——— (۶۳)

(۸) رسالہ جات

مدیر مولانا محمد ضیاء الدین پیلی بھیتی (۲۴) رسالہ المخزن تحقیق، تحفۂ حنفیہ پٹنہ عظیم آباد میں حجۃ الاسلام کے مضامین شائع ہوتے تھے ——— (۶۸)
مرتبہ محمد عبد الوحید حنفی فردوسی (۲۵) دربار حق وہدایت، پٹنہ عظیم آباد میں امام احمد رضا کی معیت میں حجۃ الاسلام کی شرکت اور آپ کے متعلق امام احمد رضا اور مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی کے عربی اور فارسی میں دعائیہ اشعار ——— (۶۹)
زیر سرپرستی حجۃ الاسلام (۲۶) ماہنامہ یادگار رضا ——— (۷۳)
زیر سرپرستی حجۃ الاسلام (۲۷) ترغیب الصلوٰۃ والجماعۃ، مرتبہ مولانا عبد العزیز صدیقی میرٹھی ——— (۷۳)

(۹) نوادرات

جانشین حجۃ الاسلام مولانا محمد ابراہیم رضا / حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا (۲۸) اسم محمد اور قصیدہ بردہ کے شعر پر مشتمل آپ کی نادر المثال مہر (۷۵)
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا (۲۹) محمد حامد رضا القادری الرضوی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ سرپرست دار العلوم منظر اسلام وصدر جماعت رضائے مصطفیٰ، آپکا اسم گرامی لفافہ پر اسی طرح مطبوع تھا ——— (۷۵)

مذکورہ بالا ۱۱-۱۲-۱۳-۱۸-۱۹-۲۹ کے حامدی تبرکات کیلئے جناب وجاہت رسول قادری ابن حاجی مولوی وزارت رسول حامدی مرحوم کا راقم الحروف ممنون ہے۔

الحمد للہ والمنۃ
کہ فتوائے گرانبہا فی بیخ کنی مزخرفات و ہذیانات و وساوس
شیطانی قادیانی۔ مدلل بآیات قرآنی و احادیث نبوی
الصارم الربانی علی اسراف القادیانی
جسکو
جناب مولانا جلیل، محقق جمیل، حامی سنت، ماحی بدعت
فاضل نوجوان، رئیس الاذکیاء جناب مولانا
مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی ادام اللہ
فیضہ القوی نے تحریر فرمایا
اور مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خاں قادری رضوی نے
اپنے اہتمام سے
حسنی پریس بریلی میں چھپا کر شائع کیا
بار دوم ۵۰۰

۹

فتوای عالم ربانی بر دمزخرفات قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

مسئلہ از سرساوہ ضلع سہارنپور مرسلہ یعقوب علی خان کلارک پولیس ۱۵ ر رمضان مبارک ۱۳۱۵ھ۔

قبلہ و کعبہ ام مدظلہ۔ بعد آداب فدویانہ کے معروض خدمت کہ اس قصبہ سرساوہ مین ایک شخص جو اپنے آپ کو نائب مسیح یعنی مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود کا خلیفہ بتلا تا ہم دیتا ہے پس ہون اوسنے ایک عبارت پیش کی جسکا مضمون ذیل مین تحریر کرتا ہون ایک دوسرے صاحب نے وہی عبارت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو بھیجی ہے مگر مین خدمت والا مین پیش کرتا ہون اور مجھے یقین ہے کہ بہت جلد جواب سے مشرف ہونگا ورنہ بصورت تاخیر کے کئی مسلمانونکا ایمان جاتا رہیگا اور وہ اپنی راہ پر آ جاوینگے یا وہ ادب تحریر یہ ہے۔

ایک مدت سے حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات و حیات مین ہرجگہ گفتگو ہوتی ہے اور اسمین دو گروہ ہین ایک وہ گروہ ہے جو مدعی حیات ہے اور ایک وہ گروہ ہے جو منکر حیات ہے اور ان دونون فریق کیطرف سے کتابین شائع ہو چکی ہین آپ مین آپ کی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ ان دونون فریق مین سے کون حق پر ہے بس اسبارہ مین ایک آیت قطعیۃ الدلالۃ اور صریحۃ الدلالۃ یا کوئی حدیث مرفوع متصل

الحمد لله الذی خلق عبده وابن امته عیسیٰ بن مریم رسول الله
بکلمة منه وجعله فی النبیین مبشرا برسول یاتی من بعده اسمه
احمد وفی الختم ناصراً للملة اماما من امته تابعا عنه صلی الله تعالیٰ
علیه وعلیه وعلی سائر انبیائه وکل محبوب لدیه وعلینا بهما الی یوم لقائه
آمین آمین یا رب العالمین قال الفقیر محمد المدعو بحامد رضا القادری
البریلوی غفر الله تعالیٰ له واورده من مناهج الحق کل موردی (۱)

الجواب اللّٰهم هدایة الحق والصواب

برادرانِ مسلمین حفظکم اللہ تعالیٰ عن شرور المفسدین حفظِ ناموس وحفظِ جان وحفظِ جسم وحفظِ مال میں سب ہوں وہ کار پیشہ ساعی وسرگرم رہتے ہیں اللہ عزوجل کو یاد کرنے کے لئے وقتِ عزیز کا ایک حصہ اپنے حفظِ دین ایمان میں صرف کیجئے کہ یہ سب سے اہم ہے یعنی بگوشِ ہوش یہ چند کلمے سن لیجئے اور انہیں میزانِ عقل وانصاف میں تول کر حق وناحق کی تمیز کیجئے فضلِ الٰہی عزوجل سے امید واثق ہے کہ دم کے دم میں صبحِ حق تجلی فرمائیگی اور شبِ ضلالت کی ظلمت دھواں ہوکر اڑ جائیگی مخالفین اگر بر سرِ انصاف آئے فہو المراد ورنہ آپ تو بعنایتِ الٰہی راہِ حق پر ثابت قدم ہو جائینگے وباللہ التوفیق میں پیش از جواب چند مقدمات نافعہ ذکر کرتا ہوں جن سے بعونہ تعالیٰ حق واضح ہو اور صواب لائح وباللہ المعین وبہ نستعین۔ ۳

مقدمۂ اولیٰ

مسلمانو! میں پہلے تمہیں ایک سہل پہچان گمراہوں کی بتاتا ہوں جو خود قرآن مجید

(جملہ حقوق بحق مفکر روحانی محفوظ)

الحمد للہ

فقہ حنفی کا مختصر منظوم قدیم رسالہ

مسمی بہ

کنز المصلی

تالیف لطیف جناب سید حضرت والا منقبت قبلہ گرامی منزلت جناب مولوی سید پیر درش علی صاحب مرحوم سہسوانی دام شمول الطاف الصمدنے

بمشاورت واقف وقف نامہ نمبر ۱۹۱۳

منجانب

آپ کا بھائی و خادم سید عبد اللطیف مفکر روحانی متولی و مہتمم مدرسہ اسلامیہ قبرستان رسول نگر سہسوان (بدایوں)

مطبع مسلم ایجوکیشنل پریس علی گڑھ میں باہتمام طبع ہوا

قیمت فی جلد ۱۰ پیسے

۳۳

الحمد للہ یہ رسالہ بر تجشۂ فاضل خاندانی جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں سلمہ الرحمن حسب فرمائش جناب سید صاحب والا مناصب مولوی سید پیر درش علی صاحب سہسوانی حفظہ المنان مطبع اہل سنت و جماعت واقع بریلی میں ۲ صفر ۱۳۳۳ھ کو طبع ہوا

والسلام

۵

بسلسلۂ تبلیغ الاسلام جماعت [illegible]

۷۸۶

بحمدہٖ تعالیٰ

یہ مبارک رسالہ مسمّٰی بنام تاریخی

اجلی انوار الرضا

(از تصنیف)

۱۳۴۳ھ

جناب مولانا مولوی مفتی حامد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ

[illegible] جناب مولوی نور اللہ خاں صاحب [illegible]

[illegible] کے رسالہ القول الاظہر کی [illegible]

بجا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد المأۃ الحاضرہ مد ظلہ العالی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور

گلزار عالم پریس [illegible]
قیمت [illegible]

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ

مصنفہ امام اہلسنت مجدد ملت اعلیٰحضرت احمد رضا خان صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

مع

جلائل التقریظات لاجلۃ علماء الحرمین الشریفین

وعلماء مصر والشام وغیرہما من بلاد دار السلام

ادام اللہ شرفہا وکرمہا

تعلیقاتہا للمصنف باسم التاریخی

الفیوضات الملکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ

ناشر: المکتبہ

اندرون کھارادر مارکیٹ

بمبئی روڈ، کراچی

۵۰

اجمعین آمین، وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین، واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ المعتصم بحبل اللہ [illegible] عفی عنہ

بحمد ربہ المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ
عبدالمصطفی احمد رضا خان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کتبہ [illegible] عفی عنہ

۱۳۰۹
[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

[illegible] الشيب [illegible] البركات [illegible]

[illegible] المصطفى [illegible] الناس [illegible] الله [illegible]

[illegible]

[illegible] هذا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى و[يتبع] غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا [illegible]

[illegible]

[illegible] والمرسلين [illegible] خاتم النبيين صلى الله تعالى عليه وعليهم اجمعين [illegible]

[illegible]

[illegible] والله [illegible]

[illegible]

[illegible] آمين آمين بجاه النبي الامين [illegible]

تعالى عليه وعلى آله الطيبين واصحابه الطاهرين [illegible]

[illegible] رجب [illegible] سنة ۱۳۲۴ | محمد حامد رضا خان الحنفي [illegible] القادري

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

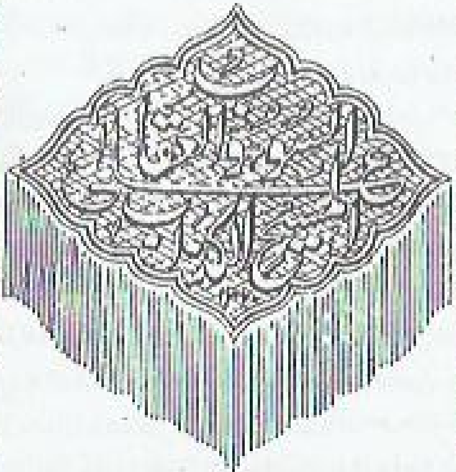

تصنیف لطیف

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت قاطع بدعت مجدد دین و ملت عالم ربانی فاضل بریلوی

مولانا مولوی قاری مفتی الحاج الشاہ احمد رضا خاں قادری

ملنے کا پتہ

مکتبۃ الحبیب جامعہ حبیبیہ مسجد اعظم ارسوتیا الہ آباد

این یبقی المرتد حتی یبحث عن حضانته الاتری ان فی قولهم لاحضانة لمرتدة لانها تضرب وتحبس کل یوم فانی تتفرغ للحضانة فاذا کان هذا فی المحبوس فما ظنك بالمقتول ولکن انا لله وانا الیه راجعون ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم

مگر اُن کے نفس یا مال میں بدعوے ولایت اُس کے تصرفات موقوف رہیں گے اگر پھر اسلام لے آیا اور اُس مذہب ملعون سے توبہ کی تو وہ تصرف سب صحیح ہو جائیں گے اور اگر مرتد ہی مر گیا یا دار الحرب کو چلا گیا تو باطل ہو جائیں گے فی الدر المختار یبطل منه اتفاقا ما یعتمد الملة وهی خمس النکاح والذبیحة والصید والشهادة والارث ویتوقف منه اتفاقا ما یعتمد المساواة وهو المفاوضة او ولایة متعدیة وهو التصرف علی ولده الصغیر ان اسلم نفذ وان هلك او لحق بدار الحرب وحکم بلحاقه بطل اھ مختصر اسأل الله الثبات علی الایمان وحسبنا الله ونعم الوکیل وعلیه التکلان ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم وصلی الله تعالی علی سیدنا ومولانا وآله وصحبه اجمعین. آمین والله تعالی اعلم۔

محمد وصی احمد
نائب مدرس

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنه بمحمد المصطفی النبی الامی
صلی الله تعالی علیه وسلم

محمد [illegible]
المصطفی
محمد احمد رضا خان

بسم الله الرحمن الرحیم

أما بعد الحمد لاهله والصلاة على اهلها

لعمري لقد اجاد فيما اجاب واطاب واصاب. فاوضح الصواب. وميز القشر من اللباب. وازاح الارتياب. فكم سدم على المسيح الكذاب. وصب عليه سوط عذاب. فبهت الذي كفر وارتاب. فانهزم الاحزاب. وفرت الاذناب. وحقت عليهم كلمة العقاب. خالدين في النار وبئس المآب. الا من تاب واب. ورجع واناب. فان المولى الوهاب. تواب على من تاب فعل هذا وبيد الابحث الثياب. وسيفه في الجراب. فما كان عاقبة الذين ظلموا الا في تباب. فلله ذا المجيب رزقه الله الزيادة وجميل الثواب. والزلفى عنده وحسن مآب. وهذا الشيخ شامخ. تقي السدن بحر باذخ مجدد المائة الحاضرة. ذو الحجة القاهرة. صاحب القوة القدسية عالم اهل السنة السنية والجماعة السنية. السميدع العريف الغطمطم الغطريف والدي واستاذي وملجاي وملاذي. مولانا ومولى الكل حضرة احمد رضا خان البريلوي مد ظلهم العالي. مدى الايام والليالي. وانا العبد الضعيف الاواه محمد المعروف بحامد رضا كان له الله. بجاه حبيبه الحامد المصطفى عليه افضل التحية والثناء۔

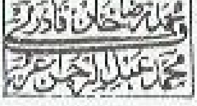

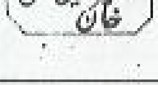

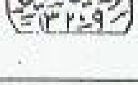

۷۸۶
۹۲

سندِ جانشینی حضور پُرنور شیخ الانام حجۃ الاسلام امام الوقت حضرت عظیم البرکۃ جلیل المنزلۃ آقائے نعمت سلطان العلماء والمحققین تاج العرفاء والکاملین زین الفقہاء والمحدثین قبلۂ عالم الحاج المفتی القاری الشاہ مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب القادری النوری البریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقاءہٖ زیب مسند عالیہ قدسیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف

بکرمہٖ تعالیٰ ہم آج با ہزاراں فخر و مباہات اپنے پیر و مرشد روح و دل۔ شیخ طریقت آقائے نعمت مرشدِ رحمت، حجۃ اللہ فی الارضین، سند الواصلین، امام العلماء المتبحرین، شیخ الاسلام والمسلمین، حضور پر نور سیدنا حجۃ الاسلام علامہ الحاج مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری نوری دام ظلہم العالی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ قدسیہ رضویہ بریلی کی سندِ عالی خلافت سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ کیلئے بالخصوص اور یارانِ طریقت کے لئے بطور تبرک برائے افادہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اس سندِ مبارک کے مطالعہ سے اعلیٰحضرت قبلہ مجددِ دوراں غوثِ زماں امام اہلسنّت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے حسنِ انتخاب کا جہاں پتہ چلتا ہے، وہاں حضور پر نور سیدنا حجۃ الاسلام علامہ بریلوی مدظلہٗ زیب سجادہ رضویہ کی رفعت شان و جلالت مکان مہر نیمروز و ماہ نیم ماہ کی طرح عالم آشکار ہوتی ہے۔ سبحان اللہ اس بےنظیر سندِ اجازت اور بےمثال مثالِ خلافت کا کیا کہنا۔ کیوں نہ ہو یہ امام اہلسنّت قدس سرہٗ کے جانشین و خلیفۂ اعظم کی نشانِ خلافت ہے۔ امام اہلسنّت علیہ الرحمۃ کا یہ حزم و احتیاط اور اتباع شریعت عدیم النظیر ہے۔ حضرت حجۃ الاسلام اسی امام جلیل کے لختِ جگر نورِ بصر ہیں، وہ

۲

اُن کے فضائل علمیہ سے خود واقف تھے حضرت زیب سجادہ رضویہ نے تمام درسیات معقول و منقول، تفسیر و حدیث و فقہ و اصول جملہ علوم و فنون حضور مجدد دین و ملت اعلیٰحضرت قدس سرہٗ سے حاصل کیے، پڑھنے پڑھانے کے وقت کے حواشی کتب درسیات خیالی، توضیح تلویح - ہدایہ آخرین. تفسیر بیضاوی و صحیح بخاری شریف پر موجود ہیں. درس کے وقت بعض سوالات خود حضور پُر نور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو ایسے پسند آتے تھے کہ قال الولد الاعز لکھکر سوال اور اپنا جواب قلمبند فرما دیتے. حرمین طیبین میں بھی اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی ہمرکابی کا شرف حاصل رہا. مشائخ حرمین و طیبین سے مکالمات عربی زبان میں فرماتے - اور وہابیہ سے مناظرات مسائل وغیرہ میں بحمدہٖ کامیاب رہتے - تصدیقات حسام الحرمین اور الدولۃ المکیہ میں بڑا حصہ لیا - وہ تمام خدمات دینی کو جو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے مواجہہ میں حرمین شریفین میں سرانجام دیں ان کو حضور انور نے بہت سراہا - مدینہ طیبہ کے جید عالم جناب مولانا عبدالقادر طرابلسی شامی سے جو مکالمہ ہوا اس کا ملفوظات میں خود تذکرہ فرمایا - مکہ معظمہ میں شیخ العلما محمد سعید بابصیل اور مدینہ طیبہ میں حضرت مولانا سید برزنجی کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے، اکابر علماء و مشائخ نے سندیں عطا فرمائیں، حضرت مولانا خلیل خربوطی مرحوم نے سند فقہ حنفی عطا فرمائی جو علامہ سید طحطاوی سے انہیں صرف دو واسطوں سے حاصل تھی - یہ تمام سندات حضرت کے پاس اب تک محفوظ ہیں حضرت اقدس کے تلامذہ حضرات کو خود اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ نے سندات عطا فرمائیں - دار العلوم اہلسنت منظر اسلام بریلی کے درجہ اعلیٰ میں شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کی جگہ کام کیا - اعلیٰحضرت ان تمام امور سے خود واقف تھے -

حضرت اقدس حجۃ الاسلام کی علمی جلالت پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالنا اس مختصر مضمون میں ناممکن ہے - مگر اخیر میں چند واقعات اور عرض کرتا ہوں حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب پیلی بھیتی حاضر آستانہ ہوئے اور انھوں نے اپنے ایک رسالہ کی جو انھوں نے علم غیب میں لکھا تھا حضرت اقدس سے تقریظ لکھنے کی فرمائش کی حضرت نے فی البدیہہ قلم برداشتہ ان کے سامنے عربی زبان میں ایک وسیع تقریظ فرمادی حضور پُر نور اعلیٰحضرت کے زمانہ میں یہ رسالہ معہ تقریظ چھپ بھی گیا - رسالہ مبارکہ الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ الفاہم جو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے

نے سفر حجاز مقدس میں سوالات مشائخ حرمین طیبین پر تحریر فرمائے ان کی طباعت کے وقت حضور پُرنور اعلیٰحضرت قدس سرہ نے حضرت اقدس حجۃ الاسلام سے ارشاد فرمایا کہ کاپیاں ہو چکیں تمہید کیلئے جگہ باقی ہے۔ کاپی نویس کو مضمون جلد دینا ہے اسکی تمہید فوراً لکھ دی جائے کہ جگہ خالی نہ رہے۔ حضرت اقدس نے اسی وقت حضور پُرنور اعلیٰحضرت کے ارشاد کے موافق تمہید لکھکر پیش کردی جسے حضور پُرنور اعلیٰحضرت نے پسند فرمایا اور ستائش فرمائی اور رسالہ مبارکہ میں اسکے اندراج کا اذن فرمایا۔ یونہی رسالہ الکفل الفقیہ الفاہم کی تمہید بھی حضرت اقدس نے فی البدیہہ تحریر فرمائی اور بارگاہ حضور پُرنور سے تحسین سے شرف قبول پایا۔ اور یہ رسالہ مع [illegible] تمہیدات کے تراجم خود اعلیٰحضرت نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمائے۔ یہ تمہیدیں فن ادبیت کا ایک بے مثل نمونہ، عربیت کا ایک نادر شاہکار ہیں۔ فن تاریخ گوئی میں بھی حضرت اقدس کو کمال حاصل تھا۔ برجستہ مادہ تاریخ نکالنا یہ اس زمانہ میں حضرت اقدس کے خصوصیات سے ہے بکثرت تاریخ کے مادوں سے چند وہ مادے جو حضرت اقدس نے برجستہ فرمائے اور جو میرے علم میں ہیں اس موقعہ پر پیش کرتا ہوں۔ مسجد بخشش بریلی جب بنکر تیار ہوئی اور اسکی تاریخ کیلئے بعض احباب کی حضرت اقدس سے فرمائش ہوئی تو برجستہ حضرت اقدس نے عربی میں جو قطعہ تاریخ فرمایا وہ حسب ذیل ہے۔ انما یعمر المساجد من ٭ اٰمن باللہ والاخریٰ من بناہ بنی لہ اللہ ٭ بیت در جنۃ الماویٰ۔ شکر اللہ سعی قیمہ ٭ عمر حامد رضا شفیق رضا نجح کبریٰ بنائہ ما اشکرہ ٭ ارخ اٰتوہ غایۃ تقبل رضا۔ قلت سبحٰن ربی الاعلیٰ ٭ صمیمی اسس علی التقویٰ

حضرت اقدس حجۃ الاسلام نے حضور پُرنور اعلیٰحضرت کے وصال شریف پر جو تاریخیں فرمائیں وہ درج ذیل کرتا ہوں

نوّر مضجعہٗ الوفاۃ
۱۳۴۰ھ

نور اللہ ضریحہ (۱۳۴۰ھ) شیخ الاسلام والمسلمین (۱۳۴۰ھ) - امام اہل السنۃ الحاج احمد رضا (۱۳۴۰ھ) رحمانی

الصادر البریلوی القادری البرکاتی (۱۳۴۰ھ) رضی اللہ الحق عنہ (۱۳۴۰ھ) ہم اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری (۱۳۴۰ھ)

سراج شیخ الکل فی الکل (۱۳۴۰ھ) رازدار راز رازی سید دبیر سری ٭ مولوی معنوی قرآن زبان نادری (۱۳۴۰ھ)

الغرض حضور پُرنور سرکار حجۃ الاسلام رضی اللہ عنہ کے تمام علمی کارنامے اعلیٰحضرت قدس سرہ کی شان تصنیفی و تحقیقی کے مظہر

۴

فرماتے جسے حضور پرنور قدس سرہٗ بہت پسند فرماتے۔

اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے باوصف ان تمام باتوں کے اپنی جانشینی کیلئے اپنے مخلصین علمائے دین و عمائد سے مشورہ کیا پھر استخارہ فرمایا اور جب رویائے صادقہ میں بشارت ہوئی تو اپنا ولیعہد اور جانشین مقرر کیا اقدس جانشینی کو فرمایا کہ اہل دنیا کی سی نہیں۔ قیصر و کسریٰ کی روش پر نہیں، بلکہ سنت حضرات شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے طور پر باجازت حضرت نور العارفین سیدنا ابی الحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ کے حکم سے عطا فرمائی۔ سبحان اللہ یہ خلافت اجازت بعد استخارہ و اشارت و بشارت ہوئی اسکا کیا کہنا حضرت اقدس حجۃ الاسلام کو جمیع سلاسل عالیہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ وغیرہ مستندہ کی حضور پُرنور کو اجازت ہے سب کی اجازت فرمائی اور تمام علوم و فنون اذکار و اشغال اوراد و اعمال سب کا مجاز ماذون کیا۔ اور اپنے سجادہ عالیہ پر متمکن کر دیا۔ اور اپنے جملہ اوقاف کا متولی اور اپنا ولیعہد بنایا۔ ظاہر و باطن کے تمام فیوض و برکات عطا فرمائے یہ سب جبھی تو ہوا کہ حضور پرنور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے میرے پدر صوری و دلی قبلہ دارین کعبہ کونین سرکار حجۃ الاسلام مدظلہ العالی کو جامع شریعت و طریقت پایا۔ انکی نظر انتخاب بالکل صحیح تھی۔ وقت وصال وصیت فرمائی کہ حامد رضا خاں میرے جنازے کی نماز پڑھائے۔ میرے مزار پر سات بار اذان دے۔ وصال شریف سے ایک جمعہ قبل جو لوگ داخل سلسلہ ہونے کو حاضر آئے انھیں ان الفاظ میں حضرت اقدس سے بیعت کی ہدایت فرمائی کہ انکی بیعت میری بیعت انکا ہاتھ میرا ہاتھ۔ انکا مرید میرا مرید ہے (یعنی سرکار حجۃ الاسلام مدظلہ) سے بیعت کرو۔ الاستمداد میں فہرست خلفائے کرام اعلیٰحضرت قبلہ میں خود حضرت اقدس مدظلہ کے نام سے شروع فرمائی اور کیا پیارے پیارے الفاظ میں حضرت صاحب سجادہ کو نوازا جس میں کوئی سہیم و شریک نہیں۔ وہ ارشاد گرامی یہ ہے :-

حامد منی انا من حامد ۔ حمد سے حمد کرانا تجھ پہ ہے

یعنی حامد مجھ سے اور میں حامد سے ہوں اور حاشیہ پر جناب مفتی اعظم شہزادہ معظم مولانا مولوی شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہ نے تحریر فرمایا کہ یہ شعر حضرت اخی اعظم جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب قادری برکاتی نوری خلف اکبر و خلیفہ اعلیٰحضرت مجدد مائۃ حاضرہ مدظلہ کی تعریف میں ہے

۵

اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ اور حضرت حجۃ الاسلام مدظلہٗ کے اسمائے گرامی میں اتحاد و تجلی ہے اور اسی بنا پر اکثر تبرکاً خود اپنا تعویذ ان کے گلے میں ڈال دیا۔ ایک وقف نامہ کی رجسٹری میں حضرت اقدس کو متولی فرماتے ہوئے یہ تحریر فرمایا کہ مولوی حامد رضا خاں پسر کلاں کو جو لائق ہوشیار اور دیانتدار ہیں متولی کر کے قابض و دخیل بحیثیت ولایت کامل کر دیا۔

بارگاہ و سرمدی میں بصد الحاح و زاری دست بستہ دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب لبیب عالم ماکان و ما یکون سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے وارث کتاب اللہ نائب رسول اللہ جانشین غوث الوریٰ خلف اکبر و خلیفہ اعظم اعلیٰحضرت حضور پر نور حجۃ الاسلام زیب سجادہ رضویہ دامت برکاتہم کا سایہ ہما پایہ دیر تک اہل اسلام کے سروں پر قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

سند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ہادی القلوب وغافر الذنوب وساتر العیوب وکاشف الکروب وافضل الصلاۃ واکمل السلام علی احب محبوب مصحح الحسنات مقیل العثرات شفیع الذنوب وعلی آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ عدد النور والستور الطالع والغارب وبعد فان ربنا تبارک وتعالیٰ ھو الحی الذی لا یموت وکل شیء سواہ ذائق یوماً ان یموت فسبحٰن الذی قھر عبادہ بالموت و تفرد بالدوام وکل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام۔ اری شمس عمری قد تدلت للغروب وآذنت بالرحیل وحسبنا اللہ ونعم الوکیل اسالہ متوسلا الیہ بجاہ حبیبہ الاکرم وعبدہ وصفیہ غوثنا الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علی المصطفیٰ علیہ وعلیھم ان یختم لی بالحسنی علی السنۃ السنیۃ والدین الاسنی فاطر السمٰوات والارض انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضٰہ

٩

واصلح لي في ذريتي اني تبت اليك واني من المسلمين والحمد لله رب العالمين وقد بقيت في امر وتفكرٍ في
واجلس احدا على مسند اسلافي اقدم رجلا واؤخر اخرى علما مني بان الامر بالتثبت احرى
فاني احب سنة ابي بكر وعمر واستعيذ بالله من سنة كسرى وقيصر فاستخرت ربي واستشرت
ناسا صادقين في حبي فاشاروا الى ما ترى في اخر هذه الحجة وتايد ذلك برؤيا رأيتها في
هذا الشهر الكريم ذي الحجة فما هو الا ان شرح الله لذلك صدري وارجو ان يكون فيه ان شاء الله
رشد امري وحسبنا الله ونعم الوكيل وعليه ثم على رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم التعويل
وقد كنت اجزت ولدي الاخص محمد المعروف بالمولوي حامد رضا خان سلمه الرحمن عن
طوارق الحدثان ونوازغ الشيطان وجعله خير خلف لسلفه الصالحين ووفقه مدة عمره لحماية
الدين ونكاية المفسدين وانه ولي ذلك وخير مالك والحمد لله رب العالمين بجميع السلاسل
والعلوم والاذكار والاشغال والاوراد والاعمال وسائرما وصلت الي اجازته من مشائخي
الاجلة اولي الافضال وكان ذلك بامر شيخه نور الكاملين سلالة الواصلين سيدنا
السيد الشاه ابي الحسين احمد النوري ميان صاحب المارهروي قدس سره النوري والان متوكلا
على الرحمن جعلته ولي عهدي ووارث السجادة القادرية من بعدي واجلسته على مسند
اسلافي ووليته امر اوقافي واسأل ربي وهو حسبي متضرعا اليه بهذا الحبيب الكريم عليه وعلى
آله افضل الصلاة والتسليم ثم بجاه الولي الاكرم سيدنا مولانا الغوث الاعظم ان يرشده لما يحب
ويرضاه ويزيده صورة ومعنى ويجعله اهلا لما تولاه واخرته خيرا من الاولى امين امين يا
مجيب السائلين امين والحمد لله رب العالمين وصلى الله تعالى وبارك وسلم على هذا الحبيب
المرتجى والشفيع المجتبى وآله وصحبه وابنه وحزبه صلوة تحل العقد وتحل المدد وتفرج الكرب
وترفع الرتب وتشرح الصدور وتيسر الامور والحمد لله العزيز الغفور وكان ذلك يوم عرس سيدي
وسندي ومولاي ومرشدي وكنزي وذخري ليومي وغدي سيدنا السيد الشاه آل رسول
الاحمدي رضي الله تعالى عنه بالرضى السرمدي امين امين والحمد لله رب العالمين ١٠ ذي الحجة

۷

الخامس یوم الخمیس ۱۳۳۳ھ من ہجرۃ النفس النفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ احقر کلاب الباب القادری عبد المصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی غفر اللہ لہ ما جری منہ وما یاتی وحقق املہ واصلح عملہ آمین آمین والحمد للہ رب العلمین

ترجمہ

ساری خوبیاں اللہ عزوجل کیلئے جو دانا کا دینا گناہوں کا بخشنے والا عیبوں کا پردہ پوش عذروں کا قبول کرنے والا ہے۔ اور سب سے بہتر درود اور کامل تر سلام سب جہانوں سے زیادہ بیانے نیکیوں کے دست گیر والے ہمارے آقا محمد پر اور ان کے آل اصحاب اور ان کے ماجرا ہے اور ان کے گروہ پر بشمار انوار و اسرار و تجدد طلوع و غروب۔

بعد حمد و صلوۃ یقیناً ہمارا رب تبارک و تعالیٰ ہی زندہ ہے جسے موت نہیں اور اس کے سوا ہر شے کیلئے فنا ضروری ہے تو پاک ہے وہ جس نے اپنے بندوں کو موت سے مغلوب کیا اور ہمیشگی سے منفرد ہوا زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا میں دیکھ رہا ہوں اپنے آفتاب عمر کو کہ غروب کے قریب پہنچا اور اس نے کوچ کا اعلان کر دیا۔ اور ہمارے لئے کافی ہے اللہ بہتر کام بنانے والا میں اسی سے مانگتا ہوں اس کے حبیب اکرم کی وجاہت کے وسیلے سے اور اس کے برگزیدہ بندے حضور غوث اعظم کے صدقے میں اللہ تعالیٰ درود و سلام بھیجے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر اُن پر بہر حال خیر و خوبی کے ساتھ روشن سنت اور بہت روشن دین پر کرے اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو میرا کام بنانے والا ہے دنیا و آخرت میں مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں۔ اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے اور یہ کہ میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میری ذریت کی اصلاح فرما میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور اس حالت میں کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں، اور ساری خوبیاں ہیں پروردگار عالم کیلئے مجھے اپنی جانشینی اور کسی کو اپنے بزرگوں کی مسند پر بٹھانے کا کام باقی رہا۔ اسے میں پیش کرتا ہوں یہ جان کر کہ اس میں جلدی زیادہ بہتر ہے کیونکہ حقیقتاً میں حضرات شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنت کریمہ کو دل سے پیار کرتا ہوں اور میں پناہ مانگتا ہوں اللہ سے قیصر و کسریٰ کی روش سے۔ تو میں نے اپنے رب کریم سے استخارہ کیا اور اپنے بعض نفیس احباب سے مشورہ چاہا تو انہوں نے مجھے اس طرف اشارہ کیا جو اس مسند کے آخر میں دیکھو گے اور اس کی تائید مجھے اس خواب سے ہوئی جو میں نے اس ماہ ذی الحجہ مبارکہ

۸

میں دیکھا تو اس کیلئے اللہ نے میرا سینہ کھول دیا میں امید رکھتا ہوں کہ انہیں ان شاء اللہ میرے کلام کی بچی سیدھی راہ ہے دارین جامع ہے لئے اللہ کافی اور بہتر کام بنانیوالا ہے) اور اسی پر پھر اسکے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھروسہ ہے۔ بلاشبہ میں اپنے عزیز تر بیٹے محمد معروف بمولوی حامد رضا خاں کو اللہ تعالیٰ اسے اچانک حادثوں شیطان کے کوتوں سے محفوظ رکھے اور مولیٰ کریم اسے سلف صالحین کا بہتر جانشین بنائے اور تمام عمر اسے حمایت دین و رد مفسدین کی توفیق عطا فرمائے بلاشبہ وہی مولا تعالیٰ اس کا مددگار اور بہتر محافظ ہے پروردگار عالم ہی کیلئے حمد ہے ہم تمام سلاسل اور تمام علوم اور سارے اذکار و اشغال اور اوراد و اعمال کی اور ہر اس چیز کی کہ جس کی مجھے اپنے برگزیدہ مشائخ کرام سے اجازت پہونچی اجازت دے چکا تھا اور میرا اجازت دینا اسکے مرشد برحق و شیخ طریقت نورالعارفین خلاصۃ الواصلین سیدنا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ النوری کے حکم سے تھا اور اب میں اپنے مہربان اللہ پر توکل کرتے ہوئے اسے اپنا ولیعہد اور اپنے بعد وارث سجادہ قادریہ بناتا ہوں۔ اور اسے اپنے مشائخ کی مسند پر متمکن کرتا ہوں اور اپنے تمام اوقات کا متولی بناتا ہوں اور اپنے رب کے گڑگڑا کر دعا کرتا ہوں اور وہی مجھے کافی ہے بوسیلہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے دم سیدنا و مولانا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ وہ اسکی رہنمائی فرمائے اس چیز پر جو اسے محبوب و پسندیدہ ہے اور اس کے ظاہر و باطن کو سنوارے۔ اور اس کا اہل کرے جو اسکے سپرد کیا گیا ہے اور اسکی دنیا و عزت کو بہتر فرمائے الٰہی [illegible] اے مانگنے والوں کی التجا قبول فرمانے والے قبول فرما۔ اور حمد اللہ کیلئے اور صلوٰۃ و سلام اور اسکی برکتیں حضور پرنور حبیب مرتجی شفیع مجتبیٰ اور انکی آل و اولاد اور اصحاب اور ان کے گروہ پر صلاۃ و سلام جو گرہ کھولے اور رحمت نازل کرے اور غم دور کرے اور رتبہ بڑھائے اور سینے کھولے اور کام میں آسانی کرے اور حمد ہے اللہ غالب بخشش فرمانے والے کیلئے یہ اجازت حقیر سرواہ مرشد برحق دریائے رحمت آپ کے نعمت سیدنا شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس سراپا قدس کے دن آمین والحمد للہ رب العالمین ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ ہجرت النفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا اپنے منہ سے اور لکھا اپنے قلم سے سگ آستان قادری عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں سنی حنفی برکاتی نے اللہ تعالیٰ اسکے گذشتہ و آئندہ گناہ بخشے اور اسکی مرادیں برلائے اور اسکے کام بنائے آمین آمین یا رب العالمین

مترجمہ:- عنایت محمد خاں غوری غفرلہ فیروزپوری از محلہ داروں سلسلہ عالیہ قادریہ

(مطبوعہ "کلکٹر پریس ٹپہ")

(سند حدیث دار العلوم منظر اسلام)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى [illegible]

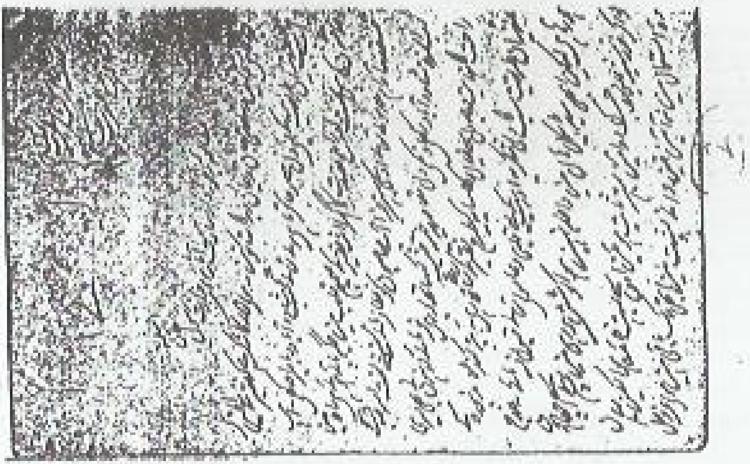

مناظرہ اہلسنت کی خدمت میں مبارکبادی پیش کی گئی۔

(۷) محلہ کٹرہ چاند خاں شہر کہنہ بریلی میں عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا اور فائق صاحب کی نظم تہنیت اس میں پڑھی گئی۔ اور بھی متعدد اجلاس شہر میں مختلف محلوں میں منعقد ہوئے۔ حضرت حجۃ الاسلام مولانا مولوی شاہ مفتی محمد حامد رضا خاں صاحب مدظلہ[عہ] رضوی نوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ ان ایام میں ضلع بدایون رونق افروز تھے مناظرہ میں اہلسنت کی فتح مبین کی خبر فرحت اثر سن کر حضرت ممدوح نے مناظر اہلسنت کو مندرجہ ذیل مکتوب مبارکبادی تحریر فرمایا۔

۷۸۶

مولانا المکرم عزیز محترم مولوی سردار احمد صاحب سلمہٗ صدر جمعیت خدام الرضا

بعد سلام مسنون و ادعیہ خلوص مشحون۔ فقیر اس فتح نمایاں کی مبارکباد دیتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیشہ اعدائے دین پر آپ کو مظفر و منصور رکھے اور آپ کا بول بالا اہل باطل کا منہ کالا کرے۔ بریلی میں اس فتح مبین کا سہرا آپ کے سر رہا۔ آپ کی جماعت قائم کردہ بحمدہ تعالے بہت مفید کارآمد ثابت ہوئی اور خدا اسے اور ترقی عطا فرمائے تو اہلسنت کیلئے اس کا وجود مورث برکات وحسنات وقوت اہلسنت ونکایت بدعت کا باعث ہوگا باذنہٖ تعالیٰ فقیر حاضر آستانہ ہونے پر خدا نے چاہا تو جمعیت کے متعلق خاص توجہ کریگا۔ والسلام۔

فقیر محمد حامد رضا خاں غفرلہٗ، ۲ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ۔ قاصد[عہ] کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت ممدوح نے اس خوشخبری کو سن کر فوراً فرمایا: ـ قید ہوا منظور (یعنی تحقیق ہوا کہ منظور) جسے
۱۳۵۴
کوئی دن منظور (یعنی منظور کا بھاگنا) چھوڑ گیا۔ بھی کہہ سکتے ہیں عدد نکالنے پر معلوم ہوا کہ یہی
۱۳۵۴
منظور کے فرار کی تاریخ ہے۔ مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب قادری نوری

عہ قدس سرہٗ ۱۲ عہ مولوی منظور احمد دہلی والے سلمہٗ ۱۲

یہ خط ناصر محمود وزارت رسول والا کے ایک گھر میں یادر ہے

۹۲

ھو

بخط والو عزیز محترم جناب محمود وزارت رسول جناب سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون و دعا معلوم ہوں عزیزم محمد داؤد سلمہ کے خط سے
معلوم ہوا کہ تمہارا پیارا لخت جگر نور العین داغ فراق دیا حقیر کو اس سے
صدمہ ہوا مولا عزوجل تمہیں اور لڑکی کی والدہ اور لڑکی کی دادی اور
لڑکی کی پھوپھی سبکو توفیق اجر و صبر عطا فرمائے اور نعم البدل عطا کرے اولاد
دل کا پھل ہوتی ہے اور چھوٹے بچے کا بہت صدمہ ہوتا ہے مگر صبر و شکر
کرنا چاہئے کہ وہ تمہارے لئے پیش خیمہ شفاعت ہے لڑکی کی طرف سے راضی
رہنا چاہئے کہ تم خود لڑکی امانت کو بہتر حالت میں سپرد خدا کیا اور
وہ تمہاری گودوں سے بہتر گودوں میں کھیل رہی ہے اور ابدی راحتوں
اور جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہے تمہیں اس پر دلگیر ہونا چاہئے
جزع فزع سے اجر ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور وہ تکلیف پاتا ہے
ہرگز بے صبری نہ کرنا چاہئے دنیا فانی ہے یہ رشتے پیمانہ کی آن جانی ہے
ہو لا باقی باقی فانی ہے پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے
والدعا سے والدہ و بیان اس کو سنا دو
اور تلقین صبر کردو سب عزیزان فریقین کو
سلام و دعا

حلقہ قادریہ شریفہ

درود شریف

اللہ اکبر اللہ اکبر ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ۳ بار

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ۳ بار

شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو ﷺ [illegible] یک نفس تک [illegible] اور

تصور کیا جاوے کہ تمام عالم ناسوت فانی ہو [illegible] عالم ملکوت [illegible]

[illegible] کہ اس عالم ناسوت سے کوئی نفع حاصل نہیں [illegible] اور [illegible]

[illegible] یک نفس [illegible] عالم ملکوت میں [illegible]

کو کہ حضرت جبریل علیہ الصلوۃ والسلام تمام ملائکہ [illegible] تشریف فرما ہیں [illegible]

حضرات انبیائے کرام کی بارگاہ میں [illegible]

محمد ﷺ [illegible] حضرت سیدنا آدم علیہ السلام [illegible]

[illegible]

کہ تمام انبیائے کرام بارگاہ [illegible] حضور سید الانبیاء [illegible] افضل [illegible]

میں [illegible] شفیع [illegible] اور میں [illegible] حضرات کرام [illegible]

حاضر ہوتا ہوں [illegible]

[illegible] اور کہ یا حی لا الہ الا ہو ﷺ [illegible]

[illegible] ایک نفس تک [illegible] بارگاہ [illegible] حضور [illegible]

[illegible] بارگاہ قدس حضرت [illegible]

میں [illegible] حاضر ہوں اور [illegible]

[illegible]

[illegible] استغفراللہ [illegible] تحقیق [illegible]

[illegible] یا ہو [illegible] یا [illegible]

[illegible] شروع کرے

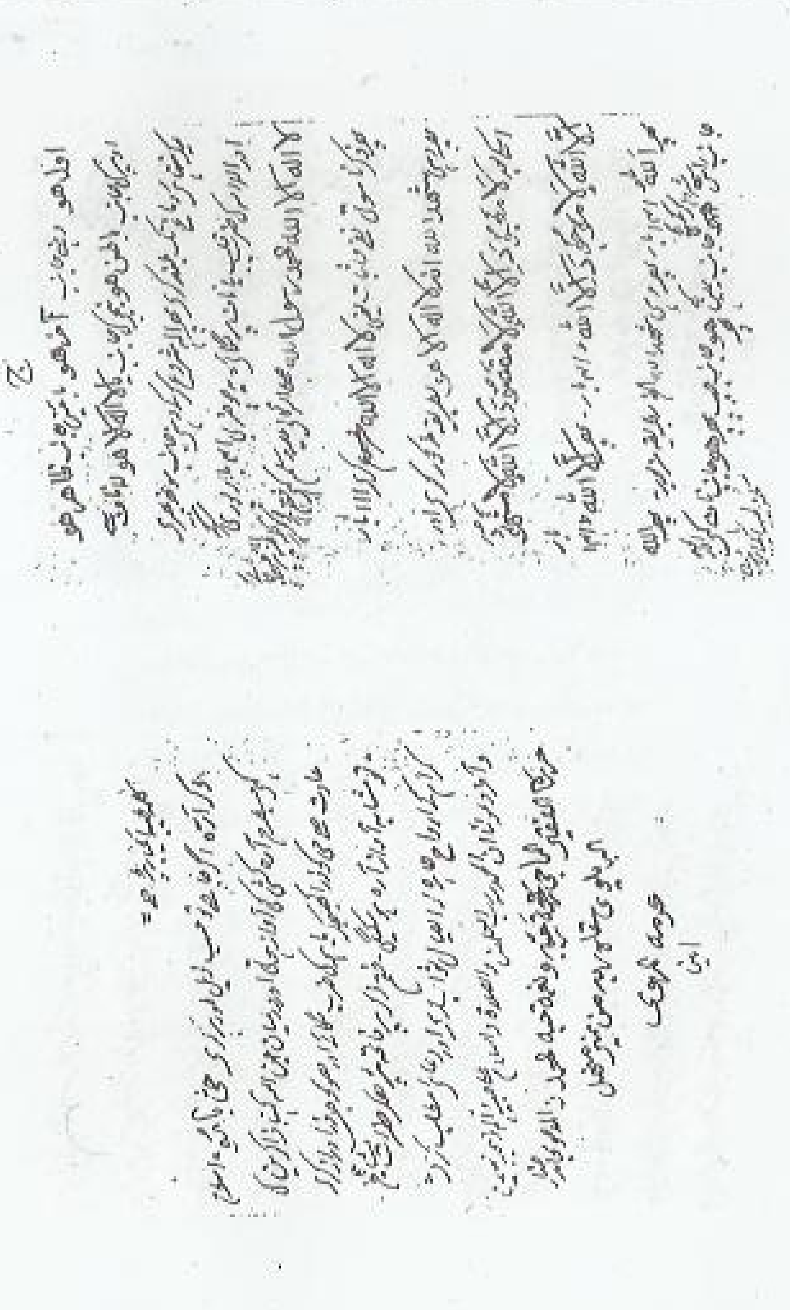

اعمال حزب البحر الف

الم شریف ۲ مرتبہ - پھر الحمد للہ الذی خلق السموات والارض و
جعل الظلمٰت والنور ۳ یعلم سرکم وجہرکم ویعلم ما تکسبون
پھر آیۃ الکرسی ۳ تا وہو العلی العظیم - پھر آمن الرسول تا فانصرنا علی القوم الکافرین - پھر
آیت ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ نعاسا ۳ تا واللہ علیم بذات
الصدور پھر آیت محمد رسول اللہ والذین معہ ۳ تا اجرا عظیما - پھر
رب سہل و یسر ولا تعسر علینا یارب تمم ا ب ت ث
ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ل
م ن و ہ لا ی حنانک علی ہیئۃ مساکین حفاۃ وعراۃ
مشاۃ قد خلت من یدہ معقول لبیہ فیاہا احن وعرف
بلوحی عرفات یا نقبا یا نجبا یا رقبا یا اخیار یا ابدال یا اوتاد یا قطب
یا غوث یا احمد رحمکم اللہ تعالیٰ اغیثونی بغوثکم وانظرونی
بنظرکم واجیبونی بدعوتکم و اعینونی بقوتکم السلام
علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا رجال الغیب انا دخیلکم یا مقہور العباد
نحن یا غوثنا الحق فی النوائب حل بنا قد سیر شبابی بغیرک
بحرمتک یا اللہ وبحرمتک یا رسول اللہ وبولایتک یا علی یا علی
نعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم - اسعدنا ثم
اسکا ہر حرف خرم ہے - اشارات ہر حرف حسبہ شرح ہو کہ انشاء اللہ

اشارات و وظائف و عمل اعداد

ثم لیوفوا نذورهم لا تستبید ہر انگشت سے ہے جناب احمد میاں جی جنبش دی
تبشیرا کے ساتھ یہ بیان استقلال یعنی پر دعا کرے ہٰذا النجم کسی خاص مراد کیلئے مرحوم
و بیان اور مراد کا خیال کر کے اور جب سے اس مراد کا تخیل کرے تب سے کشتی میں سلامتی
کے بعد یہ صحیح بیان ہمیشہ سے بہتر ہے۔ "فذا زنا قور اور رفیقان خود را جسم سعادت سالن"

وَالْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ ۔ بیان تسخیر امراء و حکام و سلاطین کا خیال کرے۔

وسخر لنا کلشئ بیان ہر شئ کی تسخیر کا تخیل کرے

ملکوت کلشئ بیان مراد کا خیال وغیرہ کرے

کھیعص تین بار ہر حرف میں ہر حرف پر دو دو انگلیاں بند کر کے اور پھر
بند کرنے میں تشبیہ کرے۔ بیان تسخیر وقت حصول مطلب کا خیال کرے پھر دوبارہ کھولے وقت

فتح و ظفر مقصود کا خیال کرے جب سے ہر ایک کے مطلب کے حصول کا خیال کرے نصر من الله و فتح قریب
مختصر یہ واقع لنا بنصر اور واغفر لنا پر کھولے اور جب حسنا پر سبابہ اور انگوٹھا
وانصرنا پر انگشت کھولے۔

یحبونهم کحب الله والذین آمنوا اشد حبا
لله تشبیہ ہے۔

وَهَبْ لَنَا بیان قدر و رزق و دولت کے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وارزقنا
رزقا طیبا واستعملنا صالحا

یعنی خذ ایک بار تحقیق بیان حاجت و مطلب کا خیال کرے۔

اللهم یسر لنا امورنا ۔ بیان اجابت ہے خیال مراد و مطلب کرے

[illegible]

وَاطْمِسْ عَلٰى وُجُوْهِ اَعْدَائِنَا ۔ سیدھی طرف کی مٹھی باندھ کر نیچے کو جاوے [illegible]

اسطرح اشارہ جیسے کسی کو [illegible]

لا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ — یہاں [illegible]

فَهُمْ مُقْمَحُوْنَ — یہاں [illegible]

فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ — شَاهَتِ الْوُجُوْهُ — [illegible]

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ — [illegible]

بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ — شَاهَتِ الْوُجُوْهُ

مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ پڑھے اور اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ كَمَالَ

الْمَعْرِفَةِ وَحَقِيْقَةَ الْيَقِيْنِ کہ [illegible]

حم — [illegible]

[illegible]

كهيعص — [illegible]

حم عسق — [illegible]

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ — [illegible] اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ

اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا صَادِقًا وَّيَقِيْنًا كَامِلًا وَّقَلْبًا [illegible]

اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ

اَنْ يَّحْضُرُوْنَ ۔ [illegible] يَا قَاهِرُ [illegible]

السَّيِّدُ [illegible] الَّذِيْ لَا يُطَاقُ انْتِقَامُهٗ يَا قَاهِرُ ۔

[illegible]

[illegible]

اختتام [illegible]

يا الله يا الله يا كريما عفوا يا مغيث [illegible] من [illegible] و[illegible] من علمك

وفهمني منك واسمعني منك و[illegible] بابك والزمني [illegible] و[illegible] الطريق

[illegible] وهو لطف [illegible] بك انك على كل شيء قدير وبالاجابة جدير [illegible] يا الله

[illegible] يا [illegible] يا [illegible] الاسماء يا [illegible] يا باسط

الرزق يا واسع العطايا يا دافع البلايا يا سامع الدعاء [illegible]

[illegible] يا [illegible] يا [illegible] يا [illegible] يا [illegible] لا [illegible]

[illegible] حاجتي [illegible] يا ارحم الراحمين ان الله وملائكته يصلون على النبي

يا ايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله

وصحبه اجمعين وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعين

[illegible]

[illegible]

يا الله آمين برحمتك يا ارحم الراحمين (٣ بار [illegible] اختتام)

[illegible]

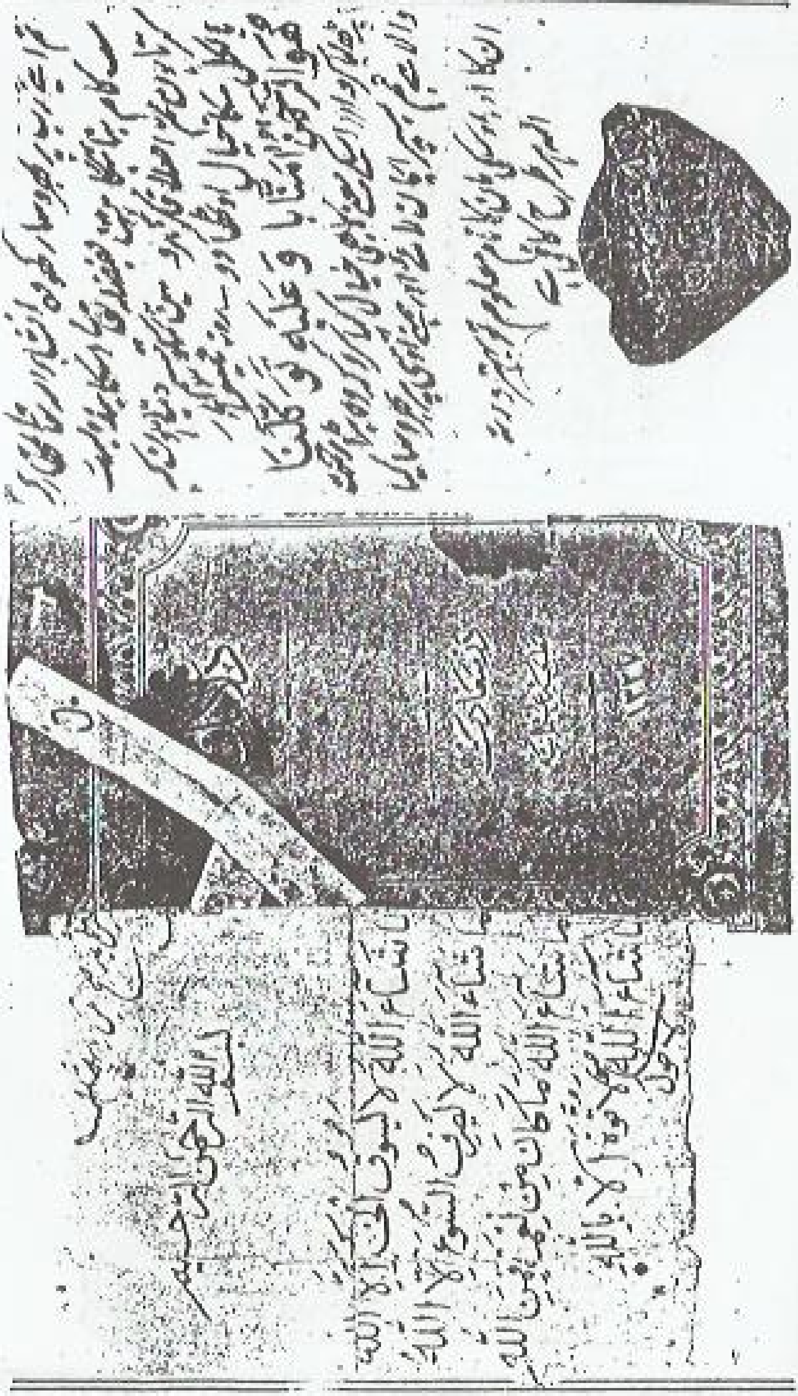

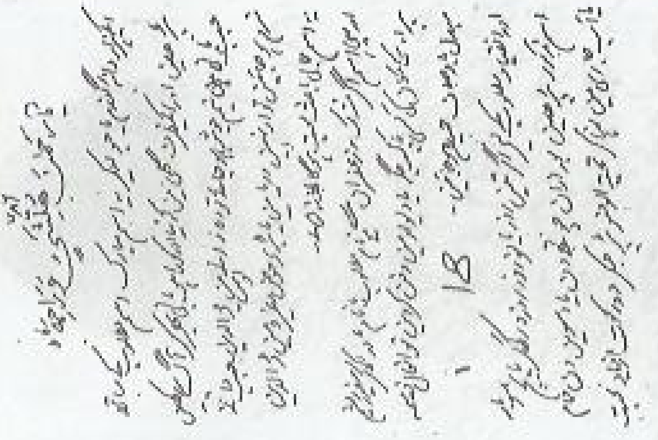

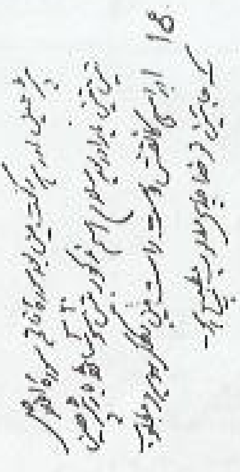

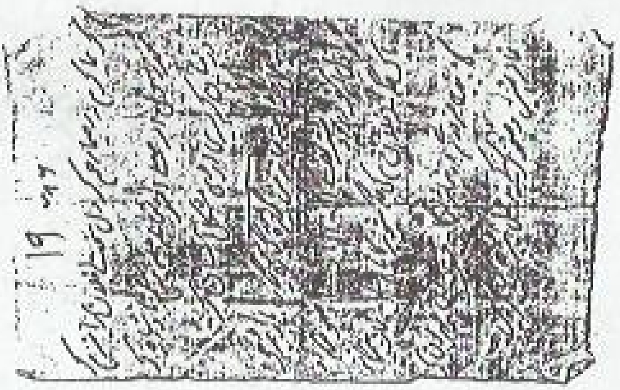

تاریخ وصال تاج المحققین سراج المدققین حضرت مولینا الکامل مجدد دولتنا الغابر حضرت مولوی محمد ظہور الحسین صاحب فاروقی نقشبندی مجددی رامپوری رحمۃ اللہ المولی تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

از نتائج افکار حضرت مولینا العالم الفاضل الفہامہ السنی الحنفی جناب مولوی احمد رضا خان صاحب القادری النوری البریلوی حفظہ ربہ الاعلی

۱۳۴۲ھ ۱۳۴۲ھ ۱۳۴۲ھ

تاریخ وصلہ

۱۳۴۲ھ

تاج المحققین سراج المدققین حضرت مولینا الکامل مجدد دولتنا الغابر اولی جناب ظہور حسین

۱۳۴۲ھ ۱۳۴۲ھ ۱۳۴۲ھ ۱۳۴۲ھ

رحمہ اللہ المولی تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

۱۳۴۲

قد نعینا نعینا نعی الیقین	انما متنا وما جاء الیقین	موتۃ العالم موت العالمین
بیشک ہمیں ایک یقینی خبر دی گئی ہے	گویا ہم سب بے موت مر گئے	عالم کی موت تمام عالم کی موت ہے
ثلمۃ فی الدین ہذا ما ذین	ثلم دین النبی المسلم	ثلمۃ فی ای دین ای دین
اور دین میں رخنہ پڑ گیا یقینی ہے	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین رخنہ در ہو گیا	کس دین میں رخنہ ہو گیا کیسا مہا دین
قد نعی عالم کل طب طابن	کان فی ذات الیمین الیمین	کان بحرا کان بحرا زاخرا
مولوی ظہور حسین ایسے بحر حاذق نے وصال پایا	اور صاحب یمین اصحاب جنت میں سے تھے	عالم تھے اور بحر زخار تھے

۲۲

في علوم العقل والنقل الرزين

علوم عقل اور علوم نقل تو بہو رستے ہیں

كان ضرغاما كان حرا صالحا

شیر ببر سا اور شعور چیشانی اور صالح تھے

في ديار جبرئيل الساهرين

جاگنے والوں کے دیار میں عبادت گزار تھے

مات من حين موته مات العلوم

ان کی وصال تو ہوا لیکن ساتھ ہی علوم کی نشانی گئی

اطلبوا العلم ولو كان بالصين

علم کو طلب کرو اگر چہ چین میں ہو

انما اشكو الى الله ثبينا

ہم شریک غم کا شکوہ کرتے ہیں

السلام عليكم من حور عين

حوران عین کا سلام علیکم ہو مبارک

كان صوفيا صفيا صافيا

صوفی برگزیدہ اور صاحب صفا تھے

من عباد الله وفي الصالحين

اللہ کے بندوں میں سے تھے اور تمام صالحین کے ساتھی

كان قرما كان شهما شافيا

سردار اور قریہ کے بلند مرتبہ تھے

والمواعظ وادراك الطالبين

وعظ اور طالبوں کو تعلیم کی مسرت گئی

ليس فينا من يوافي فضله

ہم میں کوئی ایسا نہیں جو ان کے علم و فضل کو پہنچ سکے

من رعاع الخلد في جنات عدن

حور عین سنگی جیبانی در صحبت زاری کامل

مرحبا اهلا وسهلا مرحبا

حوروں نے آپ سے مرحبا اہلا وسہلا مرحبا کہا

حاك رجع الوصل يا خادم

اے ساور خادم وصال کی آخر جگہ

آيه رضوان ادخلوها خالدين

اے رضوان کہ ادخلوها خالدین

في حسان الوجه كالبدر المبين

خوبرو چاند کے مانند روشن تھے

كان برا تقيا عابدا

نیکوکار اور نیک اور پرہیزگار تھے

في ميادين الوغى ليث العرين

جنگ کے میدانوں میں کچھار کے شیر تھے

شمروا عن ساق جد في الطلب

کوشش کی ساق علم کی طلب میں

من وجوه الفضل والفضل المبين

فضل کے وجوہ اور روشن فضل والے تھے

عمر صباحا يا ابا النور الحسين

اور نور کے باپ حسین

ايمن الله انهم دار المتقين

اللہ کی قسم یہ پرہیزگاروں کا گھر ہے

فرمان اعلیٰحضرت عظیم البرکت حجۃ الاسلام امام اہل السنت علامہ الحاج

مولانا مولوی مفتی قاری شاہ محمد حامد رضا خان صاحب قادری نوری بریلوی سجادہ

بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حامداً و مصلیاً و مسلماً

نحمد اللہ الخالق النسم بارئ اللوح و بارئ القلم

ونصلی علی الحبیب لہ سیدی الخلق خیر خلقہم

وعلی آلہ و اصحابہ وعلی التابعین ذی الکرم

بعد ھذا فقد سمعت من سیفی انہ فی الشریعۃ تسلیم

ایہ اللہ ... الترتیل متم المسلمین بالحکم

خاطب فادع لہ بنصرتہ

و یفرق الکذب ما اقل الذمیم

۱۳

۸۸۶

(فقیر) رسالہ مبارکہ شریعت کے بعض پرچے جستہ جستہ چند مقامات مطالعہ کیے۔ الحمد للہ سے مطابق احکام شریعت و موافق عقائد حقہ اہلسنت وجماعت پایا۔ یہ رسالہ بھی الحمد للہ سرپرستی ایک عالم مقتدائے قوم و خلیفہ فقیر کے اور دینی مجاز طریقت فاضل جلیل و عالم نبیل جناب مولانا مولوی محمد سعید شبلی فرید کوٹی دامت فیوضہ نشر و اشاعت پاتا اور فیروز پور چھاونی (پنجاب) سے شائع ہوتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے فیوض روز افزوں ترقی عطا فرمائے اور عامۂ اہل اسلام و برادران اہلسنت کو عموماً اور فقیر کے عزیزان طریقت و خواجہ تاشان قادریت و یاران حضرت کو خصوصاً اسکی اعانت و خدمت کی توفیق رفیق کرے۔ آمین۔

(دستخط اعلیٰحضرت حجۃ الاسلام) فقیر محمد حامد رضا خان (صاحب مد ظلہ) قادری نوری رضوی غفرلہ

۲۳ شوال المکرم [illegible]ھ

حسبی من الخیرات ما اعددتہ — یوم القیامۃ فی رضا الرحمٰن

دین النبی محمد خیر الورٰی — ثم اعتقادی مذہب النعمانی

قال سیدنا ابو الاقدس سرہ الماجد

وعقیدتی ووِدادتی ومحبتی — للشیخ عبد القادر الجیلانی

و انا انشدت و زدت فیہ

وانیسنی بدلیل عبد المصطفٰی — احمد رضا خان رحمۃ الرحمٰن

و توسلی و تودّدی و ودادتی — بابی الحسین احمد النورانی

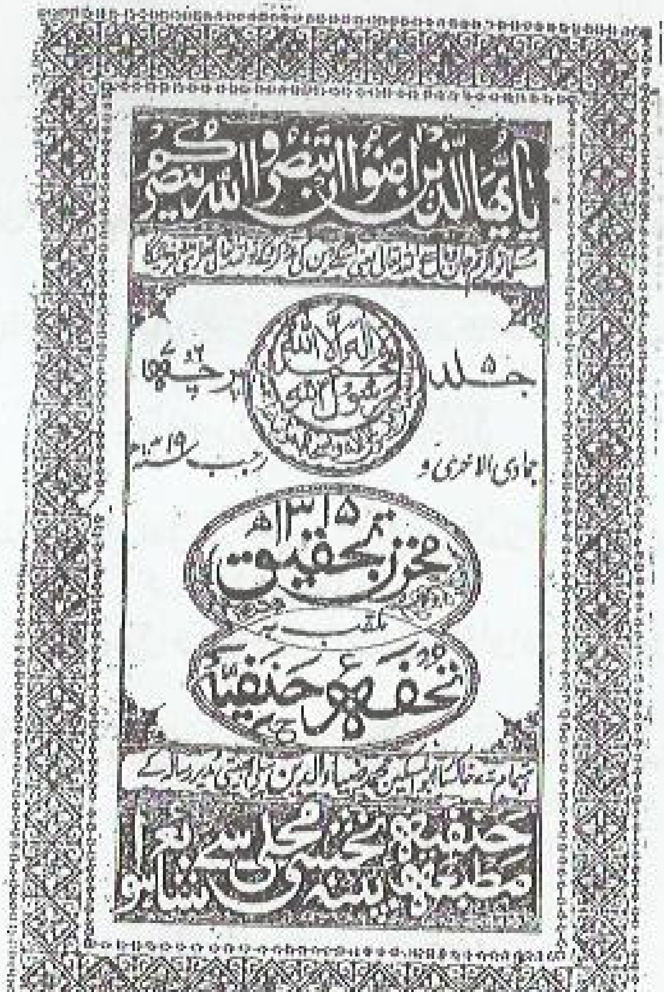
یا ایہا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم
جلد
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
جمادی الاخریٰ و رجب ۱۳۱۹ھ
۱۳۱۵ھ
مخزن تحقیق
ملقب بہ
تحفۂ حنفیہ

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

الحمد للہ تعالیٰ والمنۃ کہ

روئیداد جلسہ امتحان مدرسہ اہل سنت

مسمّٰی بنام تاریخی

دربار حق و ہدایت ۱۳۱۸

منعقدہ

۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳ رجب المرجب ۱۳۱۸ھ

مرتبہ

محمد عبد الوحید حنفی فردوسی مہتمم مدرسہ حنفیہ و ناظم تحفۂ حنفیہ

حسب ایماء کمیٹی مجلس اہل سنت باہتمام ابو المسکین محمد ضیاء الدین مدیر تحفۂ حنفیہ

اشرف پریس

[illegible] | ١٣ | [illegible]

وعبد المقتدر قد رق قدرًا	رفيع قد فوق ما اعتلا الحسود
اور مولانا عبد المقتدر کی قدر [illegible]	کہ اس سے بلند [illegible] حاسد نے [illegible]
وللقيوم عبد هو [illegible]	[illegible] وان قطع الوريد
[illegible]	اور [illegible] اگر [illegible]
عليم عالم اسعد شهير	حكيم [illegible] حاكم شهيد
عالم معروف مشہور	حکیم مظہر صاحب حکم شہید
[illegible] سلامة [illegible]	[illegible] سلامة [illegible]
[illegible] سلامت [illegible]	انھیں ان کی سلامتی [illegible]
عنايات الكمل لعناية الله	[illegible]
مولانا حافظ [illegible]	[illegible]
وانجاز الحسين على ارشد	والعقلم عبد [illegible]
اور مولانا [illegible] مولانا ارشد علی [illegible]	[illegible]
[illegible] الحسن الحسنين فثبت	ومحبتنا [illegible] اكبرنا [illegible]
اور حسن [illegible] بیان ہے	اور ہمارے [illegible]
وفي ذو العلى حامد [illegible]	[illegible] ذو [illegible] الفضل [illegible]
اور ہماری [illegible]	اپنے [illegible] کرام کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۳۰

واذ خدا احسن سلامت با | نیز عنایت زہدایت بسا
بندہ غفار و ظہور حسین | حسن جہ و محمد حسین
ست اوسکار و شد احمد علی | عبد سلام آن برکاتی ولی
وز ل پھلواری و محسن با | بندہ واحد چو کریم رضا
شاہ اسماعیل عزیز امیں | سید اعظم شہ و بیب بشیر
حق بخش و دست نصیر حمید | فاضل امیر احمد و فضل الحمید
شاہ خلیل آن سوز رحمن عنایت | مومن و عبد رضا عبد
آن لطیف ست و عزیز مجید | جان بشارت زہی کش رسید
بخش ع حافظ و فی وصل گیر | دین با امام و مسیح و بشیر
جہر حسین آن کہ فلام گوست | عبد منظفر شدہ از اعجاز او
حامد اللہ عالم و علم ہے | وز ل گلزار جناب رضا
حسن بہ سایش زغفران با | چون اب وجد امر و نصر او
نیز حمید اللہ و جہد آرسیم | آن علی ارشد و بعد عظیم
این ہمہ چپاو و سنخیہ دگر | تا فتہ سرجب آن شور و شر
از اثر کوشش جہد الوحید | خلد ہم گشت بہشت پدید
یارب از این گلشن بیو نہا و | وصف وے وجود و تحسان دود
مدح وصا و ہم این جید | ہست نیاید کشت زبان بعید
آن کہ مک اللہ و جہ زمین | بندہ و شکن ہستی و دوی کن
اے حسن احسنت حسن کی تمام | پیش و دین باد و صد و سلام

کیطرف واجب الصدق ہے کذب وہاں محال بالذات ہے امکان کا ماننے والا
گمراہ بد ذات ہے ثانیاً قد ثالثاً لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق سے لوگوں کی تکذیب پر ارشاد
ہوئی تعبیر رؤیا کا بیان اور اوسکے متعلق لطائف علمیہ کا تبیان اور یہ کہ خواب انبیا
وحی ہوتی ہے اور اوسپر خواب سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کا بیان اور اوسکے
سبب ذبح ولد پر اقدام کہ بے نص قطعی قتل قطعاً حرام تو خواب انبیا ءحضرو نص قاطع کیلئے حجت کافی
تھی بیان ہوا تھا کہ فاضل نوجوان مولانا مولوی محمد حامد رضا خان سلمہ المنان نے ارکان میں کہا کہ کچھ
زور حضرت لگ گئیں مسلمان ہزیمت جانب اظہار کا لم ندوہ پھیری کہ وعدہ الٰہیہ صادق آیا
سال آئندہ مکہ معظمہ فتح ہوا لوگ فوج فوج دین خدا میں داخل ہوئے اسلام کی ترقیاں
صحابہ کی جان نثاریاں ہجرت کے احوال نصرت ذی الجلال کا بیان کیا کہ اسوقت ظہور
مدد عظیم و فتح مبین کیا تھا جب ہتھا مولی عزوجل نے اوس وقت اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
کی نصرت ظاہر و باہر و قاہر و زاہر فرمائی جب ظاہری سامان اصلا نہ تھا فوج و لشکر تو ہے کیا
تنہا تنہا مع یار غار دو ہی تن پروردگار اور ایک جہاں بر سر پیکار۔ جب کفار نے دار الندوہ میں جمع ہو کر
مصطفے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے خلاف مشورے ہوئے شیخ نجدی ملعون پیر بن کر آیا اور
اوس گمراہوں کا رکن اعظم بنا مگر انجام کیا ہوا کہ جعل کلمة الذین کفروا السفلی وکلمة
اللہ ھی العلیا اللہ تعالی نے کافروں کا قول پست و ذلیل فرمایا اور اللہ ہی کا بول ہے بالا
اور ہمیشہ سنت الٰہیہ ہے کہ باطل کے لیے ابتداءً ایک صولت ہوتی ہے کہ صادق و کاذب کا
امتحان ہو لیھلک من ھلک عن بینة ویحیی من حی عن بینة انجام کار ظفر
و نصرت نصیب اہل حق ہے قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان
زھوقا والعاقبة للمتقین اس کی شاخوں میں اوس ندوہ کا لکھ کر پچھلے جانشین

رجسٹرڈ نمبر اے ۱۶۱۸

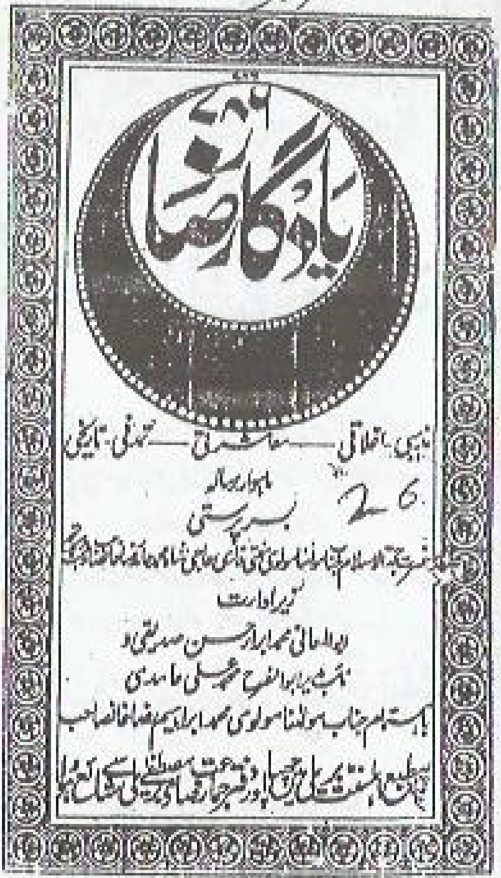

(ماہنامہ یادگار رضا)

واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ

یہ رسالہ علامہ سید احمد زینی دحلان مکی رحمہ اللہ کے عربی رسالہ کا
ترجمہ ہے اس میں نماز پڑھنے کی فضیلت اور اس کے ترک پر عقوبت
اور نماز باجماعت کی اہمیت قرآن و احادیث و اقوال ائمہ
وعلماء سے بوجہ احسن بیان کی گئی مسمّٰی بہ

ترغیب الصلوٰۃ والجماعۃ

مترجمہ
جناب مولوی عبد العزیز صاحب صدیقی میرٹھی زید مجدہ
بسرپرستی حضور اقدس حجۃ الاسلام مولانا مولوی شاہ محمد حامد رضا خاں
صاحب قبلہ دامت برکاتہم
باہتمام جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب
حامدی رضوی خاص مطبع اعلیٰحضرت قدس سرہ

مطبع اہلسنت وجماعت واقع آستانۂ عالیہ رضویہ
بریلی میں چھپ کر شائع ہوا

قیمت فی پرچہ آدھ آنہ | (رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ) | ۵۰۰ جلد

محمد

حُسنِ انتساب

بات مہینوں کی نہیں سالوں کی ہے۔ تقاضے پر تقاضا ہوتا رہا۔ وہ بھی مدینۃ الرسول سے دعاؤں کے ساتھ ——— نہایت نرم شفقت بھرے لہجے میں۔ کبھی پیر جو گوٹھ، کراچی اور لاہور سے تحریر فرمایا ——— "حضرت حجۃ الاسلام کی سوانح کی بڑی کمی ہے۔ یہ کام آپ ہی کر ڈالیں" ——— کبھی یوں ہمت افزائی فرمائی ——— "اس کام کیلئے آپ نہایت موزوں ہیں" ——— وقت کب کسی کا ساتھ دیتا ہے! گذرتا چلا گیا ——— میری مصروفیات کتنی ہی ہی ——— آخر یہ گوشت پوست کا آدمی کب تک معذرت کرتا۔ اور وہ بھی کس سے، جس کا مقصد زندگی ہی بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں ہر سال کی حاضری ہے۔ آخر اس کی دعائیں کب تک نہ کام کریں! دل نے فیصلہ کیا اور اس کا یہ فیصلہ بر وقت تھا ——— اچانک ایک دن ہاتھوں میں جنبش ہوئی اور قلم "چل مرے خامہ بسم اللہ" لکھتا ہوا چل پڑا ——— یہ کچھ دفعتًا کیسے ہو گیا؟

بات صرف عقیدت کی نہیں، حقیقت کی بھی ہے۔ کہ یہ سب کچھ جنکی دعاؤں، تمناؤں اور عنایتوں سے ہو رہا ہے، کیوں نہ میں اسی مخدوم العلماء شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ نیز بلوچستان سندھ الحاج الزائر مولانا تقدس علی[1] قادری رضوی تلمیذ امام احمد رضا قدس سرہ و ماذون و مجاز

---

[1] مولانا تقدس علی خاں۔ بن سردار ولی خاں بن حکیم ہادی علیخاں بن رئیس الحکما رتقی علی برادر حقیقی مولانا رضا علی خاں جد امجد امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہم العزیز

سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ حامدیہ و فرزند نسبتی صاحب تذکرہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ و سابق مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کے نام نامی اور سلسلۂ گرامی سے اس تاریخی ترتیب "احوال شاہ حامد رضا"[لے] کو معنون و منسوب کردوں ؎

ہر آبروئے کہ اندوختم ز دانش و دیں
فدائے خاک رہ ایں نگار خواہم کرد

ع "میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا"

محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی
سُنّی رضوی اکاڈمی، ماریشس

لے "احوال شاہ حامد رضا" سال تسوید کا مادہ تاریخ ہے اور اس کتاب کا یہی وہ صفحہ ہے جسکو مخدومی و مربی مولانا تقدس علی خاں نے ملاحظہ فرمایا اور راقم الحروف مرتب کو دعاؤں سے نوازا۔

آہ وہ یادگار سلف امام احمد رضا آخری خلیفہ ۳ رجب المرجب ۱۴۰۸ھ کو کراچی میں وصال فرما گیا۔ پیرجو گوٹھ سندھ میں تدفین ہوئی۔

سال وصال کا تاریخی مادہ "حضرت تقدس علی خاں پاک نہاد" برآمد ہوا۔
۱۴۰۸ھ

صدائے بازگشت

حضرت حجۃ الاسلام شیخ الانام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی
رضی اللہ عنہ اسکن دار السلام فی دار السلام کے وصال ۱۷؍جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ ۲۳؍مئی ۱۹۴۳ء
کے بعد ہی عرس جہلم میں اکابر علماء مخلصین مریدین خلفاء نے شدت سے آپ
کی سوانح کی ضرورت کو محسوس کیا۔ اور اس سلسلہ میں تبادلۂ خیالات بھی ہوا۔
چنانچہ ۲۵؍صفر مظفر ۱۳۶۳ھ کو مخلصین کے اجتماع میں "جمعیۃ حامدیہ" کے
نام سے ایک انجمن کے قیام کا اعلان کر دیا گیا۔ اس کے مقاصد میں سوانح حیات
تصانیف کی اشاعت، رسالۃ الحامد کا اجرار کا ذکر نمایاں تھا۔ جمعیۃ حامدیہ
کے قیام اور اس کے مقاصد کے حصول میں حضرت مولانا تقدس علیخاں رضوی
ماذون و مجاز و فرزند نسبتی حضرت حجۃ الاسلام و حضرت مولانا مفتی ابرار حسن صدیقی
تلہری ماذون و مجاز حضرت حجۃ الاسلام خصوصی طور سرگرم عمل رہے۔

وقت گذرتا گیا اور بہت سے دوسرے مسائل سامنے آتے چلے گئے۔
علماء اور مشائخ کی سعی بار آور ہوئی، پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ لاکھوں
مسلمان ہجرت کے مصائب سے دوچار ہوئے۔ وقت کے اس انقلاب میں
لوگ خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے۔ آستانۂ عالیہ قادریہ رضویہ اور جامعہ
رضویہ منظر اسلام بریلی کی ترقی و بقا استحکام اور خانقاہی و تعلیمی آداب کا
باقی رہنا ضروری تھا۔ مخلصین میں کچھ لوگ اس دنیا ہی سے رخصت ہو گئے اور
کچھ لوگوں نے حالات کے پیش نظر پاکستان کو اپنا وطن بنالیا۔ اور جو لوگ بریلی
شریف میں رہے خصوصاً حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب
سجادہ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ مفسر اعظم ہند مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی

میاں قدس سرہم العزیز ۔ وہ نے پیدا ہونے والے مسائل میں معروف ہو گئے۔

ان تمام وقتی دشواریوں کے باوجود سوانح حامدی کی بازگشت وقتاً فوقتاً سُننے میں آتی رہی۔ چنانچہ شاہ مانا میاں قادری رضوی نبیرۂ شاہ وصی احمد محدث پیلی بھیتی نے اس ضرورت کا بڑے وقیع انداز میں ذکر فرمایا۔

" حضرت حجۃ الاسلام کی علمی روحانی زندگی پر ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ اگر چاہنے والوں میں کوئی قدم اٹھاتا تو بڑا کارنامہ ہوتا۔" (سوانح اعلیٰحضرت بریلوی مطبوعہ کراچی ص۵)

اس کے علاوہ عرس حامدی بریلی میں تو یہ اعلان بار بار سُننے میں آتا رہا۔ کچھ مضامین بھی بعض رسائل میں سوانح حیات سے متعلق شائع ہوئے۔ مگر وہ سب نہایت مختصر اور ناکافی تھے۔ اکابر اہلسنت یکے بعد دیگرے رخصت ہو چکے تھے۔ معاصر "بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں" کی قطار میں صف آرا تھے۔ یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہٗ کے راویان سوانح ہی مفقود نہ ہو جائیں۔

مولےٰ تعالےٰ غریق رحمت کرے حضرت مولانا تقدس علیخاں رضوی کو کہ آپ نے اپنے اس حلقہ بگوش راقم الحروف خوشتر کو حضرت حجۃ الاسلام کے سوانح کی تصنیف و ترتیب جیسی خدمت برتر کے لئے نہ صرف حکم فرمایا بلکہ ممکنہ معلومات بھی فراہم کیں۔ بار بار تقاضا فرماتے رہے۔ اور میں ان پندرہ سالوں میں اپنی خانقاہی اور سُنی رضوی سوسائٹی کی تعمیری، تعلیمی، اشاعتی کاموں کی مسلسل مصروفیات میں افریقہ، جزیرہ ماریشس اور یورپ میں در بدر رہا۔ اور جو کام بہت پہلے ہو جانا چاہیئے تھا وہ ہنوز معرض التوا میں پڑا رہا۔ تا آنکہ حضرت تقدس میاں صاحب کا وصال ہو گیا۔ مگر

ع " اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے " اور وہ وقت آ چکا تھا۔ جو کام برسوں میں نہ ہو سکا وہ مہینوں میں ہو گیا۔ اور سے

ایں دعا از بندہ آمین از ملک — پوزش از بغداد اجازت از ملک

تذکرۂ جمیل کی روایاتی سندیں

راقم الحروف مرتب نے جب سے ہوش کی آنکھیں کھولیں، حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں علامۂ بریلوی کے جمال و کمال کا آفتاب نصف النہار پر دیکھا اور اپنے زمانہ میں حضرت کا کسی کو شریک و سہیم نہیں پایا۔ مشائخ میں آپ اپنی مثال نظر آتے۔ پھر یہ حسنِ اتفاق کہیے کہ مجھے استاذ بھی حامدی میسر آئے۔

میں انھیں ایام سے ان روایتوں کو جمع کرتا جو حضرت حجۃ الاسلام کی سوانح سے متعلق تھیں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حضرات سے میں نے براہ راست استفادہ کیا۔

(۱) حضرت علامہ حسنین رضا خاں خلیفہ و برادر زادہ امام احمد رضا کی خدمت میں کئی ماہ حاضر رہا۔ بہت سے واقعات براہ راست سننے میں آئے۔ نیز سوال و جواب کی صورت میں آپ کے ارشادات ٹیپ کیسٹ میں محفوظ کر لئے۔

(۲) طالب علمی کے ابتدائی ایام میں حضرت حجۃ الاسلام کے خلفاء حضرت محدث بریلی شیخ الحدیث مولانا احسان علی صاحب صدیقی، حضرت ابو المعانی مولانا مفتی ابرار حسن صاحب صدیقی مدیر یادگار رضا بریلی، حضرت مولانا الحاج تقدس علی خاں فرزند نسبتی حضرت حجۃ الاسلام و مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی، جامع معقول و منقول مولینا سردار ولی خاں عرف عزو میاں صاحب۔ پھر چند دنوں بعد حضرت صاحب سجادہ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ حامدیہ مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں و صاحبزادہ حجۃ الاسلام مولانا محمد حماد رضا خاں نعمانی میاں صاحب کی صحبت و خدمت کا موقعہ ملتا رہا۔ ان مرحومین سے روایتہ و سمعًا بہت کچھ حاصل کرتا رہا۔

(۳) ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۵ء تک سیدی و سندی استاذی حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد مشرّبدار احمد کے حضور زانوئے ادب طے کرنے کا لائل پور میں زریں موقع میسر آیا۔ ان

سالوں میں کتب معقول ومنقول کے علاوہ دورۂ حدیث شریف پڑھنے کا حضرت سے شرف حاصل رہا۔

یہ اظہار واقعہ ہے کہ حضرت استاذی کی مجلس تدریس اور صحبت وخدمت میں حضرت حجۃ الاسلام کا شخصی کمال اور علمی جاہ وجلال کا گوشہ مستور آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہوا۔ اور آپ کی صورت وسیرت کے حسین خدوخال نمایاں سے نمایاں تر ہوتے گئے۔

(۴) محدث اعظم پاکستان کے وصال ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۲ء کے بعد میں سیلون اور مارشیس میں مسلسل آٹھ سال تک دینی خدمات انجام دیتا رہا۔ پھر یہ حسن اتفاق کہیے کہ ۱۹۷۲ء میں پاکستان واپسی ہوئی اور ایک بار پھر حضرت تقدس میاں صاحب کا پیکر تقدس سامنے آگیا۔ انہوں نے حضرت حجۃ الاسلام کا بچا کھچا نہایت مختصر سوانحی سرمایہ جو پاکستان لائے تھے، میرے حوالے کر دیا۔ اب میں "قرعۂ فال بنام من دیوانہ زوند" کی تختی بغل میں دبائے ادھر اُدھر خدمتِ دینِ متین میں پھرتا رہا۔ کہ حضرت تقدس میاں گل سرسبد خانوادۂ رضویہ کا وصال (۱۴۰۸ھ) ہوگیا۔ اور سوانح حضرت حجۃ الاسلام "تذکرۂ جمیل" کی ساری تدوین وترتیب کی ذمہ داری مجھ تن تنہا پر عائد ہوگئی۔

(۵) مجھے اس سلسلہ میں مارہرہ مقدسہ اور بریلی شریف شدِ رحال کرنا پڑا۔ اور ایک بار پھر میں نے آقاؤں کے دروازے پر دستک دی اور اپنے محب گرامی قدر حضرت شیخ الحدیث مولانا تحسین رضا خاں بریلوی کو اس کار حامد رضا میں شریک بالرضا پایا۔

"تذکرۂ جمیل" کے یہ چند اوراق انھیں نفوس قدسیہ کے عطایا ہیں۔ ہاں اُن میں زبان وقلم کی کوئی لغزش یا بیان وروایت میں کوئی جھول نظر آئے تو اس کا ہر طرح ذمہ دار راقم الحروف مرتب ہوگا۔

اب میں اخیر میں خواجہ تاشان حامدی رضوی کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا کہ "تذکرۂ جمیل" حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں کی سوانح کا آغاز ہے

اور احباب واصد قار کے لئے اس عنوان پر صلائے عام ہے۔ ابھی حضرت کی سیرت کے بہت سے نقوش مدھم اور علم و فضل کی داستان نامکمل ہے۔ بہر حال راقم الحروف مرتب اُن اوراق میں جتنا پیش کر سکا وہ اس کا حصہ تھا۔ اور مزید جو پیش کرے گا وہ اس کا حصہ ہوگا ؎

بے مثالی کی ہے مثال وہ حُسن
خوبیٔ یار کا جواب کہاں

بریلی کہاں ہے؟

حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں اور اُن کے آباؤ اجداد کا وطن بریلی ہے۔

بریلی بھارت کے صوبہ اتر پردیش (یوپی) کا ایک قدیم اور مشہور شہر ہے۔ اُسے بانس بریلی بھی کہا جاتا ہے۔ اسلامی شان وشوکت اور شعائر مسلک اہل سنت و جماعت اس کے در و دیوار سے نمایاں ہیں۔

بریلی بہت بڑا جنکشن اسٹیشن ہے جو بڑی ریلوے لائن پر امرتسر سے براستہ سہارنپور کلکتہ جانے والی لائن پر واقع ہے۔ نجیب آباد، مراد آباد، رامپور، بریلی سے پہلے مشہور شہر اور بڑے اسٹیشن ہیں۔ اسی لائن پر بریلی سے آگے شاہجہاں پور، ہردوئی، سندیلہ، ملیح آباد لکھنؤ آتے ہیں۔ اس کے بعد گاڑی فیض آباد اور بنارس ہوتی ہوئی کلکتہ چلی جاتی ہے۔

بریلی سے علیگڑھ، آگرہ، آنولہ، بدایوں اور مارہرہ جانے والی گاڑیاں ملتی ہیں۔ اس زمانہ میں جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت، صحابہ کی عظمت، اہلبیت نبوت کی قدر و منزلت، ائمہ کرام اور مشائخ عظام کی نسبت کا دم بھرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں سے عداوت رکھتے ہیں وہ بریلوی کہلاتے ہیں۔

اتر پردیش

سراپائے کمال

بلند و بالا قد

بالائے سرش ز ہوش مندی ۔۔ می تافت ستارۂ بلندی

کشادہ پیشانی

سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود کا مصداق

رنگت

سرخ و سفید ملاحت آفریں جاذب نظر اور دلنشین

چہرہ

ایسا حسین اور نورانی کہ بڑے سے بڑے مجمع میں نمایاں، دور ہی سے معلوم ہو جائے کہ "وہ تشریف فرما ہیں بڑے مولانا"

خد و خال

ایسے وجیہہ اور صبیح کہ ہزاروں میں ممتاز

حسن و جمال

ایسا وہ کہ جس محفل میں ہوتے جانِ محفل ہوتے اور ۔۔

"ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ۔۔ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست" کا عالم ہوتا

متانت و سنجیدگی کا پیکر، لطف و کرم کا مجسمہ، اخلاق حسنہ کا نمونہ، صبر و شکر اور رضائے الٰہی کا مرقع، اجدادِ کرام کی طرح عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق، کڑی سے کڑی آزمائش میں شکر الٰہی بر لب، ہزل و تمسخر سے دور، نہایت دلیر، جری اور غیور ؎

"لاؤں کہاں سے ایسا کہ تجھ سا کہیں جسے"

حیاتِ عالی قدر حجۃ الاسلام

ایک نظر میں

ولادت (بریلی شریف) ———— ۱۲۹۲ھ ۱۸۷۵ء

مرشد المرشد سید آلِ رسول مارہروی کا وصال ———— ۱۲۹۶ھ ۱۸۷۹ء

جد امجد (مولانا نقی علی خاں) کا وصال ———— ۱۲۹۷ھ ۱۸۸۰ء

تعلیم و تربیت کا آغاز ———— ۱۳۰۰ھ ۱۸۸۳ء

نانا صاحب شیخ محمد فضل حسین کا رامپور میں وصال ۱۳۰۲ھ ۱۸۸۵ء

مولانا حسنین رضا خاں (چچازاد بھائی) کی ولادت ۱۳۱۰ھ ۱۸۹۲ء

برادرِ اصغر (مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں) کی ولادت (رحلت ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۱ء) ۱۳۱۰ھ ۱۸۹۲ء

تکمیل و فراغت ———— ۱۳۱۱ھ ۱۸۹۴ء

مسندِ افتاء کی ذمہ داری ———— ۱۳۱۲ھ ۱۸۹۵ء

اجلاس ندوۃ العلماء بریلی میں شرکت ———— ۱۳۱۳ھ ۱۸۹۶ء

امام احمد رضا کی تصنیفات پر تصدیقات کا آغاز ———— ۱۳۱۵ھ ۱۸۹۸ء

الصارم الربانی رد قادیانی پر پہلی تصنیف ———— ۱۳۱۵ھ ۱۸۹۸ء

جلسہ دربارِ حق و ہدایت عظیم آباد پٹنہ سٹی میں شرکت ———— ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۰ء

امام احمد رضا کی نیابت میں پوکھریرا ضلع مظفر پور بہار کا پہلا سفر ———— ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۰ء

حج و زیارت ———— ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء

رمی قبل زوال کے عدم جواز پر امام احمد رضا کی موجودگی میں مولانا سید اسمٰعیل کی محافظ
محافظ کتب حرم سے مکہ میں گفتگو ———— ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء

مولانا سردار احمد کی آپ کی خدمت میں پہلی بار لاہور میں حاضری	۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء
نجدیوں کی مذمت کے جلسے کی بریلی میں صدارت ———	۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء
فرنگی محل لکھنؤ میں نزول ———	۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء
شاہزادہ اکبر جیلانی میاں کی دستار فضیلت اور نیابت و خلافت کا اعلان —	۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء
خانقاہ قادریہ رضویہ نوریہ بریلی شریف کی تاریخ بنیاد "خانقاہ قادریہ مبارکہ" —	۱۳۴۵ھ ۱۹۲۷ء
جیلانی میاں (صاحبزادہ اکبر) کی شادی خانہ آبادی ———	۱۳۴۷ھ ۱۹۲۸ء
مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن کو دھام نگر (اڑیسہ) میں تمام سلاسل طریقت کی اجازت و خلافت	۱۳۵۰ھ ۱۹۳۲ء
جے پور اور میرٹھ کا سفر	۱۳۵۱ھ ۱۹۳۲ء
آخری فیصلہ کن مناظرہ لاہور کی صدارت	۱۳۵۲ھ ۱۹۳۳ء
ڈاکٹر اقبال سے لاہور میں ملاقات	۱۳۵۲ھ ۱۹۳۴ء
دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں تشریف آوری	۱۳۵۲ھ ۱۹۳۴ء
مولانا ریحان رضا خاں نبیرۂ اکبر کی ولادت (رحلت ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء)	۱۳۵۲ھ ۱۹۳۴ء
یوم مسجد شہید گنج کے جلسہ و جلوس لاہور میں شرکت	۱۳۵۴ھ ۱۹۳۵ء
لاہور میں مولانا سید دیدار علی شاہ الوری کے چہلم میں شرکت	۱۳۵۴ھ ۱۹۳۵ء
نعمانی میاں صاحبزادۂ اصغر کی شادی خانہ آبادی	۱۳۵۷ھ ۱۹۳۸ء
خانقاہ عالیہ قادریہ نوریہ رضویہ کی تعمیر کا آغاز	۱۳۵۷ھ ۱۹۳۸ء
نبیرۂ اکبر رحمانی میاں کو ماذون و مجاز فرمایا	۱۳۵۷ھ ۱۹۳۸ء
اودے پور مارواڑ کا سفر	۱۳۵۷ھ ۱۹۳۹ء
علالت کا آغاز	۱۳۵۷ھ ۱۹۳۹ء
مدن پورہ بنارس کا سفر	۱۳۵۹ھ ۱۹۴۰ء
جودھپور کا سفر	۱۳۶۱ھ ۱۹۴۲ء
وصال پُر ملال (إنا للہ وإنا إلیہ راجعون)	۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء
آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد میں محدث اعظم ہند کی تعزیتی قرارداد	۱۳۶۵ھ ۱۹۴۶ء
مولانا شاہ عبد السلام جبلپوری (رفیق سبق) کا وصال (ولادت ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۶ء)	۱۳۷۲ھ ۱۹۵۲ء
مولانا الحاج تقدس علی خاں (فرزند نسبتی و سابق مہتمم منظر اسلام) کا وصال (ولادت ۱۳۲۵ھ ۱۹۰۷ء)	۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷ء

الدولۃ المکیہ کی تبییض و تمہید ——— ۱۳۲۳ - ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۵ - ۱۹۰۶ء

کفل الفقیہ الفاہم کی تمہید ——— ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء

الاجازات المتینہ کی تمہید ——— ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء

شیخ عبدالقادر طرابلسی مدرس کو امام احمد رضا کی موجودگی میں لاجواب کر دیا ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء

شاہ ابوالحسین احمد نوری (پیر و مرشد) کا وصال (ولادت ۱۲۵۵ھ / ۱۸۳۹ء) ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء

مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں (صاحبزادۂ اکبر) کی ولادت (رحلت ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء) ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

استاذِ زمن حضرت حسن بریلوی (عم محترم) کا وصال (ولادت ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء) ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء

دار العلوم منظر اسلام کا اہتمام و انصرام ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء

سند مسند جانشینی ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء

مولانا حامد رضا خاں نعمانی میاں صاحبزادۂ اصغر کی ولادت (رحلت ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء) ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء

مولانا وصی احمد محدث سورتی کی نماز جنازہ میں امامت (ولادت ۱۲۵۲ھ / ۱۸۳۶ء) ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء

اجمیر مقدس کی حاضری ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

عیدگاہ کلاں جبلپور میں خطاب عام ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

مفتی برہان الحق کے جلسۂ دستار فضیلت میں شرکت ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

جلسۂ جمعیۃ العلماء میں ابوالکلام آزاد سے توبہ کا مطالبہ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء

تحریک خلافت کے زمانے میں عیدگاہ بریلی میں نماز عید کی امامت ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء

امام احمد رضا والد ماجد کا وصال اور نماز جنازہ کی امامت ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء

خرقۂ خلافت اور جانشینی کی تقریب ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء

جامعہ نعمانیہ لاہور میں ورود مسعود ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۳ء

تحریک شدھی کی پوری پوری مزاحمت ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء

صدارت مجلس استقبالیہ آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد ——— ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۵ء

حزب الاحناف لاہور کے پہلے جلسہ میں شرکت ——— ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۶ء

تاریخی پس منظر

مغلیہ سلطنت کا آفتاب اپنے نقطۂ عروج نصف النہار سے گذر کر مائل بانحطاط تھا۔ اورنگزیب کا انتقال ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء میں ہوا۔ اور ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۹ء تک صرف بارہ سال کی مدت میں اورنگزیب کے بعد تین بادشاہ یکے بعد دیگرے تخت شاہی پر متمکن ہوئے اور گذر گئے۔ مسند تیموری پر انہیں بدقت تمام صرف چند سال سانس لینے کی مہلت ملی۔

ابھی گردش ایام اپنا نظارہ دکھا ہی رہی تھی کہ محمد شاہ بادشاہ ۱۱۳۱ھ، ۱۷۱۹ء/ ۱۱۶۱ھ، ۱۷۴۸ء کا دور شروع ہوا۔ یہ دور اگرچہ آنے والے انقلاب کو تو نہ روک سکا، مگر جاتے جاتے اپنے گرد ایسے شریعت وطریقت کے آفتاب روشن کر گیا، کہ آج سیکڑوں سال بعد بھی ہندو پاک کے مدارس وخانقاہیں اس کے پرتو سے درخشاں ہیں۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا حقیقت نگار قلم اس عہد کا مرقع یوں پیش کرتا ہے

"در عہد محمد شاہ بادشاہ بست و دو بزرگ صاحب ارشاد از ہر خانوادہ در دہلی بودند۔ وایں چنیں اتفاق کم می شود"

(ملفوظات شاہ عبدالعزیز دہلوی)

محمد شاہ بادشاہ کے زمانے میں بائیس بزرگ صاحب ارشاد ہر سلسلہ اور طریقہ کے دہلی میں تھے اور ایسا اتفاق کم ہوتا ہے"۔

اس برصغیر (ہندوپاک) میں صاحب سوانح کے مورث اعلیٰ کی داستان کی ابتدا بھی اسی عہد سے ہوتی ہے۔

۱۱۵۲ھ/۱۷۳۹ء میں نادر شاہ کا حملہ دہلی پر ہندوستان کی تاریخ کی بڑی کرب انگیز اور خونچکاں داستان ہے۔ مگر یہ دور بھی محمد شاہی دور تھا۔ اور محمد شاہ اپنی عشرت کوشیوں کیوجہ سے رنگیلا کہلاتا تھا، مگر حیرت نہ کیجئے کہ اس دور کا دہلی

نہ صرف صاحبانِ دیدہ و دل سے آباد تھا، بلکہ قدم قدم پر وہاں علوم و معارف کے دروازے متلاشیانِ راہِ حق کے لئے کھلے ہوئے تھے۔ بالکل اسی طرح نادر شاہی قافلہ جس میں شمشیر زن، صف شکن پٹھانوں کی تلواریں خون آشامیوں کے لئے بے نیام تھیں۔ اسی قافلہ میں قبیلۂ بڑہیچ قندھار افغان نامدار کا ایک مردِ نادرۂ روزگار و فرد باوقار محمد سعید اللہ بھی تھا۔ لاہور (داتا نگر) میں وارد ہوا۔ شاہِ دہلی نے انھیں ہاتھوں ہاتھ لیا، لاہور کا شیش محل ان کی جاگیر قرار پایا۔ معزز عہدے ان کے قدم چومتے رہے۔ دہلی آئے تو منصب ششش ہزاری پر انھیں فائز کیا گیا۔ محمد شاہ بادشاہ نے شجاعت جنگ کا خطاب دیکر اُن کی عسکری صلاحیتوں کا برملا اعتراف کیا اور ریاست رامپور میں بہت سے مواضعات جاگیر میں عطا فرمائے۔

یہی شجاعتِ جنگ سعادت نشان محمد سعید اللہ خاں صاحب "مذکرۂ جمیل" حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں کے مورثِ اعلیٰ تھے۔

انھیں سعید اللہ خاں کا برحق جانشین نامور صاحبزادہ سعادت یار خاں محمد شاہ دہلی کی وزارت میں وزیر مال مقرر ہوا۔ اس طرح بادشاہ نے اس خاندان کی عسکری صلاحیتوں کے ساتھ مالی تدبّر کا بھی اقرار کر لیا۔ اور ازراہِ قدردانی وزیر مال سعادت یار خاں کو ضلع بدایوں کے کچھ گاؤں جاگیر میں عطا فرمائے۔ اب تک اُن کی نسل ان مواضعات معافی سے بہرہ اندوز ہو رہی ہے [1]

"تاریخ کے اوراق میں جہاں اورنگ زیب کے درخشاں دور کے بعد سلاطین مغلیہ کی بے اعتدالیوں و عیاشیوں و فضول خرچیوں اور اقتصادی تباہیوں کا ذکر بے تحاشا ملتا ہے، وہاں ایک ابھرتی ہوئی عسکری صلاحیت اور سیاسی بصیرت سے مالامال تذکرہ بھی زیبِ عنوان نظر آتا ہے۔ خلیل احمد نظامی نے صحیح لکھا ہے۔

"سترھویں صدی میں افغانوں کے کچھ جتھے ہندوستان

---

[1] مولانا ظفر الدین بہاری، "حیاتِ اعلیٰحضرت" ص ۱۳

آکر مختلف مقامات پر بس گئے۔ بریلی شاہجہاں پور، فرخ آباد میں خاص طور سے اُن کی نو آبادیات قائم ہوگئیں۔ فرخ آباد کے افغانوں نے محمد خان بنگش [1] کی قیادت میں بڑا عروج حاصل کیا۔ بریلی کے افغان قبائل روہیلوں [2] کے نام سے مشہور ہوگئے اور انھوں نے اتنی تیزی سے اپنی تنظیم کی کہ اٹھارہویں صدی کی سیاسی دنیا میں اپنے لئے خاص جگہ پیدا کرلی۔" (تاریخ مشائخ چشت ص ۲۲۵)

یہ واقعہ ہے کہ اٹھارہویں صدی کے ہندوستان میں اگر مسلمانوں کا کوئی طبقہ

---

[1] یہی وہ نیک دل نواب ہے جس نے حضرت شاہ برکت اللہ صاحب، صاحب سلسلۂ قادریہ برکاتیہ کے مزار مارہرہ شریف ضلع ایٹہ میں ایک عالی شان روضہ ۱۱۴۴ھ میں تعمیر کرایا۔

(محمد میاں، خاندانِ برکات ص ۱۲ ملخصاً)

حضرت سلطان العارفین شاہ برکت اللہ (۱۰۷۰ھ/۱۶۶۰ء، ۱۱۴۲ھ/۱۷۲۹ء) جن کی خدمت میں شاہانِ دہلی نیاز نامے بھیجا کرتے تھے۔ محمد شاہ بادشاہ نے حضرت کی خانقاہ کے خرچ کے واسطے تحصیل کاسگنج یوپی ہندوستان کے دو گاؤں ۱۱۴۱ھ/۱۷۲۸ء میں مقرر کئے حضرت اور حضرت کے خلفاء کا شہرۂ کمال چاروں طرف پہنچا بہت سے امراء سلسلۂ بیعت میں داخل ہوگئے حضرت کے خلفاء میں شاہ روح اللہ [3] اقربائے نواب خیر اندیش خان عالمگیری نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک نواب صاحب کے متروکہ سے حضرت کو لاکر دیا تھا۔

(محمد میاں، خاندانِ برکات ص ۹، ۱۰)

[2] تاج العلماء حضرت سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں مارہروی کی ولادت قصبہ گنج سیتاپور میں ۲۲ رمضان ۱۳۰۹ھ کو ہوئی۔ برصغیر ہندو پاک کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی آپ کے مریدین پائے جاتے ہیں۔ آپ کی رحلت ۲۵ رجمادی الآخرہ ۱۳۷۵ھ کو ہوئی جس کا مارہرہ شریف میں آپ کا مزار پاک ہے۔

[3] نواب خیر اندیش خاں نے دارا شکوہ پھر اورنگزیب عالمگیر اور آخر میں شاہ عالم بہادر کا زمانہ دیکھا اور اسی دور میں ششش ہزاری کے منصب پر فائز ہوگئے۔ ایک سو بیس سال کی عمر میں عید کے دن وصال فرمایا۔ اُن کی تاریخ وفات ہے "نواب نماز عید در جنت کرد" ۱۱۲۲

(مولانا محمد عارف اللہ قادری اذکار حبیب رضا ص ۸-۹)

(باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

عیش و عشرت کی زندگی سے محفوظ تھا تو وہ صرف بریلی کے افغان قبائل روہیلے تھے۔ اور اُن کا صدر مقام روہیلکھنڈ بریلی تھا۔ چنانچہ قدرت کو یہی منظور تھا اور مشیت ایزدی کا فیصلہ خوب تھا، کہ بریلی نہ صرف روہیلکھنڈ اور روہیلہ قوم کا مرکز قرار پائے، بلکہ رہتی دنیا تک علم و فضل اور حق و ہدایت کا آستانہ بھی رہے۔ چنانچہ سلطنت دہلی نے جب بریلی روہیلکھنڈ کی مہم سر کرنے کا ارادہ کیا تو اس عظیم الشان کام کیلئے قرعۂ فال جناب سعادت یار خاں کے نام نکلا۔

اس معرکہ میں آپ کی جبلی شجاعت اور جنگی مہارت کے جوہر خوب خوب

(صفحہ گذشتہ کا باقی حاشیہ)

موئے مبارک کی سند سے متعلق یہ واقعہ بڑا ایمان افروز ہے۔ نواب صاحب موصوف کا معمول تھا کہ وہ سوتے وقت بارہ سو مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ ایک رات زیارت سے مشرف ہوئے۔ جس میں یہ بشارت دی گئی کہ ایک درویش تم کو تبرک کا میرا موئے مبارک دے گا۔ چنانچہ کچھ ہی دن بعد اسی شکل و صورت کا ایک درویش نواب صاحب موصوف سے ملا۔ اور اس نے بتایا کہ میں روم میں تھا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میرا موئے مبارک نواب صاحب کو پہنچا دو۔

نواب صاحب نے درویش کو بٹھایا اور خود اندر جاکر نذر پیش کرنے کے لئے زر و جواہر سے بھرا ہوا طشت باہر لائے۔ درویش غائب ہو چکا تھا۔ پیادہ و سوار ہر طرف دوڑائے مگر درویش کا پتہ نہ چل سکا۔ اس عظیم تبرک کی زیارت آج بھی مارہرہ شریف میں سال میں دو بار عرس کے موقعہ پر ہوتی ہے۔

سلیمان روہ افغانستان میں کوہستان کا ایک وسیع سلسلہ ہے، جس کے شمال میں کوہ کاشغر، جنوب میں گجرات اور بلوچستان، مشرق میں کشمیر اور مغرب میں دریائے ہلمند ہے جو قندھار کے قریب بہتا ہے افغانوں کی وہ جماعت جو غور و غزنی سے منتقل ہو کر اس کوہستانی علاقہ میں آباد ہو گئی، اسی نسبت سے روہیلہ کہلانے لگی (سید الطاف علی بریلوی علیگ حیات حافظ رحمت خاں ص ۴۱)

ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کا وہ علاقہ جو بریلی، پیلی بھیت، مراد آباد، سنبھل، رامپور، بدایوں، نجیب آباد، شاہجہاں پور وغیرہ پر مشتمل ہے جسکو کٹھیر کہا جاتا تھا۔ مگر پٹھانوں نے اُسے اپنے اصلی وطن روہ کی شادابی و زرخیزی کی وجہ سے روہیلکھنڈ قرار دیا اور اس علاقہ میں افغان قوم روہیلہ کہلائی۔ (شاہ آل میاں، سوانح اعلیٰحضرت بریلوی ص ۱۹۳)

چکے۔ فتح بریلی کا سہرا انہیں کے سر رہا۔ اور فرمان شاہی آیا کہ بریلی کو صوبہ بنا دیا جائے اور سعادت یار خاں کو بریلی کا صوبہ دار۔ مگر موت نے مہلت نہ دی۔ ہاں انکے نامور صاحبزادگان اعظم خاں، معظم خاں، مکرم خاں نے نہ صرف یہ کہ اپنی موروثی عزت و عظمت اور منصب و شرافت کو بحال رکھا، بلکہ اعظم خاں نے تو منصب وزارت سے سبکدوش ہو کر زہد و ریاضت کی وادی میں اپنا قدم رکھا۔ اور ملک چھوڑ کر مالک الملک کو اپنانے کی اونچی اور منا فی مثال ایک بار پھر پیش کر دی۔ اور حکومت کی کرسی سے الگ ہو کر محلہ معماران بریلی کے گوشۂ قبرستان کو اپنا مسکن بنا لیا۔

آج یہ مقام انہیں کی نسبت سے شہزادہ کا تکیہ کہلاتا ہے۔ جہاں آپ کا مزار زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ اس طرح شرفائے افغان کی یہ نسل قندھار سے لاہور، دہلی ہوتی ہوئی بریلی پہنچی۔

حافظ کاظم علی خاں تحصیلدار (سٹی مجسٹریٹ)

سعادت یار خاں کا نامور پوتا اور واصل باللہ جناب اعظم خاں کا قابل قدر بیٹا اپنے خاندانی جاہ و حشم کا وارث قرار پایا۔ شہر بدایوں کا نظم و نسق آپ کے ہاتھ میں تھا دو سو سواروں کی بٹالین آپ کی باڈی گارڈ تھی۔ آٹھ گاؤں جن پر کوئی ٹیکس نہ تھا آپ کی جاگیر میں تھے۔

وقت کی نبض پر آپ کا ہاتھ تھا اور نوشتۂ تقدیر پر آپ کی نظر تھی۔ یہ وہ ہیلہ سرور دہلی اور کلکتہ کی حکومتی خلیج کو پاٹنے کی سعی کرتا رہا۔ اس طرح کلکتہ میں انگریزی تعمیرات اور تصرفات کا سلسلہ بند ہو گیا اور ہندوستان کی مکمل محکومی اور جنگ آزادی نہ ۱۸۵۷ء کا حادثہ ۱۸۵۷ء تک کے لئے ٹل گیا۔[1]

---

[1] مولانا ظفر الدین بہاری۔ حیات اعلیٰ حضرت ص ۲

حافظ صاحب موصوف باوجود ضعیفی اپنے عظیم المرتبت والد ولی برحق کی خدمت میں ہر جمعرات کو سلام کے لئے حاضر ہوتے۔ کہ ایک بار موسم سرما میں دیکھا والد بزرگ خلوت خانہ گورستان میں ایک الاؤ لگائے یاد حق میں مشغول ہیں۔ اور جسم پر موسم سرما سے بچاؤ کے لئے کوئی کپڑا نہیں۔ صاحبزادہ کو احساس ہوا اور اپنا قیمتی دوشالہ حضرت کو اوڑھا دیا۔

اللہ اللہ! جو نفس قدسی لباس تقویٰ سے مزین ہو، جس نے مخلوق سے منھ موڑ کر اپنا رشتہ خالق سے جوڑ لیا ہو، اس پر کسی قیمتی دوشالہ کا کیا اثر اور اُسے گرمی و سردی کی کیا خبر۔ آپ نے بڑی بے نیازی سے شال کو اتار کر بھڑکتی آگ میں ڈال دیا حافظ کاظم علی خاں اپنے والدِ گرامی قدر کی شان کا نظارہ اپنی آنکھوں سے کر رہے تھے۔ انھیں یہ خیال آیا اور یہ خیال فطری تھا کہ یہ دوشالہ کسی اور کو دے دیا جاتا تو کام آجاتا۔ حافظ صاحب کا یہ خیال ابھی پردۂ دماغ میں تھا کہ مرد خدا دوست حضرت مولانا اعظم خاں کی زبان حق ترجمان نے یہ کہکر "کاظم! فقیر کے یہاں دھکر پکڑ کا معاملہ نہیں ہے" ظاہر کر دیا اور بھڑکتی ہوئی آگ سے دوشالہ نکال کر اپنے صاحبزادے کو واپس کر دیا۔ دیکھا گیا تو دوشالہ آگ سے محفوظ صاف بے داغ برآمد ہوا ؎

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

قدوۃ الواصلین حضرت مولانا رضا علی خاں

مغلیہ دورِ آخر کی شب دیجور میں سپیدۂ صبح کی طرح حافظ کاظم علی خاں کے بیٹے رضا علی خاں ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء بریلی میں پیدا ہوئے۔ آپ اس خاندان کے پہلے شخص ہیں جو علم دین کی دولت لائے۔ سب سے پہلے مسند افتاء کو زینت بخشی اور انھیں کی ذات سے اس خاندان میں تلوار کے بجائے قلم کا دور شروع ہوا۔ آپ اپنے جد امجد اور والد ماجد کے خلف الصدق قرار پائے۔ اسلاف کا جاہ و حشم، علم و فضل، زہد و تقوی آپ کی ذات سے نمایاں اور پیشانی سے تاباں تھا۔ سنت رسول پر عمل اور اس میں پہل آپ کا مزاج تھا۔ رضائے الٰہی ہمیشہ آپ کی رضا رہی۔ آپ کا نام اسم با مسمیٰ تھا۔ آپ کی ذات الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا پیکر تھی۔ آپ نے صرف ۲۳ سال کی عمر میں، ۱۲۴۷ھ ٹونک راجستھان میں مولانا خلیل الرحمٰن[۲] سے علوم و فنون حاصل کر کے شہرۂ آفاق ہو گئے۔ خصوصاً تصوف میں اپنی نظیر آپ تھے۔ تقریر بڑی پُرتاثیر فرماتے آپ کا کلام "گفتۂ او گفتۂ اللہ بود" کا شاہکار ہوتا۔

ایک بازاری ہندو عورت نے ہولی کے دنوں میں اپنے بالاخانے سے آپ کے اوپر رنگ چھوڑ دیا۔ ایک مسلمان نے اس کی اس حرکت پر تشدد کرنا چاہا۔ آپ نے فرمایا اس نے مجھ پر رنگ ڈالا ہے، خدا اُسے رنگ دے گا۔ ادھر یہ جملہ زبانِ حق ترجمان سے نکلا اور ادھر وہ بازاری عورت قدموں پہ آپڑی اور مسلمان ہو گئی۔[۳]

---

[۱] مولانا حسنین رضا خاں، سیرت اعلیٰحضرت ص ۴۱

[۲] مولانا خلیل الرحمٰن ولد ملا محمد عرفان رام پور میں پیدا ہوئے۔ امیر خاں والی ٹونک کے آخر زمانے میں ٹونک گئے۔ پھر بعد میں جاورہ تشریف لے گئے۔ وہیں انتقال فرمایا۔

[۳] مولانا ظفر الدین بہاری "حیات اعلیٰحضرت" جلد اوّل ص ۴

ہندوستان میں جب برطانوی اقتدار سیلاب بلا کی طرح ہر طرف بڑھ رہا تھا، لوگوں کو خرید خرید کر غلام بنایا جارہا تھا، دنیا دار حکام، جاہ طلب امراء، مصلحت اندیش ابن الوقت علماء انگریزوں سے سودا بازی میں مصروف تھے، وعظ و نصیحت کا سارا زور انگریزوں کی وفاداری پر تھا۔ اس معرکہ کرب و بلا میں علمائے اہلسنت مولانا فضل حق خیرآبادی ۱۲۱۲ھ / ۱۲۷۸ھ، ۱۷۹۷ء / ۱۸۶۱ء مولانا سید کفایت علی مرادآبادی شہادت رمضان ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء سید عبدالجلیل علیگڈھی ش ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء مولانا امام بخش صہبائی، مفتی مظہر کریم دریا بادی م ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء وغیرہم فریضۂ احقاق حق و ابطالِ باطل انجام دے رہے تھے۔

برطانوی اقتدار کی للچائی نظریں بریلی پر تھیں۔ جنرل ہڈسن اور اس کے وظیفہ خوار حریت پسندوں کو ختم کرنے میں مصروف تھے۔ بریلی کا مورچہ جنرل بیدار بخت کے ہاتھ تھا۔ مجاہد کبیر مولانا رضا علی خاں بنفس نفیس اپنے تلامذہ اور مریدین کے ساتھ فریضۂ جہاد ادا کر رہے تھے۔ فرنگی افواج کو آگ و خون کا دریا عبور کرنا پڑ رہا تھا آپ کا آستانہ مجاہدین کی پناہ گاہ تھا۔ اور آپ کا گھر گھوڑوں کا اصطبل اور حریت پسندوں کا لنگر خانہ تھا۔[۳]

---

[۱] حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو "حیات طیبہ" مرزا حیرت دہلوی، مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۲۹۶

[۲] اردو کے مشہور انشاء پرداز عبدالماجد دریا بادی اپنے حقیقی دادا مفتی مظہر کریم دریا بادی کے حالات میں لکھتے ہیں۔ "ان پر مقدمہ اس کا چلا کر ان کے شہر شاہجہاں پور میں باغیوں کی کمیٹی انھیں کے مکان پر ہوتی تھی ——— ۹ رسال کی سزا عبور دریائے شور کی سنادی گئی۔ کالے پانی جزیرہ انڈمان سے مشغلۂ علمی اور خوش چلنی کی بنا پر سات ہی سال میں مدت اسیری ختم کرکے ۱۸۶۵ء وطن واپسی ہوئی۔ معتقدات میں ہم مسلک علمائے بدایوں کی سے۔ مراسلت بھی ان حضرات سے رہا کرتی تھی۔ "غایۃ المرام فی تحقیق المولود والقیام" کے عنوان سے ایک کتاب اپنے عزیز قریب کے نام سے محفل میلاد اور اس قیام تعظیمی کی حمایت و جواز میں چھپوائی۔ ایک کتاب کا مسودہ بھی "مناقب غوثیہ" کے نام سے پرانے کاغذات میں ملا۔" ملخصاً آپ بیتی ص ۲۸ - ۲۹

[۳] ماہنامہ "ترجمان اہل سنت" کراچی ۱۹۷۵ء جنگ آزادی نمبر ۱۸۵۷ء

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اپنے عروج پر تھی۔ برطانوی ہوس ملک گیری کی تلوار بے نیام تھی، حریت پسندوں کی تلاش اور اُن کی گردن زدنی دستورِ عام تھا۔ بھلا وہ مولانا رضا علیخاں مجاہد کبیر کو کیسے معاف کر سکتے تھے۔ چنانچہ برطانوی سپاہی حضرت کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے۔ مکان کا گوشہ گوشہ چھان مارا یہانتک کہ وہ حضرت کی اصلی والی مسجد محلہ ذخیرہ میں گھس پڑے، جہاں حضرت معروفِ عبادت تھے۔ نامراد سپاہی جانِ مراد تک پہنچ کر بھی نامراد رہے اور حضرت کو نہ دیکھ سکے۔ [لہ]

۲ رجمادی الاول ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء کو آپ نے وصال فرمایا۔ آپ کا مزار سٹی قبرستان بریلی میں زیارت گاہ عام ہے۔

خاتم المحققین مولانا نقی علیخاں

۳۰ رجمادی الآخر یا یکم رجب ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء کو اصلی والی مسجد سے متصل محلہ ذخیرہ بریلی میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد گرامی قدر قدوۃ الواصلین مولانا رضا علی خاں سے تمام علوم و فنون حاصل کئے۔ بہت جلد فضل و کمال کے بلند و بالا منصب پر پہونچکر اطراف و اکناف میں مشہور و معروف ہو گئے۔ درس و تدریس تصنیف تالیف کے علاوہ علم و عمل فکر و نظر فہم و فراست میں بے نظیر تھے۔ مزید برآں سخاوت شجاعت غرباء سے محبت، حکام سے نفور، خلوت و جلوت میں اتباع سنت، امور دینی میں استقامت آپ کی زندگی کا بڑا روشن پہلو ہے پھر عشق رسول اور سرکوبی اعدائے دین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ کا سرمایۂ زندگی تھا۔ ان فضائل و محاسن کے علاوہ

لہ مولانا ظفر الدین بہاری حیات اعلیحضرت جلد اول ص ۵

یہ آپ ہی کی ذات کا طغرائے امتیاز ہے کہ آپ نے اپنے ولد اسعد احمد رضا خاں کی ایسی تعلیم و تربیت فرمائی کہ چودھویں صدی کو ایک بے مثال عالم سنت اور مجدد دین و ملت میسر آیا۔ آپ اپنے خاندان میں سلطان عقل مشہور ہوگئے اور اہلیہ محترمہ وزیر عقل کہلائیں۔ [1]

۵ رجمادی الاول ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء کو حضرت تاج الفحول مولانا عبد القادر بدایونی ۱۲۵۳ھ/ ۱۳۱۹ھ کی معیت میں مارہرہ مقدسہ پہنچکر حضرت سیدی شاہ آل رسول ۱۲۰۹ھ/ ۱۲۹۶ھ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ حضرت پیر و مرشد نے اسی مجلس بیعت میں آپکو خلافت دی۔ اور تمام سلاسل عالیہ کی اجازت سے مشرف فرمایا۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ اسی مجلس میں آپ کے ساتھ ہی آپ کے نامور صاحبزادہ احمد رضا خاں بیعت و خلافت و اجازت سے سرفراز ہوگئے۔

۲۶ رشوال المکرم ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء کو اپنی شدت علالت اور ضعف قوت کے باوجود یہ کہکر "مدینہ طیبہ کے ارادے سے قدم دروازے سے باہر رکھوں پھر چاہے روح اسی وقت پرواز کر جائے" حج و زیارت کے لئے حرمین طیبین حاضر ہوئے۔ وہاں بھی حضرت اکمل الفضلاء علامہ سید زینی دحلان شیخ الحرم ۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۱ء و دیگر علمائے مکہ سے دوبارہ سند حدیث حاصل کی۔ اس سفر وسیلۂ ظفر میں بھی آپ کے صاحبزادے احمد رضا خاں کو آپ کی خدمت و معیت میں اکابر علمائے مکہ و مدینہ سے حدیث و تفسیر، فقہ اصول فقہ میں حصول اجازت کا شرف عطا ہوا۔ آپ بخیریت تمام اس سفر بہجت اثر سے مراجعت فرمائے بریلی ہوگئے۔

دین متین کی تائید میں آپ کی تمام تصانیف یادگار ہیں۔ جن کی تعداد تقریباً ۳۰ رہے۔ جن میں پچیس کتب بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ [2]

آخر وہ وقت سعید آپہونچا کہ جب عشاق بڑی خوشی سے اپنی جان جان آفریں کے

---

[1] مولانا حسنین رضا خاں، سیرت اعلیٰحضرت ص ۵۱

[2] محمد نقی علی خان، جواہر البیان فی اسرار الارکان۔ حالات مصنف از امام احمد رضا خاں ص ۲۰۷

سپرد کر دیتے ہیں۔ جمعرات کا دن ظہر کا وقت آخری ذی قعدہ ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء کو ۵۱ سال کی عمر میں آپ نے وصال فرمایا۔ اور شب جمعہ اپنے والد کے آغوش سٹی قبرستان بریلی میں آرام فرمایا۔

اُن کے فرزند عالیشان امام احمد رضا خاں نے ولادت و وفات کی بہت سی تاریخیں کہی ہیں۔ جن میں بعض تواریخ ولادت "جاء ولی نقی الثیاب علی الشان" (۱۲۴۶ھ)، "هو اجل محقق الا فاضل" (۱۲۴۶ھ) سے آپ کی شان تقوی و طہارت، سخاوت و شجاعت اور علم و فضل کی مہارت کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض تواریخ وفات "امین اللہ فی الارض ابداً" (۱۲۹۷ھ) "ان موتۃ العالِم موتۃ العالَم" (۱۲۹۷ھ) سے حدیثِ بشارت کے مطابق آپ کی امانت و دیانت علمی منصب و وسعت کا اندازہ ہوتا ہے

امام احمد رضا کی سوانح زندگانی انہیں کی زبانی

ولادت

۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو ہوئی [۱]

الملفوظ جلد اول ص ۱۵

آثار کرامت

"میں اپنی مسجد کے سامنے کھڑا تھا، اسوقت میری عمر ساڑھے تین سال کی ہوگی۔ ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں ملبوس جلوہ فرما ہوئے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں۔ انھوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی میں نے فصیح عربی میں اُن سے گفتگو کی"۔

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۲۲

انداز تعلیم

میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا، جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیتا۔ جب سبق سنتے تو حرف بحرف لفظ بلفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے۔ ایک دن مجھ سے فرمانے لگے کہ احمد میاں! یہ تو کہو کہ تم آدمی ہو یا فرشتہ کہ مجھکو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی!؟

حیات اعلیحضرت جلد اول ص ۳۲

---

[۱] سوانح نگار حضرات آپکے مولد اور مسقط الراس کا صحیح تعین نہیں کر سکے ہیں۔ آپ ذخیرہ کی بزریا ملی والی مسجد کے متصل اپنے آبائی مکان میں پیدا ہوئے۔ راقم الحروف کے نام حضرت شمس بریلوی کا گرامی نامہ

سن فراغت

میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں شمار ہونے لگا اور یہ واقعہ نصف شعبان ۱۸۶۹ء/۱۲۸۶ھ کا ہے۔ اسوقت میں تیرہ سال دس ماہ پانچ دن کا تھا۔ اسی روز مجھ پر نماز فرض ہوئی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہوئے۔ اور یہ حسن فال ہے کہ میری تاریخ فراغت لفظ "غفور" (۱۲۸۶ھ) اور زبر و بینہ میں لفظ "تعویذ" (۱۲۸۶ھ) میں ہے۔ جیسا کہ میری تاریخ ولادت "المختار" میں ہے۔

الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیہ ص ۳۱۹

مدت تربیت

رد وہابیہ اور افتاء، یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے۔ ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ میں بھی ایک حاذق طبیب کے مطب میں سات برس بیٹھا۔ مجھے وہ وقت، وہ دن، وہ جگہ، وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔

الملفوظ جلد اول ص ۱۰۲، مطبوعہ رضوی کتب خانہ بریلی

اشواق واشغال

میرے وہ فنون جن کے ساتھ مجھے پوری دلچسپی حاصل ہے، جنکی محبت، عشق شیفتگی کی حد تک نصیب ہوئی ہے وہ تین ہیں اور تینوں بہت اچھے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلا، سب سے بہتر، سب سے اعلیٰ، سب سے قیمتی فن یہ ہے کہ رسولوں کے سردار (صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین) کی جناب پاک کی حمایت کے لئے اسوقت کمربستہ ہو جاتا ہوں جب کوئی کمینہ وہابی گستاخانہ کلام کے ساتھ آپ کی شان میں زبان دراز کرتا ہے، میرے پروردگار نے اُسے قبول فرما لیا تو وہ میرے لئے کافی ہے۔ مجھے اپنے رب کی رحمت سے امید ہے کہ وہ قبول فرمائیگا۔ کیونکہ اس کا ارشاد ہے کہ میرا بندہ میری بابت جو گمان رکھتا ہے میں اُس کے

مطابق اس کے ساتھ معاملہ فرماتا ہوں۔

۲۔۔۔۔ پھر دوسرے نمبر پر وہابیوں کے علاوہ اُن تمام بدعتیوں کے عقائد باطلہ کا رد کر کے انہیں گزند پہنچاتا رہتا ہوں جو دین کے مدعی ہونے کے باوجود دین میں فساد ڈالتے رہتے ہیں۔

۳۔۔۔۔ پھر تیسرے نمبر پر بقدر طاعت مذہب حنفی کے مطابق فتویٰ تحریر کرتا ہوں وہ مذہب جو مضبوط بھی ہے اور واضح بھی۔ تو یہ تینوں میری پناہ گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں انہیں پر میرا بھروسہ ہے۔

ترجمہ الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ ص ۱۱۰، ۱۹۱۱ مطبوعہ بمبئی

شرف بیعت

میں روتا ہوا دوپہر کو سو گیا۔ حضرت جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور ایک صندوقچی عطا فرمائی اور فرمایا عنقریب آنے والا ہے وہ شخص جو تمہارے درد دل کی دوا کرے گا۔ دوسرے یا تیسرے روز حضرت مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ بدایوں سے تشریف لائے اور اپنے ساتھ مارہرہ شریف لے گئے۔ وہاں جا کر شاہ آل رسول مارہروی سے شرف بیعت حاصل کیا۔ الملفوظ ج ۳ ص ۸۹

پہلا حج

پہلی بار کی حاضری حضرات والدین ماجدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے ہمرکاب تھی اسوقت مجھے تیئسواں (۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء) سال تھا۔ الملفوظ جلد دوم ص ۲

پہلا فتوےٰ

بحمدہ تعالےٰ فقیر نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء ۱۳ برس کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا تھا۔

حیات اعلیحضرت جلد اول ص ۲۸۰

؎ متوفی ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء ؎ متوفی ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء

فتوٰی نویسی کی خدمت

۱۴ر شعبان ۱۳۳۶ھ کو اس فقیر کو فتاوٰی لکھتے ہوئے بحمدہٖ تعالےٰ پورے پچاس سال ہوں گے۔ (اور یہ سلسلہ یوم وصال ۱۳۴۰ھ پورے چون سال تک جاری رہا)

حیات اعلیٰ حضرت جلد اوّل ص ۲۸۰

دوسرا اور آخری حج

مدینہ طیبہ کی دوبارہ حاضری کے وقت (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) میری عمر اکیاون برس پانچ مہینے کی تھی۔ الملفوظ جلد دوم ص ۳۲

حرم مکہ میں امامت

مکہ کے جلیل علمائے حنفیہ مثل مولانا شیخ کمال مفتی حنفیہ و مولانا سید اسمٰعیل محافظ کتب حرم حنفی وقت پر اپنی جماعت کرتے۔ جس میں وہ اکابر اس فقیر کو امامت پر مجبور فرماتے۔ الملفوظ جلد اول ص ۳۸

ماں کی محبّت

چلتے وقت (حج کے لئے) جس لگن میں میں نے وضو کیا تھا، اس کا پانی میری واپسی تک نہ پھینکنے دیا کہ اس کے وضو کا پانی ہے۔ الملفوظ جلد ۲ ص ۴

اعداء اللہ سے نفرت

بحمداللہ تعالےٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور میرے بچوں کے بچوں کو بھی۔ بفضل تعالےٰ عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلادی گئی ہے۔

الملفوظ جلد ۳ ص ۸۰

مال سے محبّت کا معیار

الحمدللہ کہ میں نے مال من حیث المال سے کبھی محبت نہ رکھی۔ صرف انفاق فی سبیل اللہ کے لئے اس سے محبت ہے

الملفوظ جلد ۴ ص ۶۷

عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

بحمد اللہ اگر قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہو گا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دوسرے پر لکھا ہو گا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

الملفوظ جلد ۳ ص ۸۸

اپنی خبر رحلت

۳ رمضان ۱۳۳۹ھ ۱۰ مئی ۱۹۲۱ء انتقال سے چار ماہ ۲۲ دن قبل آپ نے اس آیت کریمہ سے "وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِآنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ" اپنی رحلت کی خبر دی۔ وصایا شریف ص ۱۲

پند و نصیحت کی آخری مجلس رشد و ہدایت

اے لوگو! تم پیارے مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو اور بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکائیں، تمہیں فتنہ میں ڈالدیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم لے جائیں۔ اُن سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی، رافضی نیچری، قادیانی، چکڑالوی یہ سب فرقے بھیڑیے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں۔ اُن کے حملوں سے ایمان کو بچاؤ۔ وصایا شریف

شہیدِ محبت کی دنیا سے رحلت

آپ نے وصیت نامہ تحریر کرایا۔ پھر خود ہی اُس پر عمل کرایا۔ وصال شریف کے تمام کام ارشاد کے مطابق گھڑی دیکھ کر انجام دیئے جاتے رہے۔ آپنے ایک بجکر ۴۴ منٹ پر وقت معلوم کیا۔ اور ارشاد فرمایا گھڑی کھلی سامنے رکھدو۔ پھر یکایک ارشاد فرمایا تصاویر ہٹا دو۔ حاضرین کو خیال ہوا یہاں تصاویر کا کیا کام! پھر ارشاد

فرمایا یہی کارڈ، لفافہ، روپیہ پیسہ۔ پھر اپنے صاحبزادے مولانا محمد حامد رضا خاں صاحب سے ارشاد فرمایا وضو کرآؤ قرآن عظیم لاؤ ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ دوسرے صاحبزادے مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب سے پھر ارشاد فرمایا۔ اب بیٹھے کیا کر رہے ہو سورۂ یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف کی تلاوت کرو۔ آپ نے دونوں سورتیں پوری توجہ سے سُنیں۔ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سُننے میں پوری نہ آئی یا سبقت زبان سے زیر وزبر میں اسوقت فرق ہوا خود تلاوت فرماکر بتادی۔ سفر کے وقت کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام وکمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں۔ پھر کلمہ طیبہ پورا پڑھا۔ جب اسکی طاقت نہ رہی اور سینے پر دم آیا۔ ادھر ہونٹوں کی حرکت و ذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرۂ مبارک پر ایک لمعہ نور کا چمکا۔ جس میں جنبش تھی۔ جس طرح آئینہ میں لمعانِ خورشید جنبش کرتا ہے۔ وہ جانِ نور جسم اطہر حضور سے ۲۵؍صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸؍اکتوبر ۱۹۲۱ء دو بجکر ۳۸؍منٹ پر ٹھیک نماز جمعہ کے وقت پرواز کر گئی۔ اِنّا للہ وانا الیہ راجعون۔ (وصایا شریف ص ۱۶ – ۱۷)

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

صبح نمود

حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں اسلامی مہینہ کی فصل بہار ربیع الاول ۱۲۹۲ھ ۱۸۷۵ء میں اپنے دادا خاتم المحققین مولانا نقی علی (م ۱۲۹۷ھ ۱۸۸۰ء) کے گھر بریلی یوپی (ہندوستان) میں پیدا ہو گئے۔

محمد ـــــ امام احمد رضا نے اپنے بڑے صاحبزادے کا نام حدیثی ارشاد کیمطابق محمد[1] رکھا اور بحساب حروف ابجد اسم "محمد" کے اعداد سے آپ کا سال ولادت ۱۲۹۲ھ ظاہر ہوا۔

حامد رضا ـــ پکارنے کے لئے "حامد رضا"[2] تجویز فرمایا۔

خان ـــــ نے حسب ونسب کی نشاندہی کی۔

بڑے مولانا ـــ عوام نے "بڑے مولانا"[3] کہکر خراج عقیدت پیش کیا۔

حجۃ الاسلام ـــ خواص نے حجۃ الاسلام کا لقب دیکر آپکے علم وفضل کا اقرار کیا۔

---

[1] نام وہ ہوں جن کے احادیث میں فضائل آئے ہیں۔ میرے اور میرے بھائیوں کے جتنے لڑکے پیدا ہوئے میں نے سب کا نام محمد رکھا۔ یہ اور بات ہے کہ یہی نام تاریخی بھی ہو جائے ـــ حامد رضا کا نام "محمد" ہے اور ان کی ولادت ۱۲۹۲ھ میں ہجری ہوئی ہے اور اس نام مبارک کے عدد بھی بانوے ہیں۔ (مفتی اعظم مصطفےٰ رضا خاں الملفوظ جلد اول ص ۲۶)

[2] عرف عام میں استعمال کے لئے حامد رضا تجویز کیا۔ اس کے اعداد بر وزن بیّنہ میں ۱۳۶۲ نکلتے ہیں۔ اور یہی حضرت حجۃ الاسلام کا سن وصال ہے۔ اللہ اللہ! کتنی شاندار کرامت ہے کہ امام احمد رضا نے جہاں اپنے صاحبزادے کے نام "محمد" (۹۲) سے ولادت کی خبر دی وہاں حامد رضا کہکر رحلت کی خبر بھی اسی دن دیدی۔ نیز اپنے وصال ۱۳۴۰ھ کی

(باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

عہد طفلی

آپ کی عمر صرف چھ سال کی تھی کہ آپ کے جد امجد مولانا نقی علی خاں کا انتقال ہو گیا۔ آپ پوتوں میں سب سے بڑے تھے اور اپنی دادی کا سب سے زیادہ لاڈ پیار پایا تھا۔ وہ اپنے ہونہار پوتے پر جان چھڑکتیں اور ہر وقت رئیس بنائے رکھتیں۔ حضرت مولانا حسنین رضا خاں (م ۱۴۰۱ھ، ۱۹۰۱ء) ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں (م ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء) جو خود بھی مولانا نقی علی خاں کے پوتے تھے، نے فرمایا کہ دادی مرحومہ کو اپنے بڑے پوتے سے ایک خاص لگاؤ تھا۔ ہر وقت رئیس بنائے رکھتیں لباس کے لئے نہایت عمدہ تنزیب کا انتخاب کیا جاتا اور ایک ایک انگرکھا چار چار روپے میں سلتا۔عہ

گھوڑ سواری سپہ گری کے لوازمات میں سے ہے۔ صاحب تذکرہ کے اجداد

(باقی حاشیہ صفحہ گذشتہ کا)

اطلاع دیکر اپنے صاحبزادے کی مدت جانشینی ۲۰ ۱۳ھ/۱۳۴۲ھ کا اعلان بھی فرمادیا۔
(ملخصاً فقیہ عصر مولانا مفتی اعجاز ولی خاں رضوی رضائے مصطفےٰ حجۃ الاسلام نمبر ص)

ـــہ صاحب تذکرہ کا عنفوانِ شباب تھا۔ آپ کے والد گرامی وقار امام احمد رضا سے ایک اسمٰعیل نامی وہابی آمادۂ بحث تھا۔ آپ نے اپنے والد سے گفتگو کی اجازت طلب کی اور وہابی مذکور کو خاموش کر دیا۔ اس پر امام احمد رضا نے اپنے کمسن مگر فاضل صاحبزادے حامد رضا کو بڑے مولانا کہہ کر خطاب فرمایا۔ یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ اہل سنت بریلی کے حلقہ میں بڑے مولانا سے صاحب تذکرہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ہی کی ذات سمجھی جاتی ہے۔ راقم الحروف سے حضرت الحاج مولانا تقدس علی خاں رضوی فرزند نسبتی صاحب تذکرہ کا ارشاد۔

عہ راقم الحروف کے پاس حضرت مولانا حسنین رضا خاں برادر زادہ و تلمیذ امام احمد رضا قدس سرہما کا ارشاد ٹیپ میں محفوظ ہے۔

میں پشتوں سے سپہ گری رہی ہے۔ غالباً اسی کا اثر تھا کہ آپ بچپن ہی سے گھوڑ سواری کے شوقین تھے۔ اور آپ کے اس شوق میں دادی کے لاڈ کا بھی خاصا دخل تھا۔ اگر دروازے پر کوئی بیچا ہوا گھوڑا آ جاتا تو گھوڑے والے کو منھ مانگی قیمت دیکر دادی صاحبہ اپنے پوتے کے شوق کو پورا فرما دیتیں ؏ تربیت کے اس مرحلہ میں بھی اجداد کی فطری شجاعت اور سپاہیانہ مہارت کا خاص خیال رکھا گیا دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جسمانی ورزش بھی ہوتی رہتی۔ زمینداری کی دیکھ بھال کے لئے جہاں بینی اور جہانگیری صلاحیتیں بھی پیدا کر دی گئیں۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام کو عہد طفلی ہی میں وہ ماحول دیدیا گیا کہ آپ اپنے سلف کے خلف نامدار قرار پائے۔

تعلیم و تربیت

حضرت حجۃ الاسلام کی ولادت کا سال ۱۲۹۲ھ آپ کے والد گرامی قدر امام احمد رضا کی عمر کا بیسواں سال تھا۔ علم و فضل کا آفتاب روشن تھا۔ تجدیدی کام کا آغاز ہو چکا تھا۔ ملت اسلامیہ اہل سنت میں آپ کو عالم سنت کے نام سے جانا پہچانا جا تا رہا تھا۔ امام احمد رضا کے پیرو مرشد سید آل رسول (م ۱۲۹۷ھ ۱۸۷۹ء) اور والد ذیشان مولانا نقی علیخاں بقید حیات تھے۔ مارہرہ مقدسہ اور بریلی شریف میں طریقت و شریعت کا مہتاب نصف النہار پر تھا۔ اس کی روشنی میں سارا برصغیر جگمگا رہا تھا۔ اسی روشن ماحول میں حجۃ الاسلام کا عہدِ طفلی شروع ہوا۔ آپ کو

؏ راقم الحروف کے پاس حضرت مولانا حسنین رضا خاں برادرزادہ و تلمیذ امام احمد رضا قدس سرہا کا ارشاد ٹیپ میں محفوظ ہے۔

اپنے عظیم دادا کا فیضان، پیر و مرشد ابوالحسین احمد نوری (م ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) کا اتفاق اور نامور باپ کا شہرۂ آفاق ایمان میسر آیا۔ ہوش کی آنکھیں کھلیں تو ہر طرف کتاب و سنت کی حکمرانی نظر آئی۔ فقہ حنفی کا سکہ چلتا ہوا دیکھا۔ دین متین کی حمایت اور اس کے رسول کے دشمنوں کی عداوت میں اپنے اب وجد کو یکتائے روزگار پایا۔

یہ حقیقت بھی اس خاندان میں باپ دادا سے طرۂ امتیاز رہی ہے کہ مولانا محمد رضا علی (م ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء) نے اپنے بیٹے محمد نقی علی خاں کو خود پڑھایا۔ اور بالکل اسی طرح انہوں نے اپنے فرزند ارجمند احمد رضا کو نہ صرف خود پڑھایا بلکہ ایسی تربیت دی کہ شاید باید .... پھر اس سلسلہ زریں کا آغاز تو اس برکوچک (ہند پاک) میں ۱۷۴۹ء سے ہوتا ہے۔

دنیا میں خاندانوں اور نسلوں کو یہ سعادت بہت کم نصیب ہوتی ہے کہ برسہا برس تک ایک ہی نسل اور ایک ہی خاندان میں علم وفضل جاری رہے اور دس نسلوں کے تسلسل میں اس زنجیر کی کوئی کڑی نہ ٹوٹے۔ سعید اللہ خاں سے کاظم علی خاں اور رضا علی خاں سے امام احمد رضا خاں وابنائے امام احمد رضا محمد حامد رضا خاں، محمد مصطفےٰ رضا خاں ونبیرۂ اکبر محمد ابراہیم رضا خاں ونبیرۂ اکبر حامد رضا محمد ریحان رضا خاں تک علم وفضل کا یہ دریا بغیر رکے بہتا رہا۔ اور کبھی ایسا نہ ہوا کہ ان گلہائے فضل وکمال کے رنگ وبو میں کوئی کمی ہو جاتی۔ یہ نہیں بلکہ ان میں سے ہر فرد اپنے عہد کی تاریخ کے صفحات پر اپنا ایک بہتر نقش چھوڑ گیا ؎

وفی روح العلی حامد رضا من ٭ غراس جدوۃ الغصن الجدید

اور بلندی کے عظیم درختوں میں حامد رضا ٭ اپنے اجداد کرام کے نہال سے شاخ تازہ

آبا و اجداد کی شاندار روایات کے مطابق حضرت حجۃ الاسلام نے تمام کتابیں اپنے نابغہ روزگار والد امام احمد رضا خاں سے پڑھیں۔ اور اپنے معاصرین میں

لہ قصیدہ آمال الابرار وآلام الاشرار ص ۱۲

یہ امتیاز پایا کہ صرف ۱۹ سال کی عمر ۱۳۱۱ھ م ۱۸۹۴ء میں فارغ التحصیل ہو گئے [1]

طالب علمی کے زمانے میں شب و روز اسباق کا مطالعہ اور مذاکرہ پر زور دیا جاتا۔ امام احمد رضا کبھی کبھی اپنے صاحبزادے پر تادیباً سختی بھی فرماتے یہاں تک کہ دادی کا پیار آڑے آجاتا اور اس مرحلہ میں خود امام احمد رضا اپنی والدۂ محترمہ کے حضور جھک کر بصد سعادت اُن کی ساری سختی برداشت کر لیتے [2]

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی

گرصاحبزادے (حجۃ الاسلام) کی تعلیم و تربیت میں کوئی فرق نہ آیا۔ یہی وجہ ہے کہ پڑھنے کے زمانے ہی میں آپ نے درسیات کی امہات کتب، خیالی، توضیح تلویح، ہدایہ اخیرین، بیضاوی، صحیح بخاری پر حواشی لکھ کر اپنے والد ذیشان کے زمانۂ تعلیم کی یاد تازہ کر دی [3] اور خود امام احمد رضا نے "مقال الولد الاعز" لکھ کر اپنے متعلم فاضل صاحبزادے کی تحسین فرما دی [4]

اپنے آباء و اجداد کا یہ شاخ تازہ (حجۃ الاسلام) جب سدا بہار ہوا تو امام احمد رضا نے جہاں "بڑے مولانا" کہہ کر اُن کی ہمت افزائی فرمائی، وہیں اکابر خلفا کی موجودگی میں یہ فرما کر " ان جیسا عالم اودھ میں نہیں [5] " "حامد منی وانا

---

[1] پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد۔ حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی ص ۲۱۲

[2] مولانا حسنین رضا خاں، سیرت اعلیحضرت مع کرامات ص ۹۱

[3] حاشیہ نویسی کا سلسلہ زمانہ طالب علمی سے اب تک جاری ہے۔ کیونکہ اس وقت میرا یہ دستور رہا کہ جب کوئی کتاب پڑھی اگر وہ میری ملک میں ہے تو اس پر حواشی لکھ دیے اگر اعتراض ہو سکتا ہے تو اعتراض لکھ دیا اور اگر مضمون پیچیدہ ہے تو اس کی پیچیدگی دور کر دی [الخ]
الاجازات المتینہ ص ۱۵۶

[4] عنایت محمد خاں غوری۔ سند مسند جانشینی ص ۲ [5] راقم الحروف سے شاہ محمد عثمان اللہ قادری (م ۱۳۹۹ھ م ۱۹۷۹ء) کی اپنے والد خلیفہ امام احمد رضا شاہ محمد حبیب اللہ قادری (م ۱۳۶۷ھ م ۱۹۴۷ء) کی روایت۔

من حامدیٰ" (حامد مجھ سے اور میں حامد سے ہوں) کی تصدیق کردی۔

مدتِ تربیت

اس خاندان میں بزرگوں ہی سے تربیت کا یہ انداز رہا ہے کہ دورسیات کی تکمیل کے بعد ۱۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وعظمت کی حمایت۔ ۲۔ فرقۂ باطلہ کی تردید واہانت۔ ۳۔ فقہ حنفی کے مطابق فتویٰ نویسی بقدر طاقت کی مشق برسوں کرائی جاتی ہے۔

بالکل اسی نہج پر حضرت حجۃ الاسلام کی تربیت کی گئی۔ فراغت کے بعد ہی ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۵ء سے اپنے عم محترم[1] حضرت حسن بریلوی کے وصال ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء تک اپنے والدِ ماجد امام احمد رضا کی خدمت وصحبت میں تربیت کے مراحل سے گذرتے رہے ان سالوں میں آپنے مضامین بھی لکھے۔ استفتاء کے جوابات بھی دیئے اور تصنیف وتالیف کا کام بھی جاری رہا۔

تیرہویں صدی کے آخر اور چودہویں صدی کے شروع میں وہابیت ملت اسلامیہ اہلسنت کے سینے پر ایک ناسور بنکر ابھری اور پورے ہندوستان میں پھیل گئی۔ علمائے حق نے عمل جراحی سے کام لیا اور اس متعدی مرض کے خاتمے کی پوری سعی کی۔ چودہویں صدی کا مقبول ماہنامہ "تحفۂ حنفیہ" (مخزنِ تحقیق) جہاں ابوالکلام آزاد (م ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء) کے والد گرامی مولانا خیرالدین (م ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۸ء) پیش امام ٹیپو مسجد کلکتہ سے تردید وہابیہ کے لئے خصوصی التماس کرتا ہے، وہاں حضرت حسن[2] بریلوی کی وساطت سے فاضل نوجوان محمد حامد رضا خاں کو بھی مضامین کیلئے متوجہ کرتا ہے

---

[1] امام احمد رضا، الاستمداد ص ۷۰

[2] مولانا حسنین رضا خاں سیرتِ اعلیحضرت مع کرامات ص ۱۱۹ [3] ماہنامہ تحفۂ حنفیہ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۵ھ ص ۹

آپ کے نام کی صوری ومعنوی نادر المثال مہر کی تاریخ ۱۳۱۲ھ سے پتہ چلتا ہے کہ امام احمد رضا نے اسی سال اپنے لائق بیٹے حامد رضا کو کار افتاء کے لیے تیار کر دیا تھا۔ آپ کے مضامین اور تصدیقات کا انداز اپنے والد گرامی وقار کی طرح محققانہ تھا۔ فتاویٰ ہوں یا تصانیف۔ آپ ان کی صرف تصدیق نہیں فرماتے بلکہ اپنی تقریظ وتمہید سے کتاب اور صاحب کتاب کو چار چاند لگا دیتے اور تقریظ وتمہید اردو ہی نہیں بلکہ عربی کی شستہ اور رواں نثر ونظم میں ہوتی۔ اور ایسی کہ عرب کے فصحاء وبلغاء پڑھتے، آنکھوں سے لگاتے اور اسکو عربی کا شاہکار قرار دیتے۔ اس پر امام احمد رضا اور دوسرے افاضل علماء کی تصانیف جن پر حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کی تصدیقات ہیں شاہد ہیں۔

خاندانِ رضا کی مدت فتویٰ نویسی

حضرت حجۃ الاسلام کی پچاس سالہ ۱۳۱۲ھ ۱۳۶۲ھ فتوے نویسی کی مدت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اس فن میں امام احمد رضا کی نیابت کی ہے۔ اگرچہ دوسرے دینی امور کی مصروفیات میں سارے فتاویٰ کی نقل کا اہتمام نہ ہو سکا۔ مگر پھر بھی آپ کا مجموعۂ فتاویٰ قلمی اور مجموعہ تصانیف اس سلسلہ کی بہترین یادگار ہے۔

خاندان رضا کی مدت فتویٰ نویسی کا مندرجہ ذیل جائزہ ایمان اور یقین کی آنکھوں کو روشن کرتا ہے۔

جد امجد مولانا رضا علیخاں کی فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۲۴۶ھ ۱۸۳۱ء انجام ۱۲۸۲ھ ۱۸۶۵ء

امام احمد رضا ، ، ، ، ، ، ۱۲۸۶ھ ۱۸۶۹ء ، ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں ، ، ، ، ، ، ۱۳۱۲ھ ۱۸۹۵ء ، ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء

مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں ، ، ، ، ، ، ۱۳۲۸ھ ۱۹۱۰ء ، ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۱ء

بحمدہٖ تعالےٰ یہ سلسلہ زریں جس کی مدت ۱۹۰۸ھ/۱۹۸۸ء تک ۸۱ سال ہوتی ہے اب بھی خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ بریلی سے مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری زید مجدہٗ فتویٰ نویسی اور دینی کتب کی تصنیفی خدمات بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔

حجۃ الاسلام کا ایک معرکۃ الآرا تاریخی فتویٰ ماہنامہ تحفہ حنفیہ عظیم آباد پٹنہ رجب المرجب ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں "فتویٰ عالم ربانی بر وسوسہ خرافات قادیانی" کے عنوان سے شائع کیا گیا۔ اور پھر رضوی پریس بریلی میں چھپ کر بعنوان تاریخی "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" شائع ہوا۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ اس کتاب کا مصنف اس کی تصنیف کے وقت صرف ۲۳ سال کا فاضل نوجوان تھا۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی (م ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) جس کی تردید میں یہ پہلی علمی کوشش تھی، زندہ تھا۔

اس وقت نہ صرف صاحب تذکرہ اپنی عمر کے اعتبار سے جوان سال تھا بلکہ آپ کا تصنیفی تحریری علمی آفتاب بھی نصف النہار پر تھا۔ امام احمد رضا اور دیگر علمائے محققین کی تصنیفات پر آپ کی عربی میں تصدیقات اس پر شاہد ہیں کہ حضرت حجۃ الاسلام کے تاریخی فتویٰ کی اہمیت کا اندازہ اس سے اچھی طرح کیا جا سکتا ہے کہ امام احمد رضا کی خدمت میں قادیانی دجال کے دعاوی سے متعلق امرتسر سے سوالات آئے تو آپ نے اپنا تاریخی جواب بنام "السوء والعقاب علی المسیح الکذاب" (۱۳۲۰ھ) تحریر فرماتے ہوئے صاحب تذکرہ اور ان کے تاریخی جواب کی تحسین و تصدیق اس طرح کی۔

> پہلے اس ادعائے کاذب کی نسبت سہارنپور سے سوال آیا تھا جس کا مبسوط جواب ولد اعز فاضل نوجوان مولوی محمد حامد رضا خاں حفظہ اللہ تعالےٰ نے لکھا اور بنام تاریخی "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" (۱۳۱۵ھ) مسمّٰی کیا۔ یہ رسالہ حامی سنن ماحی فتن ندوی شکن مکرمنا قاضی عبدالوحید صاحب حنفی فردوسی حمیلن عن الفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ "تحفہ حنفیہ" میں کہ عظیم آباد سے

ماہوار شائع ہوتا ہے، میں طبع فرمادیا۔

اب ہم مذکورہ بالا فتوی کے مقدمات کا نہایت اختصار کے ساتھ جائزہ لیتے ہیں جو ہر زمانہ میں حق و باطل کی پہچان کا بہترین معیار ہیں۔ حضرت حجۃ الاسلام نے تحریر فرمایا۔

" مسلمانو! میں تمہیں سہل پہچان گمراہوں کی بتاتا ہوں جو خود قرآن مجید اور حدیث حمید میں ارشاد ہوئی۔ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم اتارا تبیانا لکل شیئ جس میں ہر چیز کا روشن بیان تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو مگر ساتھ ہی فرمایا وما یعقلہا الا العٰلمون اس کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو۔ اسلئے فرماتا ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون علم والوں سے پوچھو اگر تم نہ جانتے ہو۔ اور پھر یہی نہیں کہ علم والے آپ سے آپ کتاب اللہ سمجھ لینے پر قادر ہوں نہیں بلکہ اس کے متصل ہی فرمادیا وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم۔ اے نبی ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لئے اتارا کہ تو لوگوں سے شرح بیان فرمائے اس چیز کی جو ان کی طرف اتاری گئی اللہ اللہ قرآن عظیم کے لطائف و نکات منتہی نہ ہوں گے۔ ان دو آیتوں کے اتصال سے رب العلمین نے ترتیب وار سلسلۂ فہم کلام الٰہی کا انتظام فرمادیا کہ اے جاہلو! تم کلام علماء کیطرف رجوع کرو اور اے عالمو! تم ہمارے رسول کا کلام دیکھو تو ہمارا کلام کچھ سمجھ میں آئے غرض ہم پر تقلید ائمہ واجب فرمائی اور ائمہ پر تقلید رسول اور رسول پر تقلید قرآن وللہ الحجۃ البالغۃ والحمد للہ رب العلمین۔

امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی نے کتاب مستطاب میزان الشریعت

الکبریٰ میں اس معنیٰ کو جابجا تفصیل تام بیان فرمایا۔ ازاں جملہ فرماتے ہیں۔ لولا انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصل بشریعتہ ما اجمل فی القراٰن بقی القراٰن علی اجمالہ کما ان الائمۃ المجتہدین لو لم یفصلوا ما اجمل فی السنۃ لبقت السنۃ علی اجمالھا وھکذا الی عصرنا ھٰذا۔ یعنی اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے شریعت سے مجملات قرآن عظیم کی تفصیل نہ فرماتے تو قرآن یونہی مجمل رہتا اور اگر ائمہ مجتہدین مجملات حدیث کی تفصیل نہ کرتے تو حدیث یونہی مجمل رہتی اور اسی طرح ہمارے زمانے تک کہ کلام ائمہ کی علماء مابعد شرح نہ فرماتے تو ہم اُسے سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتے تو یہ سلسلۂ ہدایت رب العزت کا قائم فرمایا ہوا ہے جو اُسے توڑنا چاہتا ہے وہ ہدایت نہیں چاہتا بلکہ صریح ضلالت کی راہ چل رہا ہے۔ اسی لئے قرآن عظیم کی نسبت فرمایا۔ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا۔ اللہ تعالےٰ اسی قرآن سے بہتیروں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو سیدھی راہ عطا فرماتا ہے۔ جو سلسلے سے چلتے ہیں بفضلہٖ تعالےٰ پاتے ہیں اور جو سلسلہ توڑ کر اپنی ناقص اور اوندھی سمجھ کے بھروسے قرآن مجید سے بذاتِ خود مطلب نکالنا چاہتے ہیں چاہِ ضلالت میں گرتے ہیں۔ اسی لئے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ سَیَاْتِیْ نَاسٌ یُجَادِلُوْنَکُمْ بِشُبُہَاتِ الْقُرْاٰنِ فَخُذُوْھُمْ بِالسُّنَنِ فَاِنَّ اَصْحَابَ السُّنَنِ اَعْلَمُ بِکِتَابِ اللہِ۔ قریب ہے کہ کچھ لوگ آئیں جو تم سے قرآن عظیم کے متشابہ کلمات سے جھگڑیں گے تم انھیں حدیثوں سے پکڑو کہ حدیث والے قرآن کو خوب جانتے ہیں (رواہ الدارمی ونصر المقدسی

فی الحجۃ واللکائی فی السنۃ وابن عبد البر فی العلم وابن ابی زمنین فی اصول السنۃ والدارقطنی والاصبہانی فی الحجۃ وابن النجار) اسی لئے امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ الحدیث مضلۃ الا الفقہاء حدیث گمراہ کر دینے والی ہے مگر ائمہ مجتہدین کو تو وجہ یہی ہے کہ قرآن مجمل ہے۔ جسکی توضیح حدیث نے فرمائی اور حدیث مجمل ہے جس کی تشریح ائمہ مجتہدین نے کر دکھائی تو جو ائمہ کا دامن چھوڑ کر خود قرآن و حدیث سے اخذ کرنا چاہے بہکے گا اور جو حدیث چھوڑ کر قرآن مجید سے لینا چاہے وادی ضلالت میں پیاسا مرے گا۔ تو خوب کان کھول کر سن لو اور لوح دل پر نقش کر رکھو کہ جسے کہتا سنو ہم اماموں کا قول نہیں جانتے ہمیں خود قرآن و حدیث چاہیئے تو جان لو یہ گمراہ ہے اور جسے کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے ہمیں صرف قرآن درکار ہے سمجھ لو یہ بددین دین خدا کا بدخواہ ہے۔ پہلا فرقہ قرآن عظیم کی پہلی آیت فاسئلوا اھل الذکر کا مخالف اور دوسرا طائفہ قرآن عظیم کی دوسری آیت لتبین للناس ما نُزِّلَ اِلَیْھِمْ کا منکر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے فرقہ مخذولہ کا رد اس حدیث میں فرمایا ——— الا سألوا اذ لم یعلموا فانما شفاء العی السوال کیوں نہ پوچھا جب جانتے نہ تھے کہ بیمار کی دوا تو پوچھنا ہے (رواہ ابوداؤد عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما) اور دوسرے طائفہ ملعونہ کا رد اس حدیث میں فرمایا کہ فرماتے ہیں۔ الا انی اوتیت القران ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذا القران فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ۔ وان ما حرم رسول اللہ

کما حرم اللہ۔ جس کو مجھے قرآن عطا ہوا اور قرآن کے ساتھ اس کا مثل خبردار نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا کہے یہی قرآن لئے رہو اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جسے حرام پاؤ اسے حرام جانو۔ حالانکہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کی وہ اسی کے مثل ہے جیسے اللہ نے حرام فرمایا (رواہ الائمۃ احمد والدارمی وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ عن المقدام بن معدیکرب ونحوہ عندھم ما خلا الدارمی وعند البیہقی فی الدلائل عن ابی رافع وعند ابی داؤد عن العرباض بن ساریۃ رضی اللہ عنہم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق اس زمانۂ فساد میں ایک تو پیٹ بھرے بے فکر نیچری حضرات تھے جنہوں نے حدیثوں کو یکسر ردی کر دیا اور بر ورد زبان صرف قرآن عظیم پر دار ومدار رکھا حالانکہ وہ واللہ قرآن کے دشمن اور قرآن ان کا دشمن وہ قرآن کو بدلنا چاہتے ہیں اور مراد الٰہی کے خلاف اپنی ہوائے نفس کے موافق اس کے معنی گڑھنا۔

اب دوسرے یہ حضرات نئے فیشن کے مسیحی اس انوکھی آن والے پیدا ہوئے کہ ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہیے جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے۔ تو بات کیا ہے یہ دونوں گمراہ طائفے دل میں خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں ان کا ٹھکانہ نہیں؛ حضور کی روشن حدیثیں ان کے مردود خیالات کے صاف پرزے پارچے بکھیر رہی ہیں۔ اسی لئے اپنی بگڑتی بنانے کو پہلے ہی دروازہ بند کرتے ہیں کہ ہمیں صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہیے جس میں عوام بے چاروں کے سامنے

اپنے سے لگنے لگانے کی گنجائش ہو مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک نہ سنو اور جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو، اگر اس میں ایں وآں نکالیں تم ائمہ کا دامن پکڑو۔ اس تیسرے درجے پر آکر حق وباطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اڑایا ہوا سارا غبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دھل جائیگا۔ اس وقت یہ ضال مضل لا کئے بھاگتے نظر آئیں گے۔ کانھم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ اوّل تو حدیثوں ہی کے آگے انہیں کچھ نہ بنے گی صاف منکر ہو بیٹھیں گے اور وہاں کچھ چون وچرا کی تو ارشادات ائمہ معانی حدیث کو ایسا روشن کردیں گے کہ پھر انہیں یہ کہتے بن آئے گی کہ ہم حدیث کو نہیں جانتے یا ہم اماموں کو نہیں مانتے۔ اسوقت معلوم ہوجائے گا کہ ان کا امام ابلیس لعین ہے جو انہیں لئے پھرتا ہے اور قرآن وحدیث اور ائمہ کے ارشادات پر جمنے نہیں دیتا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ نفیس و جلیل فائدہ ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھو کہ ہر جگہ کام آئیگا اور باذن اللہ تعالےٰ ہزاروں گمراہیوں سے بچائے گا۔"

یہ واقعہ ہے کہ ۳۰ رجون ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور اس سلسلہ میں علماء نے جو سعی فرمائی اس کا آغاز بہت پہلے حضرت حجۃ الاسلام کی مندرجہ بالا تاریخی تصنیف سے ۱۳۱۵ھ ۱۸۹۸ء میں ہوا۔

جلسہ "دربارِ حق و ہدایت" میں

۱۸ــــــــــ ء ــــــــــ۱۳

حجۃ الاسلام کی شرکت

حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری فاتح بہار کا یہ عظیم فیضان اور روحانی تصرف تھا کہ بہار کی راجدھانی پٹنہ میں آپ ہی کے صاحب سجادہ حضرت مخدوم الملت والدین مولانا شاہ امین احمد صاحب بہار شریف کے زیرِ سرپرستی اور آپ ہی کے ایک فردوسی غلام قاضی محمد وحید الدین[1] صاحب فردوسی مہتمم مدرسہ "ابرکرم اہلِ سنت" و منتظم ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ کے زیرِ اہتمام ساتویں رجب سے تیرہویں رجب ۱۳۱۸ھ تک مطابق یکم نومبر سے ساتویں نومبر ۱۹۰۰ء تک وہ فقید المثال جلسہ ہوا جس میں صرف علماء اور مشائخ کی تعداد سو سے زائد تھی۔ اس میں بر کوچک کے اکابر علماء و اعاظم مشائخ جیسے حضرت تاج الفحول مولانا عبد القادر بدایونی مجدد دین و ملت اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی، مولانا سید اسمٰعیل حسن شاہ صاحب

---

[1] ندوۃ العلماء کے مفاسد کا سب سے زیادہ نوٹس امام احمد رضا فاضل بریلوی اور تاج الفحول مولانا عبد القادر بدایونی نے لیا اور اس کی تردید میں سب سے زیادہ مالی اور اشاعتی تعاون قاضی محمد عبد الوحید صاحب (م ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) نے کیا۔

اصلاح ندوہ کا سب سے بڑا ہندوستان گیر مظاہرہ حضرت مولانا شاہ امین احمد صاحب فردوسی سجادہ نشین بہار شریف کے زیرِ صدارت ۱۴ر ۱۵ر ۱۶ر رجب ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۰ر ۱۱ر ۱۲ر نومبر ۱۹۰۰ء کو عظیم آباد پٹنہ جلسۂ ندوہ میں ہوا۔ اس کے تمام اخراجات حامی سنن ماحی فتن ندوہ شکن ندوی فگن قاضی عبد الوحید صاحب فردوسی نے خود برداشت کئے عہ

سرسید احمد خاں کے دور میں یہ فتویٰ کہ انگریزی پڑھنا حرام ہے قاضی صاحب نے انگریزی پڑھا

(باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

مارہرہ شریف، استاد العلما مولانا ہدایت اللہ خاں صاحب جونپوری، رئیس المحدثین مولانا وصی احمد محدث سورتی، مولانا ظہور الحسن صاحب فاروقی رامپوری، مولینا سید شاہ محمد فاخر صاحب الہ آبادی، مولانا عبد السلام صاحب جبلپوری وغیرہم نے شرکت فرمائی۔

یہ جلسہ تحریک ندوہ کے غیر اسلامی اقوال وافعال کی اصلاح اور "قومی نظریہ" پر قرآن وحدیث کی روشنی میں خطابت کے اعتبار سے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے

اس جلسہ میں حضرت حجۃ الاسلام کو اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا کی معیت وخدمت میں شرکت کا شرف حاصل تھا۔ تحفۂ حنفیہ پٹنہ جمادی الاخریٰ و رجب ۱۳۱۹ھ رقمطراز ہے۔

"مجدد مأۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ امام علمائے اہلسنت والا حضرت جناب مولانا حاجی محمد احمد رضا خاں صاحب سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی دام فیضہ القوی کا بیان ہدایت نشان ہو رہا تھا کہ فاضل نوجوان

(صفحہ گذشتہ کا باقی حاشیہ)

دی حالانکہ وہ انٹرنس پاس تھے۔ نیز ندوہ کے قیام کے زمانے میں اپنے مخالفین کی ایما پر کہ ان کے والد سودی کاروبار کیا کرتے تھے قاضی صاحب نے تمام گذشتہ اور موجودہ سود چھوڑ دیا۔

راقم الحروف سے شاہ صبیح الحق عمادی سجادہ نشین خانقاہ عمادیہ منگل تالاب پٹنہ سیٹی وفرزند مولانا شاہ امین احمد صاحب فردوسی سجادہ نشیں بہار شریف کا ۲ ۸ ۱۳ھ ۱۹۶۳ء میں ارشاد۔

عہ امام احمد رضا نے اپنا فتویٰ "السوء والعقاب علی المسیح الکذاب" ص۲ میں قاضی صاحب کا ذکر انہیں القاب کے ساتھ کیا ہے۔

عہ علماء کرام نے ندوے کے رد میں کوئی بات اٹھا نہ رکھی تھی، تحریری رد میں بھی کام لیا قریب دو سو کے کتابیں اور رسالے تصنیف فرما کر مفت تقسیم کئے۔ ایک ہزار کے قریب اشتہاروں کی اشاعت کی۔ جلسوں کی روداد یں طبع کرا کے شہر در شہر پہنچائیں۔ مصارف کا اندازہ ایک لاکھ روپے سے اوپر کا ہے۔ پچاس ہزار روپے سے اوپر تو شخص واحد حضرت مولانا قاضی عبد الوحید علیہ الرحمہ رئیس پٹنہ نے خاص اپنی ذات سے خرچ کئے۔

(محمد ضیاء الدین سہیلی بھیتی، اعلام ضروری ص ۵)

مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں سلمۂ المولی الشان نے آکر کان میں
کچھ کہا کہ کچھ ندوی حضرات آگئے ہیں" ص ۱۲۱
"پھر امام احمد رضا نے ندویوں کے غیر اسلامی افکار کا شدید
رد فرمایا اور یہ بیان رات بارہ بجے تک جاری رہا" ص ۱۲۸

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام کو امام احمد رضا کی بارگاہ میں نہ صرف دینی امور میں خدمت کی سعادت حاصل تھی، بلکہ مزاج میں بھی خاصا دخل تھا۔

حامد رضا نائب امام احمد رضا

جدہ کے اس تاریخ ساز جلسہ میں جہاں امام احمد رضا کی تجدیدی خدمات کا برملا اعتراف کیا گیا، آپ کو برسر اجلاس مجدد مائۃ حاضرہ کے لقب سے خطاب کیا گیا، وہاں حجۃ الاسلام کو اپنے عظیم والد کی خدمت میں استفادہ کا خوب خوب موقعہ ملا۔ علماء زمانہ و مشائخ یگانہ سے ملاقاتیں ہوتیں آپکے علمی جواہر مزید چمکے فرقہ باطلہ کے خلاف کام کرنے کی نئی نئی راہیں سامنے آئیں۔ اس طرح آپ کے تجربات میں شاندار اضافہ ہوا اور نائب امام احمد رضا کی حیثیت سے آپ کی ہر جگہ پذیرائی ہوئی [۱]

حامد رضا عالم علم ہدیٰ ✿ نو گل گلزار جناب رضا
حسن بہارش ز خزاں دور باد ✿ چوں اب وجد ناظر منصور باد [۲]

اس جلسہ میں امام احمد رضا کی شہرت کا آفتاب نصف النہار پہ تھا، آپکی ذات

---

[۱] دربار حق و ہدایت قصیدۂ آمال الابرار و آلام الاشرار رجب المرجب ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء مطبوعہ مطبع حنفیہ پٹنہ
[۲] حسن رضا خاں حسن بریلوی، صمصام حسن ص ۴

مرجع العلماء تھی۔ ہندوستان کے گوشے گوشے سے آپ کو مدعو کیا جارہا تھا کہ ایک خط مولانا عبدالرحمٰن صاحب محبی کا آپ کے نام آیا جسمیں نہایت خلوص و محبت کے ساتھ امام احمد رضا کو اپنے وطن پوکھریرا ضلع مظفرپور آنے کی دعوت دی۔ آپ کثرت مشاغل اور دینی مصروفیات کیوجہ سے پوکھریرا نہ جاسکے۔ مگر اپنے خلف اکبر مولانا محمد حامد رضا صاحب کو اپنی نیابت میں پوکھریرا روانہ فرمادیا۔ اور اپنے گرامی نامہ میں تحریر کیا کہ "اگرچہ میں اپنی دینی مصروفیات کی بناء پر حاضری سے معذور ہوں مگر حامد رضا کو بھیج رہا ہوں، یہ میرے قائم مقام ہیں، ان کو حامد رضا نہیں احمد رضا ہی سمجھا جائے"۔

گرامی نامہ کے ساتھ اپنا ایک قیمتی جبہ بھی حضرت محبی کی نذر بھیجا۔ یہ جبہ آج بھی صاحب سجادہ مولانا حافظ محمد حمید الرحمٰن کے پاس موجود ہے۔ عرس کے موقعہ پر اس جبہ کی زیارت ہوتی ہے [۱]

یہ امام احمد رضا کی خصوصی توجہ کا نتیجہ تھا کہ صوبہ بہار کے اضلاع خصوصًا سیتامڑھی، مظفرپور، دربھنگہ، پورنیہ، پٹنہ سٹی اور عمومًا پورا صوبہ رضوی فیضان کا مرکز اور حضرت حجۃ الاسلام کے روحانی تصرفات کی آماجگاہ بن گیا۔

حضرت حجۃ الاسلام کے خلفاء مولانا ولی الرحمٰن پوکھریروی (م ۱۳۷۰ھ) مولانا احسان علی صاحب محدث بریلی فیض پوری (م ۱۴۲۰ھ) مولانا حافظ محمد میاں صاحب اشرفی (م ۱۹۳۵ء) مولانا ابوسہیل انیس عالم صاحب امین شریعت فاضل بہار و مولانا قاضی فضل کریم صاحب قاضی شریعت بہار و مولانا وصی احمد صاحب ماہر رضوی وغیرہم بہار کے انہیں اضلاع سے تعلق رکھتے ہیں اور ہنوز ان کے صاحبزادگان و تلامذہ اور متعلقین اپنے اپنے علاقائی مدارس و خانقاہوں میں خدمت دین اور لوگوں کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہیں۔

---

[۱] راقم الحروف سے محبی مولانا عبدالواجد صاحب کی گفتگو جو ہالینڈ ۱۹۸۶ء میں بوقت ملاقات قلمبند کرلی گئی تھی۔

حج وزیارت

حب رسول کی دنیائے جمیل امام احمد رضا کی اپنی دنیا تھی۔ اور اسی دنیا کا ایک فرو جمیل حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں کی ذات تھی۔ آپ کی نشوو نما ایسے ماحول میں ہوئی جہاں قدم قدم پر نعرہ سرمدی سنائی دیتا ہے ؎

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

اور فدائیت کا یہ ساز وسامان نظر آتا ہے ؎

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

یہی جذبہ محبت اور جوش فدائیت جب محمد حامد رضا کی صورت میں پروان چڑھا تو فراق یار میں پکار اٹھا ؎

اب تو مدینے لے بلا گنبد سبز دے دکھا
حامد و مصطفےٰ ترا ہند میں ہیں غلام دو

اور جذبہ صادق نے حضور روضہ حاضری کا اپنی نیازمند اداؤں کے ساتھ ارادۂ واثق کرلیا ؎ حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامد
خمیدہ سر بند آنکھیں، لب پر مرے درود وسلام ہوگا

یہاں تک کہ حضرت حجۃ الاسلام اپنی عمر کے ۳۱ ویں سال ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء اپنی والدۂ محترمہ اور عم محترم مولانا محمد رضا خاں صاحب کی معیت میں حج وزیارت کیلئے روانہ ہو گئے۔ اس سفر سراپا ظفر میں بریلی سے جھانسی تک امام احمد رضا ساتھ رہے۔ اس تاریخی واقعہ پر مولانا ظفر الدین فاضل بہاری اپنا مشاہدہ تحریر فرماتے ہیں

"میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ حضرت مولانا محمد رضا خاں صاحب برادر اصغر اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب خلف اکبر اور حضور کی اہلیہ محترمہ ۱۳۲۳ھ میں حج و زیارت کے لئے روانہ ہوئیں تو حضور جھانسی تک پہنچانے کے لئے تشریف لے گئے۔" (حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۴)

امام احمد رضا جھانسی تک زوار مدینہ کو پہنچا کر بریلی واپس تو ہوئے مگر اضطراب کا یہ عالم تھا، خود ہی ارشاد فرمایا ؎

وائے محرومیٔ قسمت کہ پھر اب کے برس
رہ گیا ہمرہ زوارِ مدینہ ہو کر

پورا ہفتہ اسی اضطراب میں گذرا ؎

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

امام احمد رضا نے اس سفر جلیل کا ذکر جمیل اس طرح فرمایا۔

"یہاں سے ننھے میاں (برادر اصغر) اور حامد رضا خاں (خلف اکبر) مع متعلقین بارادۂ حج روانہ ہوئے۔ لکھنؤ تک ان لوگوں کو پہنچا کر میں واپس آ گیا۔ لیکن طبیعت میں ایک قسم کا انتشار رہا۔ ایک ہفتہ یہاں رہا طبیعت سخت پریشان رہی۔"

(الملفوظ ص ۳)

اور یہی اضطراب سبب قرار بن گیا۔ تا آں کہ آپ نے حج و زیارت کا ارادہ فرمالیا۔ بریلی سے بمبئی تک ریزرویشن بھی ہو گیا۔ اور بمبئی سے جدہ تک تمام مراحل بخیر و خوبی آسان ہو گئے۔

امام احمد رضا کی معیت و خدمت میں حامد رضا

یوں تو بمبئی سے مکہ معظمہ تک حضرت حجۃ الاسلام کے شب و روز امام احمد رضا کی معیت و خدمت ہی میں گذرے۔ چنانچہ حرم مکہ کے پہلے روز کی حاضری کا ذکر اسطرح فرمایا۔

"پہلے روز جو حاضر ہوا تو حامد رضا ساتھ تھے۔ محافظ حرم ایک وجیہ، وجمیل عالم نبیل مولانا سید اسمٰعیل تھے۔ یہ پہلا دن اُن کی زیارت کا تھا ــــــ حضرت مولانا موصوف سے کچھ کتابیں مطالعہ کے لئے نکلوائیں۔ حاضرین میں سے کسی نے اس مسئلہ کا ذکر کیا کہ "قبل زوال رمی کیسی؟" مولانا نے فرمایا یہاں کے علماء نے جواز کا حکم دیا ہے۔ حامد رضا خاں سے اس بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ مجھ سے استفسار ہوا۔ میں نے کہا خلاف مذہب ہے۔ مولانا سید صاحب نے ایک متداول کتاب کا نام لیا کہ اس میں جواز کو علیہ الفتویٰ لکھا ہے۔ میں نے کہا کہ ممکن ہے کہ روایت جواز ہو مگر علیہ الفتویٰ ہرگز نہ ہوگا۔ وہ کتاب لے آئے اور مسئلہ نکلا اور اسی صورت سے نکلا جو فقیر نے گذارش کی تھی۔ علیہ الفتویٰ کا لفظ نہ تھا۔ حضرت مولانا نے کان میں جھک کر مجھے پوچھا کہ یہ کون ہے اور حامد رضا کو بھی نہ جانتے تھے مگر اسوقت گفتگو انہیں سے ہو رہی تھی۔ لہٰذا ان سے پوچھا۔ انھوں نے میرا نام لیا۔ نام سنتے ہی حضرت مولانا وہاں سے اٹھ کر بے تابانہ دوڑتے ہوئے آکر فقیر سے لپٹ گئے (الملفوظ ص ۱۰، ۱۱ جلد دوم)

امام احمد رضا کے حضور وہ بھی ایک مکی عالم نبیل محافظ کتب حرم مولانا سید

محمد اسمٰعیل سے رقمی قبل زوال کے عدم جواز پر حضرت حجۃ الاسلام نے فصیح عربی میں گفتگو کا حق کا ادا کر دیا اور "الولد سر لابیہ" کا وہ شاندار مظاہرہ پہلی بار حرم کہ میں کیا کہ معاصر علماء کا یہ قول قولِ فیصل قرار پایا۔

"اعلیٰ حضرت (امام احمد رضا) کے بعد اگر واقعی کوئی عالم اور ادیب تھے تو وہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں تھے"۔

(مولانا حسنین رضا خاں خلیفہ اعلیحضرت کا ارشاد)

قضا و قدر کا فیصلہ

قضا و قدر کا یہ فیصلہ بڑا برمحل اور احقاق حق و ابطال باطل کے لئے رہتی دنیا تک بڑا روشن فیصلہ تھا کہ حضرت حجۃ الاسلام کے حج و زیارت کا سفر بظاہر امام احمد رضا کے اس سفر مبارک کا سبب سرا پا ظفر بن گیا۔ برصغیر کی دم توڑتی ہوئی وہابیت نے مملکت حجاز کی سرکاری چھاؤں میں سنبھالے کا سانس لینا چاہا۔ مگر

ع "عدو شرے برانگیزد کہ خیرے ما دریں آید"

کی حکمت الٰہیہ امام احمد رضا پر سایہ فگن ہو گئی اور قدم قدم پر حضرت حجۃ الاسلام کو دین متین کی فتوحات میسر آئیں۔ سمع و بصر کے حوالے سے امام احمد رضا کا یہ بیان بڑا حقیقت افروز ہے:۔

"حکمت الٰہیہ یہاں آکر کھلی سننے میں آیا کہ وہابیہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں جن میں خلیل احمد انبیٹھی اور بعض وزراء ریاست و دیگر اہل ثروت بھی ہیں۔ حضرت شریف تک رسائی پیدا کی ہے اور مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال علم علماء مکہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال سابق قاضی مکہ و مفتی حنفیہ کی خدمت

میں پیش ہوا ہے۔ میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا۔ میں نے بعد سلام و مصافحہ مسئلہ علم غیب کی تقریر شروع کی اور دو گھنٹے تک اُسے آیات و احادیث و اقوال ائمہ سے ثابت کیا اور مخالفین جو شبہات کیا کرتے ہیں اُن کا رد کیا۔ اس دو گھنٹے تک حضرت موصوف محض سکوت کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر میرا منہ دیکھتے رہے۔ جب میں نے تقریر ختم کی چپکے سے اُٹھتے ہوئے قریب الماری رکھی تھی وہاں تشریف لے گئے اور ایک کاغذ نکال لائے جس میں مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری کے رسالہ "اعلام الاذکیاء" کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوالاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شیئ علیم لکھا۔ چند سوال تھے اور جواب کی تمام سطریں ناتمام لائے۔ مجھے دکھایا اور فرمایا "تیرا آنا اللہ کی رحمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتویٰ یہاں سے جا چلتا۔" میں حمد الٰہی بجالایا اور فرودگاہ پر واپس آیا۔ مولانا سے مقام قیام کا کوئی تذکرہ نہ آیا تھا اب وہ فقیر کے پاس تشریف لانا چاہتے ہیں اور حج کا ہنگامہ اور جائے قیام نہ معلوم۔ آخر خیال فرمایا کہ ضرور کتب خانے میں آیا کرتا ہوگا۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کی تاریخ ہے۔ بعد نماز عصر میں کتب خانے کی سیڑھی پر چڑھ رہا ہوں۔ پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں۔ بعد سلام و مصافحہ وفقر کتب خانے میں جا کر بیٹھے۔ وہاں حضرت مولانا سید اسمٰعیل اور اُن کے نوجوان سعید رشید بھائی سید مصطفےٰ اور اُن کے والد ماجد مولانا سید خلیل اور بعض حضرات جن کے اس وقت نام یاد نہیں، تشریف

فرما ہیں۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے (یہ وہی سوال جن کا جواب مولانا نے شروع کیا تھا اور تقریر فقیر کے بعد چاک فرمادیا) مجھ سے فرمایا یہ سوال وہابیہ نے حضرت سیدنا کے ذریعے سے پیش کئے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے۔ میں نے سید مصطفیٰ سے گذارش کی کہ قلم دوات دیجئے۔ حضرت مولانا شیخ کمال و مولانا سید اسمٰعیل و مولانا سید خلیل سب اکابر نے کہ تشریف فرما تھے، ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے بلکہ ایسا جواب کہ خبیثوں کے دانت کھٹے ہوں۔ میں نے عرض کی کہ اس کیلئے قدرے مہلت چاہیے۔ دو گھڑی دن باقی ہے اس میں کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا کل سہ شنبہ، پرسوں چہار شنبہ ہے۔ ان دو روز میں ہو کر پنجشنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف کے سامنے پیش کروں میں نے اپنے رب عزوجل کی عنایت اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسہ کر کے وعدہ کر لیا اور شانِ الٰہی کہ دوسرے ہی دن بخار نے پھر عود کیا۔ اسی حالت میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا خاں تبییض کرتے۔ چہار شنبہ کے دن کا بڑا حصہ یوں بالکل خالی گیا اور بخار ساتھ ہے۔ بقیہ دن میں اور بعد عشاء بفضل الٰہی و عنایت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ کتاب کی تکمیل و تبییض سب پوری کرادی "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ" اس کا تاریخی نام ہوا اور پنجشنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچادی گئی۔"

(الملفوظ ص ۱۱، ۱۲، ۱۳، ج ۲)

سرعتِ تحریر

آپ حیرت نہ کیجیے کہ علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ شاہکار مقبول تاریخی کتاب "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ" صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے میں لکھی گئی۔ اس کتاب میں امام احمد رضا کا تصنیفی قلم دلائل و آثار کے جواہرات بکھیر رہا تھا اور شاہ حامد رضا کا قلم حق رقم سرعت تحریر کے ساتھ تبلیغ کے انمول موتی پرو رہا تھا۔

تصنیف و تبلیغ کے یہ دونوں واقعات وہ بھی اس تیزی کے ساتھ کہ صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے میں یہ سب کچھ ہو جائے۔ اسے مصنف کی کرامت اور تبلیغ و تحریر کے کمال کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

اس کتاب سے متعلق صرف یہ ہی نہیں کہ حجۃ الاسلام نے اسکی تبلیغ کی بلکہ امام احمد رضا کے ارشادات کے مطابق کہ "کاپیاں ہو چکیں، تمہید کے لئے جگہ باقی ہے کاپی نویس کو مضمون جلد دینا ہے اس کی تمہید فوراً لکھ دی جائے کہ جگہ خالی نہ رہے"۔[1] آپ نے اسی وقت اسکی تمہید لکھ کر حاضر کر دی۔ امام احمد رضا نے اسے پسند فرمایا اور رسالہ مبارکہ "الدولۃ المکیہ" میں اندراج کا اذن فرمایا۔

الدولۃ المکیہ کی تمہید کیا ہے پوری کتاب کا نہایت شاندار اختصار اور چند سطور میں نصوص و آثار کا خلاصہ ہے۔ تمہید کے ساتھ ہی حضرت کا ترجمہ بھی ملاحظہ فرماتے چلیے۔

---

[1] عنایت محمد خاں غوری، سند مسند جانشینی ص ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ العلام الغیوب ؛ غفار الذنوب ؛ ستار العیوب
المظہر من ارتضی من رسول علی السر المحجوب وافضل
الصلاۃ واکمل السلام علی ارضی من ارتضی واحب
محبوب سید المطلعین علی الغیوب ؛ الذی علمہ
ربہ تعلیما وکان فضل اللہ علیہ عظیما ؛ فھو علی
کل غائب امین وما ھو علی الغیب بضنین ولا ھو
بنعمۃ ربہ بمجنون مستور عنہ ما کان او یکون فھو
شاھد الملک والملکوت ومشاھد الجبار والجبروت ما زاغ
البصر وما طغی افتمرونہ علی ما یری نزل علیہ القرآن
تبیانا لکل شیء فاحاط العلوم الاولین والاخرین بعلوم
لا تنحصر بحد وینحسر دونہا العد ولا یعلمہا احد
من العالمین فعلوم آدم وعلوم العالم وعلوم اللوح وعلوم
القلم کلہا قطرۃ من بحار علوم حبیبنا صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم لان علوم وما بدریث ما علومہ علیہ
صلوات اللہ وتسلیمہ ھی اعظم رشحۃ واکبر غرفۃ
من ذلک البحر الغیر المتناھی اعنی العلم الالہی
الالہی فھو یستمد من ربہ والخلق یستمدون منہ فما
عندھم من العلوم انما ھی لہ وبہ ومنہ وعنہ سہ

وکلھم من رسول اللہ ملتمس
غرفا من البحر او رشفا من الدیم

وواقفون لدیہ عند حدھم
من نقطۃ العلم اومن شکلۃ الحکم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ وبارک وکرم آمین

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ سب خوبیاں اللہ کو جو جمیع غیوب کا کمال جاننے والا ہے ، گناہوں کا بڑا بخشنے والا عیبوں کا بہت چھپانے والا ، پوشیدہ راز پر اپنے پسندیدہ رسولوں کو مسلط کرنے والا[عہ] اور سب سے افضل درود اور سب سے کامل تر سلام اُن پر جو ہر پسندیدہ سے زیادہ پسندیدہ اور ہر پیارے سے بڑھ کر پیارے ہیں ، غیبوں پر اطلاع پانے والوں کے سردار جن کو اُن کے رب نے خوب سکھایا ۔ اور اللہ کا اُن پر فضل بہت بڑا ہے اور وہ ہر غیب پر امین اور غیب کے بتانے میں بخیل نہیں ۔ اور نہ وہ اپنے رب کے احسان سے کچھ پوشیدگی میں ہیں کہ جو ہو گذرا یا آنے والا ہو ، اُن سے چھپا ہو تو وہ ملک اور ملکوت کے مشاہدہ فرمانے والے ہیں اور اللہ عزوجل کی ذات وصفات کے ایسے دیکھنے والے ہیں کہ نہ آنکھ کج ہوئی اور نہ حد سے بڑھی ، تو کیا تم جو کچھ وہ دیکھ رہے ہیں ۔ اس میں اُن سے جھگڑتے ہو ، اللہ نے اُن پر قرآن اتارا ہر چیز کا روشن بیان کر دینے کو تو حضور نے تمام اگلے پچھلے علوم پر احاطہ فرمایا اور ایسے علموں پر جو کسی حد پر نہ رکیں اور گنتی اُن تک پہونچنے سے تھک رہے اور تمام جہان میں اُن کو کوئی نہیں جانتا تو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم اور تمام عالم کے علم اور لوح وقلم کے علم یہ سب مل کر ہمارے محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علموں کے سمندروں سے ایک

عہ مظہر کا ترجمہ مسلط کرنے والا اس لئے کیا گیا کہ ظہور یا اظہار کے صلہ میں علیٰ آئے تو اسکے معنی چیرہ شدن یا چیرہ گردانیدن ہو جاتے ہیں ۔ یعنی مسلط کر دینا یا قبضہ میں دے دینا کما یقال ظہر علیہ ای غلب علیہ کذا فی الصراح ۔ ۱۲ حامد رضا غفرلہٗ

ایک بوند ہیں۔ اس واسطے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم (اور تو لے کیا جاتا کہ حضور کے علم کیا ہیں (اُن پر اللہ تعالیٰ کے درود و سلام) سب سے بڑا چھینٹا اور عظیم تر چلو ہیں۔ اُن غیر متناہی سمندر یعنی علم قدیم الٰہی سے تو حضورؐ اپنے رب سے مدد لیتے ہیں اور تمام جہان حضورؐ سے مدد لیتا ہے تو اہل عالم کے پاس جو کچھ علوم ہیں وہ سب حضور کے علم ہیں اور حضور کے سبب ہیں اور حضور کی سرکار سے آئے اور حضور سے اخذ کیے گئے ہیں ؎

رسول اللہ تجھ سے مانگتا ہے ہر بڑا چھوٹا
تیرے دریا سے چلو یا ترے بادل سے اک چھینٹا

ترے آگے کھڑے ہیں اپنی حد پر تیرے علموں سے
کوئی نقطہ ہی پر ٹھہرا کوئی اعراب پر ٹھٹکا

اللہ تعالیٰ اُن پر درود و سلام بھیجے اور اُن کے آل و اصحاب پر برکتیں اور اعزاز نازل فرمائے الٰہی ایسا ہی کر

مندرجہ بالا سطور میں آپ نے حضرت حجۃ الاسلام کی کئی تمہیدیں پڑھیں اور اُن کے تراجم بھی ملاحظہ فرمائے ـــــــــ اب میں حضرت ہی کی ایک نہایت مشہور اور عربی فصاحت و بلاغت سے مملو تمہید جو رسالہ "الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ" ۱۳۲۴ھ پر لکھی گئی ہے۔ مولانا حافظ محمد احسان الحق قادری رضوی زید مجدہم کے اُردو ترجمہ کے ساتھ پیش قارئین کر رہا ہوں۔

یہ تمہید امام احمد رضا کی سوانحی معلومات پر بڑی مستند دستاویز اور عربی ادب کا بڑا نادر نمونہ ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

تمہیدِ رسالہ

الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ

لنجل المصنف العلام الفاضل الجلی الشان مولانا محمد القادری المعروف بالمولوی الحاج حامد رضا خاں سلمہٗ المنان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ لاسیما ھٰذا الحبیب المرتجی والشفیع المصطفیٰ وآلہ وصحبہ اولی الصدق والوفا والنور والصفا وعلینا معھم یا من وعد فوفیٰ واوعد فعفا اما بعد فان المولیٰ سبحانہ وتعالیٰ یختص برحمتہ من یشاء ویمنّ علیہ بجلیل الآلاء ویختار لہ من النعم العظام ما یحتار فیہ العقول والافہام

بل لا یقدر قدرہ الاوہام وذالک بیمن جمال کمال نعم افضال حبیبہ الکریم الغنی المغنی الجواد المعطی ابی القاسم قاسم اقسام النعیم علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل صلاۃ واکمل تسلیم فانہ ھو الوسیلۃ العظمی والخلیفۃ الاعلی واعطی المفاتیح دنیا واخری جعل المولی خزائن رحمتہ طوع یدیہ فلا ینقل خیر الا منہ ولا یسند عطاء الا الیہ ورحم اللہ القائل واجزل لہ الاجر الکامل ؎

الا بابی من کان ملکا وسیدا
وآدم بین الماء والطین واقف

اذا رام امرا لا یکون خلافہ
ولیس لذالک الامر فی الکون صارف

ورضی اللہ عنہ سیدا لعارف باللہ الامام ابی الحسن محمد البکری الصدیقی حیث یقول ؎

ما ارسل الرحمن او یرسل
من رحمۃ تصعد او تنزل

فی ملکوت اللہ او ملکہ
من کل ما یختص او یشمل

الا وطہ المصطفی عبدہ
نبیہ مختارہ المرسل

واسطۃ فیہا واصل لہا
یعلم ھذا کل من یعقل

لا سیما نعم الدین من اول یوم الی الدین فالامر فیہا واضح مبین وذالک قول رب العلمین وآخرین منہم لما یلحقوا بہم

وهو العزيز الحكيم ○ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم ○ والحمد لله رب العلمين ○ وان من اجل اولائك الأخرين الاولين سبقا فى الأخرين والأسبقين فضلا فى اللاحقين الذى انعم عليه نبيه الاول الأخر الباطن الظاهر الفاتح الخاتم اول الكائنين وخاتم النبيين صلوات الله وسلامه عليه وعلى اله وصحبه اجمعين۔

بنعم لا يقدر قدرها ولا ينزف غمرها ولا يحصى والله العظيم عددها ولا ينفذ ان شاء الكريم امدها ولا يقطع بعون المصطفیٰ مددها فان الكريم اذا بدا اعاد واذا عود ادام ولا يقطع عوائد موائد الفضل والانعام ومن مثل هذا الحبيب المرتجى العميم الجود العظيم الرجا صلى الله تعالى عليه وعلى اله دائما ابدا فى الفضل والكرم والجود والندىٰ ؎

حاشا ان يحرم الراجى مكارمه
او يرجع الجار منه غير محترم

صلى الله تعالىٰ عليه وعلى اله وسائر المتعلقين باذياله قدر جوده ونواله ونعمه وافضاله وجاهه وجلاله وحسنه وجماله وفضله وكماله سيدنا الوالد الماجد الامام اماما اهل السنة السنيه والجماعت السنية مجدد المائة الحاضره مويد الملة الطاهره سنام نور الايمان حضرة المولى الحاج الشيخ احمد رضا خان افاض الله علينا

من شابيب فيضه المدرار ؛ ما ترنم الهزار فوق الازهار فانه اتم الله نوره وادام حبوره لما من عليه الحبيب القريب المجاب

المجيب صلى الله تعالى عليه وسلم وعلى اٰله وصحبه
وشرف وكرم بالحج مرة اخرى احسن من الاولى
امطر عليه امطار الكرم وادم عليه ديم النعم
فقربه تقريبًا وجعله الى الكرام
حبيبًا واحله من القلوب المحل الجليل
فاجله الاجلة باجل تبجيل وحق الحق لم يطلب والذى
شهرة فى الخلق ولم يبغ طريقا الى تلك المسالك ولم يلق بالا الى تسبب
فى ذالك ولكن اراد المصطفى ومراد المصطفى لا يرى تخلفا فان مراده مراد الله
وترى ربه يسارع فى هواه فمع حب والذى العزلة والخمول وضع
الله له فى ارضه القبول فكاندا نودى فى مكة يا اهل الصفا اهرعو
فقد جاء عبد المصطفى فراينا العلماء اليه مهرعين واكابر
العظماء الى اعظامه مسرعين فمنهم من يقتبس من انوار علمه
وضياءه ومن يلتمس البركة فى لقاء محياه وهذا اجاء فسأل واستفتى
وهذا جليل يعرض عليه ما كان افتى حتى ان جلة الجليلة الممتازة
طلبوا منه بركة الاجازة ودخل كبار فى بيعة الطريقة وقام مخدوم
الكرام بخدمته الانيقة حتى ان شيخا جليلا اماما مطاعا مهابا كبير
الشان عظيم المكان من اجلة علماء البلد الحرام المشار اليه بالاصابع
بين الكرام سمعناه يقول له فى محاورته لما اهوى الى لمس ركبته بل
انا اقبل ارجلكم ونعالكم كثر الله فى الامة امثالكم فراينا بحمد الله راى
العين ما اخبر عن نبيه رب المشرقين اذ يقول واخرين منهم لما يلحقوا
بهم وهو العزيز الحكيم ۔
ذالك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم وانا اول من

اتاه للاستجازة طالبا منه نعمة الاجازة محدث المغرب جليل المنصب السيد الفاضل العالم الكامل مولنا السيد عبد الحی ابن السید الکبیر الشریف عبد الکبیر الکتانی الفاسی ذو فضل مبین له ستون مصنفا فی علم الحدیث وغیرہ من علوم الدین کان اتی مکة حاجا فارسل الی سیدی الوالد الاتقی من دون سبقة تعارف اصلا فضلا عن لقاء لاربع بقین من ذی الحجة سنة الف ثلثمائة وثلث وعشرین انی ارید الاتیان الیکم لاقتبس من نورکم المبین وقد کان ابی مشتغلا فی هذا النهار ردا علی الوهابیة بکتابة کتابه الدولة المکیة بالمادة الغیبیة وکان واعد العلماء الکرام ان یتم تصنیفا وتبییضا فی ثلثة ایام فخاف ان یتاخر فتنصل واعتذر ورد الیه الجواب ان سیتم غدا الکتاب ان شاء الملك الوهاب فانا بنفسی اتی الیکم بعد غد فارسل السید المغربی حفظه الاحد انی غدا ذاهب الی المدینة المنیرة وقد اکترینا الابل وتعین الرواح بعد الظهیرة فاذن ابی وتوکل فی اتمام شانه علی الفتاح فجاء السید واتاهم من الغد بعد الاصباح فاستجاز فی الحدیث اولا وسمع ما جاء بالاولیة مسلسلا ثم طلب اجازة سلاسل الاولیاء الکبار فکتب ابی کل ما اقترح وطال المجلس الی نصف النهار ثم توجه السید من فوره بعد الصلاة الاولی الی مدینة المصطفی وکان معه شاب صالح من طلبة العلم الکریم یدعی حسین جمال بن عبد الرحیم فتخلف ساعة عن السید واتی مستجیزا الی حضرة الوالد وقد ان رحیلهم الی اطیب مکان فاجازه والدی اجازة باللسان واذن له ان یکتب نسخة باسمه من عند السید علی نحوه ورسمه فکانت هذا النسخة اولی ومع تلك الطفرة وعود الحمی اتم الله الکتاب قبل المیعاد وارسل مبیضا الی العلماء الامجاد ثم من غد اعنی للیلتین من ذی الحجة الحرام

اتاه زائراً اجل العلماء الاماثل الكرام حضرة مولانا الشيخ صالح كمال مع بعض خيرين اهل العلم والافضال من بيت دحلان بيت الفضل والكمال فاستجازوا فاجاز لهم باللسان ولم يزل متوقفاً فى كتابة الاجازة لذالك العلامة الجليل الشان اجلالاً لشانه وتعظيماً لمكانه والشيخ كلمه يلقى يطلب ويتقاضى حتى انشأله نسخة اخرى حافلة كبرى وسماها الاجازة الرضوية لمبجل مكة البهية جمع فاوعى وذكر الشيخ باحسن الذكرى فكانت نسخة ثانية اسماء غانية ثم ان المولى سبحانه وتعالى قد كان القى بين حضرة الوالد والسيد الماجد العلامة النبيل الفهامة الجميل مولينا السيد اسمٰعيل خليل حافظ كتب الحرم الجليل باول اللقيا وتراؤ المحيا حبا فى الله فوق العادة لان الارواح جنود مجندة وكان السيد سأله الاجازة فبهذه النسخة الجامعة اجازة مع اخيه السيد مصطفى خليل ادامهم الله بالعز والتبجيل وكتب لهما عند ذكر الاسماء ما يليق بهما من ثناء وسناء

ثم كتب نسخة ثالثة للعالم العامل الحاوى الشيخ احمد الخضراوى ثم تتابع الناس فكتب نسخة رابعة مختصرة جامعة وجيزة نافعة واستنسخ منها عدة نقول بترك البياض مكان اسم المجاز فكلما اتى عالم يستجيز كتب اسمه واعطاه نسخة

فاوجز واجاز لكن عدة كرماء طلبوا مع ذالك النسخة الكبرى وكانوا بذالك احق واحرى فمنهم من احاله على حضرة الشيخ صالح كمال كى يستنسخوها من عنده لتخفف الاثقال ومنهم من وعده الارسال اليه من عنده بعد الوصول الى وطنه وبلده فهاتان النسختان اعنى

الثانية الكبرى والرابعة الجامعة الصغرى كان كل منها على عدة اعلام لعلماء واعلام فذكر فى محل الاسم ما اختلفت العبارات ومع كل ما ذكر فى اخره من تاريخ الاثبات ثم كتب نسخة خامسة للشيخ عبد القادر الكردى تلميذ الشيخ العلامة صالح كمال وولده السعيد عبد الله فريد لما كتب اليه يطلب منه الاجازة له ولشيخه العلامة ذى الافضال ثم كتب نسخه سادسة للسيد محمد عمر المطوف ابن السيد الجليل ابى بكر الرشيد المرحوم بكرم المتعال ثم سار الى حضرة المدينة المنورة فتلقاه علماؤها الكرام كعلماء مكة بالاكرام والاجلال حتى قال له الشيخ صالح السعيد المولوى محمد كريم الله الفنجانى مجاور الحرم المدنى تلميذ حضرة الشيخ العلامة الاجل مولينا الشيخ محمد عبد الحق الاله آبادى مجاور الحرم المكى السنى انى مقيم بالمدينة الامينة منذ سنين ويأتيها من الهند الوف من العلمين فيهم علماء وصلحاء اتقياء رأيتهم يدورون فى سكك البلد لا يلتفت من اهله احد ورأيت العلماء والكبراء العظماء اليك مهرعين وبالاجلال مسرعين ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم وقد طلب هنالك عدة من العلماء الاجازة فاجاز باللسان اكثر من اجازه لان عبد المصطفى حضرة المصطفى عليه افضل صلوات الله فى شغل مشاغل عمن سواه ولبعضهم وعد ان يرسل من البلد كالفاضل الكامل مولانا الشيخ عمر بن حمدان المحرسى المدرس بالحرم النبوى السرى والسيد الشريف اللطيف النظيف مولانا السيد مامون البرى الاالسيد الجليل السعيد الحميد مولانا الشيخ محمد سعيد شيخ الدلائل ذا الشرف والفضائل

نکتب الیہ نسخۃ سابعۃ عین وقت الرحیل من البلد الجمیل وبعد ان یرسل من الوطن التفصیل ولما رجع الی الوطن واشتغل بتصنیف کتب ودفع فتن وقع التاخیر فاتت الکتب من الحرمین بالتذکیر ولذکر ملخص تلک الصحائف مع کتاب اٰخر من سید جلیل مشحون باللطائف لیعلم الانام وصلا بحمد اللّٰہ الوداد وحسن الاتحاد بین سید الوالد وذالک السید

رسالہ

الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ

کی تمہید

جسے مصنف رسالہ (علیہ الرحمہ) کے فرزند حجۃ الاسلام العلامۃ الحاج الفاضل صاحب الشان المولوی محمد حامد رضا خاں القادری نے لکھا۔ (سلامتی والا رب انھیں سلامتی کے گھر (جنت) میں داخل فرمائے۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کو ہیں اور وہ کافی ہے۔ سلام اللہ کے ان بندوں پر جنہیں اس نے چنا۔ خاص کر اس محبوب پر جو امید گاہ شفاعت کنندہ اور انتخاب فرمودہ ہیں۔ نیز آپ کی آل واصحاب پر جو صدق ووفا اور نور وصفا والے ہیں۔ اور ان کے ساتھ ہم پر بھی (سلامتی آتار) اے وہ ذات جس نے وعدہ کیا تو پورا کیا اور دھمکی دی تو معاف فرمایا۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد حقیقت یہ ہے کہ مولا سبحانہٗ وتعالےٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص فرماتا ہے اور اپنی جلیل الشان

نوازشوں کے ساتھ اس پر احسان کرتا ہے اور اس کے لئے ایسی بڑی بڑی نعمتیں پسند فرماتا ہے جن سے عقلوں اور فہموں کو حیرت ہوتی ہے بلکہ ان کی قدر و منزلت کا اندازہ وہم و گماں بھی نہیں کر سکتے۔ اور اُن سب الطاف کا اصل سبب حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وہ بابرکت احسان ہے جو آپ کی فضیلت والی نعمتوں کے کامل حُسن کا کرشمہ ہے۔ وہ حبیب جو غنی ہیں دوسروں کو غنی کرتے ہیں، سخی ہیں دوسروں کو دیتے ہیں، ابوالقاسم ہیں دوسروں میں نعمتوں کی تمام قسمیں بانٹتے ہیں (آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر افضل درود اور اکمل سلام اترے) کیونکہ آپ ہی بندوں کے لئے سب سے بڑے وسیلہ اور اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ و نائب ہیں۔ دنیا میں اور آخرت میں سب خزانوں کی کنجیاں آپ ہی کو عطا ہوئی ہیں۔ مولیٰ تعالےٰ نے اپنی رحمت کے خزانے آپ کے دست کرامت میں رکھ دیئے ہیں۔ تو کوئی بھلائی کسی کیطرف نہیں جاتی مگر آپ کے پاس سے ہو کر اور کوئی عطیہ کسی کو نہیں پہنچتا مگر آپ سے نسبت پاکر۔ اُن اشعار کے قائل پر اللہ تعالےٰ رحمتیں اتارے اور اجر کامل بخشے۔

ترجمہ اشعار :۔ "مُطلقے ہو باپ قربان ہو اُن پر جو اس وقت بھی بادشاہ اور سردار تھے جبکہ حضرت آدم پانی اور مٹی میں تھے۔ وہ جب کسی امر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کا خلاف نہیں ہو سکتا۔ سارے جہان میں کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جو آپکے ارادے کو بدل سکے"۔

عارف ربانی سیدی ابوالحسن محمد البکری الصدیقی الامام سے خدا راضی ہو۔

وہ کیا خوب فرماتے ہیں ؎

ترجمہ اشعار :۔ "جتنی رحمتیں اللہ رحمان نے بھیجی ہیں یا بھیجے گا وہ چڑھتی ہوں یا اترتی ملکوت میں ہوں یا ملک میں، خاص ہوں یا عام سب واسطہ۔ اور اصل آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں جو طٰہٰ بھی ہیں اور مصطفیٰ بھی، اللہ کے بندے بھی

ہیں اور نبی بھی، مختار بھی ہیں اور مرسل بھی، یہ ایسی حقیقت ہے جسے ہر عقل مند جانتا اور مانتا ہے"۔

بالخصوص دین کی نعمتیں، وہ روزِ اوّل سے روزِ آخرت تک جتنی بھی ہیں، سب حضور (علیہ السلام) کے واسطے سے ہیں۔ اس امر کی دلیل واضح ہے اور رب العٰلمین کا یہ ارشاد ہے۔

ترجمۃ الآیتیں مع التفسیر بین الہلالین:۔ "میرے رسول اپنی امت کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا کرتے ہیں" — اور ان میں سے اوروں کو بھی (جو قیامت تک آئیں گے) پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں جو اُن اگلوں سے نہ ملے (بعد میں پیدا ہوئے) اور وہی عزت وحکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (سورۃ الجمعہ رکوع ۱) اور سب تعریف اللہ رب العٰلمین ہی کو ہے۔

اس آیت میں قیامت تک آنے والے جن اوروں کا ذکر ہوا ہے اُن میں فضل وکمال کے اندر سبقت لے جانے والوں میں ایک ایسا عظیم الشان جلیل المرتبت شخص بھی ہے جس کو اس کے مقدس پیغمبر نے بے اندازہ نعمتیں بخشی ہیں وہ پیغمبر جو اوّل بھی ہیں آخر بھی ہیں، باطن بھی ہیں ظاہر بھی، فاتح بھی ہیں خاتم بھی، کائنات میں (من حیث الخلقت) پہلے بھی ہیں اور نبیوں میں (من حیث البعثت) پچھلے بھی (صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین) اور اُن کی بخشی ہوئی نعمتیں سمندر کی طرح بے اندازہ ہیں جس طرح اس کا پانی تمام نکالا نہیں جاسکتا، یونہی وہ نعمتیں ختم نہیں ہوسکتیں اللہ عظیم کی قسم وہ گنی نہیں جاسکتیں۔ رب کریم نے چاہا تو کسی حد پر نہ رکیں گی، مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد سے اُن میں اضافہ نہیں رکے گا کیوں کہ کریم جب دینے لگتا ہے تو دیتا ہی جاتا ہے اور جب کسی کو اپنے آستانۂ کرم سے لینے کا عادی بنا دیتا ہے تو لینے دینے کی یہ رسم برقرار رکھتا ہے ماسکہ فضل و

انعام کے دستر خوانوں کی مہربانیاں منقطع نہیں ہوا کرتیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے اس حبیب جیسا فضل وکرم میں جود وسخا میں دوسرا کون ہے؟ آپ امید گاہ ہیں، آپکی سخاوت عام ہے، آپ کی ذات سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں (صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ دائما ابدًا)

ترجمہ شعر:۔ آپ اس عیب سے پاک ہیں کہ امیدوار کرم آپ کی کرم نوازیوں سے محروم کردیا جائے یا آپ کی پناہ میں آنے والا ناکام واپس جائے۔

اللہ تعالےٰ آپ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے دامن رحمت سے لپٹنے والوں پر درود و رحمت نازل فرمائے بمقدار آپ کی بخشش اور نوال کے نعمت و افضال کے، مرتبہ اور جلال کے، حسن اور جمال کے، فضل اور کمال کے۔

اس جلیل المرتبت شخص سے مراد میرے والد محترم ہیں جو بزرگی والوں کے بزرگ، روشن سنت اور سنی جماعت کے امام، اس چودھویں صدی کے مجدد پاکیزہ ملت کے مددگار اور نور ایمان کے بلند نشان ہیں۔ یعنی حضرت مولانا الحاج الشیخ احمد رضا خاں (اللہ تعالےٰ ہم پر ان کے ابر فیض بار کی بارشیں نازل فرمائے جب تک کہ کلیوں پر بلبلیں چہکیں)

ہوا یوں کہ حضرت والد ماجد (اللہ تعالےٰ آپکے نور فیض کو کامل اور ہمیشہ دائم فرمائے) پر جب بموقع حج ثانی جو پہلے حج سے احسن ثابت ہوا اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب نے احسان فرمایا (وہ حبیب جنہیں حق تعالےٰ کا قرب حاصل ہے جن کی سب دعائیں قبول ہوئی ہیں، جو دوسروں کی التجائیں منظور فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وصحبہ وشرف وکرم) اور آپ پر باران کرم کو آتارا، نعمتوں کی وہ بارشیں لگاتار نازل فرمائیں کہ مقرب بارگاہ کردیا اور اہل کرم کا محبوب بنادیا اور اہل حرم کے دلوں میں باعزت و باعظمت جگہ مرحمت فرمادی کہ وہاں کی بہت بڑی جلیل القدر شخصیتوں نے آپ کی بہت بڑی تعظیم وتوقیر کی۔ حق تعالےٰ کی قسم

کہ حضرت والد ماجد کو مطلوب شہرت نہ تھی۔ انھوں نے اس کے حصول کا کوئی طریقہ اختیار نہ کیا، اپنے دل کو اس کے سبب کی جانب مائل نہ ہونے دیا لیکن بایں ہمہ حضرت جناب محمد مصطفےٰ (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) نے آپ کو مشہور کرنے کا ارادہ فرمالیا اور آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی مراد متخلف نہیں ہوسکتی کیونکہ حضور کی مراد اللہ کی مراد ہے اور حضور کا چاہا اللہ کا چاہا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ حضور کا رب حضور کی مراد پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) فلہٰذا علیہ والد ماجد نے اگرچہ گوشہ نشینی اور گمنامی کو پسند کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین میں آپ کی مقبولیت رکھدی گویا مکہ مکرمہ میں کارکنان قضا وقدر سے ندا کردا دی گئی کہ اہل صفا جلدی چلو مصطفیٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) کا غلام آیا ہوا ہے۔ تو ہم نے وہاں کے علماء کرام کو آپکی جانب تیز تیز آتے اور اکابر عظماء کو آپکی تعظیم توقیر میں جلدی کرتے دیکھا بعض آپکے علمی انوار حاصل کرنے کیلئے آئے۔ بعض صرف برکت لاقاکی غرض سے پہنچے، کسی نے آکر مسئلہ پوچھا اور فتویٰ طلب کیا۔ کسی بزرگ نے اپنا لکھا ہوا فتویٰ دکھایا (اور تصدیق وتقریظ چاہی) یہانتک کہ باعزت لوگوں، ممتاز شخصیتوں نے آپ سے برکت اجازت چاہی اور بڑی شان والے اکابر بیعت وطریقت میں داخل ہوئے اور اہل کرم مخدوم عمدہ خدمات بجالانے لگے۔ تا آنکہ ہم نے خود سنا کہ ایک دفعہ ایک بزرگ بلند مرتبہ، پیشوا، فرمانروا، باہیبت، کبیر الشان عظیم المکان، معزز علمائے حرم، اہل کرم میں اتنے معظم کہ اُن کی جانب انگلیوں سے اشارے ہوتے ہیں، سے گفتگو کرتے وقت جبکہ حضرت والد ماجد نے ادباً اُن کے گھٹنے کو چھونا چاہا تو وہ بولے انا اقبل ارجلکم ونعالکم کثر اللہ فی الامۃ امثالکم" میں آپ کے قدموں اور جوتوں کو بوسہ دوں۔ اللہ تعالےٰ اس امت میں آپ جیسے علماء بکثرت پیدا کرے۔

تو ہم نے بحمدہ تعالےٰ اپنی آنکھوں سے (والد صاحب کی وسعت علمی کا)

وہ منظر دیکھا جسکی خبر رب المشرقین نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بابت قرآن مجید میں دی۔

ترجمہ آیت:۔ "میرے رسول اپنی امت کو پاک کرتے ہیں اور انھیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں" ——— اور ان میں سے اوروں کو بھی (جو قیامت تک آئیں گے) پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں جو اگلوں سے نہ ملے (بعد میں پیدا ہوئے) اور وہی عزت و حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (سورۃ الجمعہ رکوع ۱) والد صاحب کی خدمت میں نعمت اجازت حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے جو شخص حاضر ہوئے ان کا نام مولانا السید عبد الحی بن السید الکبیر الشریف عبد الکبیر الکتانی الفاسی ہے ہموصوف محدث المغرب جلیل المنصب سردار فاضل عالم کامل، صاحب فضل مبین ہیں۔ علم حدیث میں اور اس کے علاوہ دیگر علوم دینیہ میں ساٹھ کتابیں تصنیف فرما چکے ہیں۔ آپ مکہ مکرمہ میں حج بیت اللہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ انھوں نے بغیر کسی سابق تعارف و سابق ملاقات کے والد ماجد کی خدمت میں ۲۶ رذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو پیغام بھیجا کہ میں آپکے نور علم سے مقتبس ہونے کے لئے آنا چاہتا ہوں۔ اس دن والد محترم "وہابیوں" کے رد میں "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ" (۱۳۲۳ھ) لکھنے میں مصروف تھے۔ اور تین دن میں کتاب کی تصنیف و تبییض کے مکمل کرنے کا علماء کرام سے وعدہ فرما چکے تھے۔ بوجہ ملاقات کتاب کی تکمیل میں تاخیر کا خوف تھا۔ اس لئے آپ نے سید صاحب (حفظہ الاحد) کی خدمت میں معذرت پیش کی اور جواب ارسال کیا کہ کل تک (ان شاء الملک الوہاب) کتاب مکمل ہو جائے گی تو میں پرسوں خود حاضر ہو جاؤں گا۔ سید صاحب نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ کل مدینہ منورہ جا رہا ہوں کرایہ کے اونٹ لے لئے ہیں۔ کل دوپہر بعد روانگی کا پروگرام بن چکا ہے تو حضرت والد ماجد نے کتاب کی تکمیل خدائے فتاح کے سپرد کی اور سید

صاحب موصوف کے تشریف لانے کی اجازت دیدی۔ سنتے ہی سید محترم خوش ہوئے اور صبح کے وقت تشریف لے آئے۔ انہوں نے آتے ہی والد ماجد سے اجازت حدیث حاصل کی اور حدیث مسلسل بالاولیت کا سماع کیا۔ پھر اولیاء کبار کے سلاسل طریقت کی اجازتیں لیں۔ والد ماجد نے تمام اجازتیں اُن کی منشار کے مطابق لکھکر مرحمت فرمائیں۔ یہ مجلس دوپہر تک رہی۔ پھر سید صاحب نماز ظہر کے فوراً بعد مدینۃ المصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب روانہ ہو گئے۔ موصوف کے ساتھ ایک جوان صالح علم دین کا طالب "حسین جمال بن عبدالرحیم" بھی تھا۔ اس نے سید صاحب سے کچھ پیچھے رہ کر اجازت حدیث طلب کی۔ چونکہ مدینہ طیبہ کی جانب اُن حضرات کی روانگی کا وقت قریب تھا۔ اس لئے والد ماجد نے اُسے زبانی اجازت دیکر فرمایا کہ سید صاحب کے نسخے کی نقل لے کر اپنا نام لکھ لینا یہ اجازات کا پہلا نسخہ ہے۔ اس تاخیر کے ساتھ ساتھ والد صاحب کو بخار بھی دوبارہ ہو گیا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے وقت سے پہلے کتاب مکمل فرمادی۔ اور والد صاحب نے مسودہ صاف فرماکر (حسب وعدہ) علماء امجاد کے پاس بھیج دی۔

پھر اگلے دن یعنی بتاریخ ۲۸ ذی الحجہ والد صاحب کی زیارت کے لئے حضرت مولانا الشیخ صالح کمال تشریف لائے جو برگزیدہ علماء کرام کے سردار ہیں ان کے ساتھ فضل وکمال کے گھرانے "دحلان" کے دیگر اہل علم اور اصحاب فضیلت بھی تھے۔ انھوں نے بھی اجازتیں مانگیں۔ آپنے سب کو زبانی اجازتیں بخشیں اور جلیل القدر علامہ (صالح کمال) کی جلالت شان اور عظمت مکان کے پیش نظر اُن کے لئے سند اجازت لکھنے میں کافی توقف فرمایا۔ وہ جب ملتے سند کا مطالبہ فرماتے اور تقاضے پر تقاضا کرتے۔ یہانتک کہ اُن کی خاطر سند کا الگ بڑا نسخہ ارشاد فرمایا۔ جس کا تاریخی نام "الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیۃ" تجویز کیا۔ اس نسخے کو اجازات کا جامع اور پوری طرح کامل بنایا۔ اس میں

شیخ کا ذکر بڑے حسین الفاظ میں کیا۔ تو نسخۂ ثانیہ الیسا حسین ہو گیا کہ ہر بیاض
سے مستغنی نظر آنے لگا۔ پھر مولے سبحانہٗ وتعالےٰ نے والد ماجد کے درمیان
اور سید، بزرگ، علامہ، دانشمند، کثیر الفہم، باجمال، مولانا السید اسمٰعیل خلیل محافظ
کتب حرم شریف کے درمیان پہلی ملاقات میں چہرے پہ نگاہ پڑتے ہی فوق
العادہ محبت فی اللہ پیدا فرما دی۔ کیونکہ (بمطابق حدیث مشکوٰۃ ص ۴۲۵) روحیں متعلق
بالاجسام ہونے سے پہلے جمع کئے ہوئے لشکر کی صورت ہوا کرتی ہیں (تو جو عالم
ارواح میں متعارف ہوں وہ عالم اجسام میں بھی متعارف و مانوس ہو جاتی ہیں)
بعد از ملاقات سید صاحب نے بھی سند مانگی تو والد ماجد نے اُن کو بھی اور اُن
کے بھائی سید مصطفےٰ خلیل کو بھی وہی نسخۂ ثانیہ جامعہ مرحمت فرمایا (اللہ تعالےٰ
ان سب کو عزت و عظمت بخشے) البتہ ان کے ناموں کے ساتھ اُن کی شان کے
لائق کلمات مدح و ثنا لکھے۔ پھر آپنے تیسرا نسخہ باعمل عالم حاوی فروع و اصول
شیخ احمد خضراوی کے لئے لکھا۔ ازاں بعد مستجیزین کا تانتا بندھ گیا سند میں
طلب کرنے والے علماء و مشائخ پے در پے آنے لگے تو حضرت والد ماجد نے
اُن کے لئے سند کا چوتھا نسخہ تالیف فرمایا جو مختصر بھی ہے اور جامع بھی۔
اور تھوڑے الفاظ پر مشتمل ہونے کے باوجود نافع بھی اور آپنے مجاز کے نام
کی جگہ خالی چھوڑ کر اس نسخے کی متعدد نقلیں کروا لیں۔ جب کوئی عالم دین سند
لینے آتے تو والد ماجد خالی جگہ اُن کا نام لکھکر یہ نسخہ اُن کے حوالے کر دیتے
اسطرح اختصار کے ساتھ اجازت بخشتے۔ لیکن بایں ہمہ متعدد اہل کرم نے
بڑا نسخہ مانگا اور وہ اس "نسخۂ کبرائے" کے لائق و حقدار تھے۔ والد ماجد نے بوجہ بلا
کرنے کے لئے ان حضرات میں سے بعض کو جناب شیخ صالح کمال کے سپرد کیا کہ
اُن کے پاس سے لکھوا لیں۔ اور بعض سے وعدہ فرمایا کہ وطن پہنچکر بھیجیں گے۔
تو دوسرا نسخہ جو بڑا ہے اور چوتھا نسخہ جو چھوٹا ہے مگر جامع، یہ دونوں علماء اعلام

کے ناموں کی گنتی کے مطابق مرتب کئے گئے ۔ تو ہم مختلف ناموں کے محل میں
مختلف عبارات ذکر کریں گے اور اُن کے ساتھ تاریخ اثبات بھی لکھیں گے جو آخر
میں ذکر کی گئی ۔ پھر آپ نے حضرت علامہ صالح کمال کے شاگرد شیخ عبدالقادر
الکردی کے لئے اور اُن کے سعادت مند لڑکے عبداللہ فرید کیلئے پانچواں نسخہ
مرتب کیا ۔ جبکہ انھوں نے عریضہ بھیج کر اپنے لئے اور اپنے استاد علامہ صاحب
افضال (صالح کمال) کے لئے اجازت نامہ طلب کیا ۔ پھر چھٹا نسخہ سید محمد عمر
المطوف بن سید جلیل ابو بکر الرشید (المرحوم بکرم المتعال) کیلئے لکھا ۔ ازاں
بعد آپ عالی بارگاہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے وہاں کے علماء کرام نے
بھی مکہ مکرمہ کے علماء کرام کی طرح آپ کا استقبال پورے اکرام و اجلال کے ساتھ
کیا ۔ یہاں تک کہ علامہ اجل مولانا الشیخ محمد عبدالحق الہ آبادی مجاور حرم مکہ معظمہ
کے صالح اور سعادت مند تلمیذ حضرت مولانا محمد کریم اللہ البنجابی مجاور حرم مدینہ منورہ
نے ایک دن حضرت والد ماجد سے کہا میں سالہا سال سے مدینہ منورہ میں رہائش
پذیر ہوں ۔ ہندوستان سے ہزاروں انسان آتے ہیں ۔ ان میں اہل علم، اہل صلاح
اہل تقویٰ سب ہوتے ہیں ۔ انھیں دیکھا کہ وہ بلدہ مبارکہ کی گلیوں میں گھومتے ہیں ۔
کوئی اُن کیطرف دھیان نہیں کرتا ۔ لیکن آپ کی مقبولیت کی عجیب شان دیکھتا
ہوں کہ بڑے بڑے علماء عظماء آپ کیطرف دوڑے آرہے ہیں ۔ اور تعظیم بجا لانے
میں جلدی کررہے ہیں ۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے وہ بڑے
فضل والا ہے ۔ اور مدینہ منورہ میں بھی متعدد علماء کرام نے اجازتیں مانگیں آپ نے
اکثر کو صرف زبانی اجازتیں دیں ۔ کیونکہ "غلام مصطفےٰ" بارگاہ مصطفےٰ (علیہ افضل
صلوات اللہ) میں ایسا مشغول ہوگیا کہ ماسوائے مصطفےٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کیطرف
متوجہ نہیں ہوسکتا تھا ۔ اسی بناء پر بعض علماء سے وعدہ فرمایا کہ وطن جاکر سند
اجازت بھیجیں گے ۔ یہ وعدہ فاضل کامل حضرت مولانا عمر بن حمدان محرسی مدرس حرم

نبوی کے لئے اور صاحب سیادت وشرافت لائق لطافت وظرافت مولانا سید مامون البرنی کے لئے تھا۔ اِن سید جلیل الشان، سعادت مند صاحب ستائش موصوف بالشرف والفضائل مولانا الشیخ محمد سعید شیخ الدلائل کیلئے ساتواں نسخہ اسوقت قلمبند فرمایا جبکہ بلدۂ جمیلہ سے کوچ کرنے کا وقت آگیا اور اُن سے وعدہ کیا کہ وطن پہنچکر تفصیل بھیجوں گا۔ پھر جب وطن پہونچے تو کتابیں لکھنے، فتنے مٹانے میں ایسے مصروف ہوگئے کہ سندیں بھیجنے میں دیر لگ گئی۔ اس پہ کئی خطوط بطور یاد دہانی حرمین طیبین سے پہونچے تشریف لائے۔ اب ہم وہ خطوط مختصراً ذکر کرتے ہیں اور ایک دوسرا خط بھی ذکر کریں گے جو خوبیوں سے بھرے ہوئے جلیل الشان سید صاحب کی طرف سے آیا تھا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ حضرت والد ماجد کے درمیان اور سید صاحب موصوف کے درمیان (بحمد اللہ الودود) کتنا مضبوط رابطہ اور کیسا حسین اتحاد تھا۔

الدولۃ المکیہ کا شاہکار اردو ترجمہ

کسی کتاب کا ترجمہ اور اس کو کسی دوسری زبان منتقل کرنا آسان نہیں۔ اور وہ بھی امام احمد رضا کی شہرۂ آفاق نادر روزگار تاریخی عربی تصنیف "الدولۃ المکیہ" کا رواں اور بامحاورہ اردو ترجمہ کسی عام آدمی کا کام نہ تھا۔ اس کیلئے بھی مصنف برحق کے جانشین برحق حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں نے ترجمہ کی اور ایسا شاہکار ترجمہ کیا کہ اس پر اصل کتاب کا گمان ہونے لگا۔ پھر یہ طرۂ امتیاز بھی فاضل مترجم کو حاصل رہا کہ نثر کا ترجمہ نثر میں اور نظم کا نظم میں۔

یوں تو الدولۃ المکیہ پوری کی پوری کتاب اپنے موضوع میں لاجواب ہے ہر دور کے علماء محققین کے لئے تحقیقات کا سرمایہ آیات بینات کا مجموعہ اور ہند و پاک میں مطبوعہ ہے۔ مگر اسوقت مندرجہ ذیل سطور میں صرف حضرت شیخ العلماءؒ محمد سعید مفتی شافعیہ بالعیل کی کی اس کتاب پر شاندار تقریظ کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد فقد اطلعت علی رسالۃ الفاضل الکامل سیدی احمد رضا خان المسماۃ بالدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ فوجدت مؤلفہا الکامل سید احمد رضا خان المذکور مستحقا للثناء الجلیل فی نفسہ وفی رسالتہ المذکورۃ بثلاثۃ اوجہ الوجہ الاول انہ رأس علماء الجہۃ التی ہی مقرہ وانہ المحقق المدقق فی علوم الشریعۃ ومطالبہما اصولا وفروعا الوجہ الثانی انہ قام واجتہد فی حق جناب سید المرسلین بحسن تعظیمہ واجلالہ کما ینبغی وبالخصوص ما اکرمہ اللہ تعالیٰ بہ من العلوم الغیبیہ التی لا نہایۃ لہا جمعا فی اللوح المحفوظ والعرش والعوالم العلویۃ وغیرہا

له فاضل مترجم نے حضرت شیخ العلماء کے حلقۂ درس کو معظم میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ عنایت محمد خاں غوری مدیر ...

مما بینه فی رسالة المذکورة واستدل علیه وبرهن مما نقله عن بعض مشایخه وعن المؤلفین المتقدمین والمتاخرین مما لا یکاد یحصی کما یرا ه من اطلع علیه فی الرسالة المذکورة الوجه الثالث رسالة المذکورة العظیمة فی شانها مع کونه النهافی عام حجه سنة الثالث والعشرین فی زمن یسیر کما ذکرہٗ واتقنها وبسط فی الاستدلالات والمباحث حتی انها وقعت عند علماء الحرمین موقعا جلیلا وقرظوا له علیها واجادوا فیما قاموا به له وهو قلیل من قدرہ اذا علمت ذالك کلّه تبین واتضح لك ضلال المعترضین علیه من الوهابیه والحسدة هذا ما تیسرلی من نصرة هذا الامام الکامل قاله بفمه ورقمه القلمله المرتجی من ربه کمال النیل محمد سعید بن محمد باہصیل مفتی الشافعیه وشیخ العلماء بمکة المحمیة غفر الله له ولوالدیه ومشایخه وجمیع المسلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و نعت کے بعد میں نے فاضل کامل میرے سردار احمد رضا خاں کے رسالہ "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ" کا مطالعہ کیا تو میں نے مصنف مذکور فاضل سیدی احمد رضا خاں کو اپنی ذات اور اپنے اس رسالہ مذکورہ میں تین وجہ سے عظیم تعریف کا مستحق پایا۔ وجہ اوّل یہ کہ جس سمت میں ہے وہاں کے علماء کا سردار ہے اور وہ شریعت کے اصول و فروع سے علوم و مطالب میں محقق و مدقق ہے۔ وجہ دوم یہ کہ وہ حق جناب سید المرسلین صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم میں حضور کے حسن تعظیم و آداب کے ساتھ قیام و کوشش تام رکھتا ہے۔ اور خصوصاً ان علوم غیب میں کہ اللہ تعالٰے نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو کرامت کئے جو بے انتہا ہیں، ان چیزوں سے جو لوح محفوظ اور عرش عالم ہائے بالا وغیرہا میں ہیں۔ جن کا بیان مصنف

نے اپنے رسالہ مذکورہ میں کیا اور جن پر دلائل قائم کئے اور اُن پر اُن سندوں سے دلیل قطعی قائم کی جو اپنے بعض مشائخ اور مصنفینِ سلف و خلف سے نقل کیں۔ جن کا حصر ہوتا معلوم نہیں ہوتا۔ جیسا رسالہ مذکورہ میں اُن کے مطالعہ کرنے والے کے پیش نظر ہیں۔ وجہ سوم یہ رسالہ مذکورہ کہ اپنی شان میں عظمت والا ہے باآنکہ اُسے اپنے زمانۂ حج ۱۳۲۳ھ میں قلیل مدت میں لکھ دیا۔ جیسا کہ اس کا ذکر کیا۔ اس میں خوب محکم کام کیا اور دلائل و مباحث کو بسط دیا۔ یہاں تک کہ وہ رسالہ علماء حرمین شریفین کی نگاہ میں عظیم وقعت پر واقع ہوا۔ اور ان علماء کرام نے مصنّف کیلئے رسالہ پر تقریظیں لکھیں۔ اور انھوں نے مصنّف کی تائید میں بہت خوب قیام کیا اور یہ بھی مصنّف کی قدر سے کم ہے۔ جب یہ سب تجھے معلوم ہو لیا تو تجھ پر واضح اور روشن ہو گیا کہ وہابیہ اور حاسد جو اس پر اعتراض کرتے ہیں سب گمراہ ہیں۔ یہ ہے وہ جو مجھے اس امام کامل کی مددگاری میں میسّر ہوا۔ اُسے اپنے منہ سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا اپنے رب سے کمال مراد پانے کا امیدوار محمد سعید بن محمد بابصیل نے جو مکہ معظمہ میں مفتی شافعیہ اور شیخ العلماء ہے اللہ تعالیٰ اُسے اور اس کے ماں باپ اور استادوں اور سب مسلمانوں کو بخشے۔

یہ تقریظ منثور کا ترجمہ منثور تھا۔ ذوقِ مطالعہ تازہ ہے اب محدث مدنی حضرت عبدالقادر بن سودہ القرشی کی تقریظ منظوم کا ترجمہ منظوم بھی پڑھتے چلیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمداً لمن اظہر الحق عیاناً ومنح اقواماً بکمال الایمان بالمنا فظاھراً فبان نجمھم تبیاناً نحمدہ سبحانہ ونشکرہ ولو من بہم ونوحدہ ونشہدہٗ انہ اللہ الذی لا الٰہ الا ھو مکون الکائنات ونشہد ان سیدنا ونبینا ومولانا محمدن الذی اطلعہ اللہ علی جمیع المکونات فعلم کلیہا وجزئیہا والماضی والآت المرسل بکمال انواع الایمان اعجازاً لھم وقھراً فلم یبق لاحدٍ من الناس عذراً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ الذین مھدوا الدین واسسوہ وکشفوا عن وجہہ مخدرا النقاب وازالوہ اما بعد وفی کل ربع بنو سعد فان العبد الفقیر المعترف بالعجز والتقصیر لما اطلع علی الرسالۃ المسماۃ بالدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ لمؤلفہا اصولی الزمان وعلامۃ الاوان المتکلم النظار والمفسر الذی علیہ المدار یتیمۃ الدھر بلا اقران قاضی القضاۃ الشیخ احمد رضا خان الفیتہا البحر الزاخر ونقولہا کالانجم الزواھر ومتی امعنت فی مسائلہا النظر وجدتہا ھی عقیدۃ اھل الایمان فی البدو والحضر ترشحت من تطبیق الانقال وتوشحت

بمخدرات المقال. ففي كل لفظ روض من المنى وفي كل سطر منها عقد من الدر والله انها لساحرة وباهرة ذو المنقول ولم يبق لاحد بعده مايقول ومخالف العقيدة التي فيها جهول وضلول لكن لله دره فلقد رد عقولهم خاسرة خائبة وانقلبت بما نوهم خاسئة هائبة ولقد كنت رأيت رئيس هذه الطائفة الكاذبه وانا مقيم بالمدينة المنورة على منورها افضل الصلوات وازكى السلام وتذاكرت معه في علوم فنفر منه قلبي نفورا كليا واشتدت في مواجهته لاتعجب من ينهمك حاله ولايدلك على الله مقاله فخليت سبيله ولقد نقلت مايشفي ويكفي في الرد على هذه الطائفة الوهابيه في كتابي المسمى العنوان المعرب ونقلت هنا لك مالصاحب سيوف الفلك والترجمانة الكبرى في اخبار هذا العالم برا وبحرا وكذلك رسائل الشيخ الطيب ابن كيران وتلميذه صاحب الفتوحات الوهابية في الرد على الطائفه الوهابيه وكذلك رسالة سيدي ابراهيم الرياحي التونسي ولله دره عصرينا حسان الزمان ومحي سنة سيد ولد عدنان المحفوظ بالنبي العدناني الشيخ يوسف النبهاني حيث ذكر في كتابه شواهد الحق هاتيك التنبيهات التي هي في فوادهم شهب زاجرات فلقد قام هو وصاحب الرسالة بالواجب واتيا بالحكم الصائب لكن العلم والعدل اصل كل خير والجهل والظلم اهل كل شر والله تعالى ارسل رسوله سيدنا وشفيعنا ووسيلتنا الى ربنا دنيا واخرى بالهدى ودين الحق وامره ان يعدل بين الطوائف ولاتتبع اهواء احد منهم فقال عز من قائل فلذلك فادع واستقم كما امرت ولاتتبع اهواءهم وقل امنت بما انزل الله من كتاب وامرت لاعدل بينكم الله ربنا وربكم لنا اعمالنا ولكم اعمالكم لاحجة بيننا وبينكم الله يجمع بيننا واليه المصير وحاصل مايقال

فی هذہ الرسالة ذات الحسن والجمال والبہاء والکمال۔

ایہا الناظر فیہا	انظر الحق یقینا
وتحققہا اعتمادًا	وملاذا وبیانا
فہی واللہ اساس	وہی نور المومنین
کملت حقا بصدق	وبدرت للعالمینا
لترہا فی الکون ظاہر	فی عیون الحاسدینا
او یخفی النور حقا	من نجوم ظاہرینا
نورہم فی الہند ظاہر	من جمیع المؤمنینا
رب صل ثم سلم	عن جمیع المرسلینا
سیما عالم غیب	وامام المتقینا
عالم الخمس یقینا	بل رأی الحق مبینا
وعلیٰ اٰل الکرام	وجمیع التابعینا

قاله بفمہ ورقمہ بقلمہ خادم الحدیث والاسناد غبار النعال وقبیح الافعال الراجی عفو ربہ المتعال الحال وقتہ بالمدینة المنورة بعد قبولہ مراد حج بیت اللہ الحرام عبد القادر بن محمد بن عبد القادر بن الطالب بن سودة القرشی ابا الحسینی اما الفاسی لہ وجمیع المسلمین بالحسنی وکتبت فی الحرم النبوی لمواجہة الشریفہ مجل فی ۲۹ ربیع الآخر سنہ ۱۳۲۹ھ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اس کے لئے جس نے حق کو آشکار کر کے آنکھوں دکھایا اور گروہوں کو ظاہر اور باطن میں کمال ایمان عطا کیا۔ قرآن کا ستارہ خوب روشن ہو کر چمکا۔ ہم اس کی حمد کرتے اور اس کی پاکی بولتے اور اس کے شکر گزار ہوتے ہیں۔ اور اس پر

ایمان لاتے اور اسے ایک اکیلا جانتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً وہی خدائے برحق جس کے سوا کوئی معبود نہیں خالق کائنات ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سردار ہمارے آقا محمد ہیں جنہیں اللہ نے جمیع مخلوقات پر مطلع فرمایا تو انھیں ہر کلی وجزئی بتایا اور ہر گذشتہ وآئندہ سکھایا لوگوں کو عاجز ومقہور کرنے کیلئے ہر طرح کے کمال ایمان کے ساتھ بھیجے گئے تو کسی کے لئے عذر باقی نہ رہا اللہ ان پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور اُن کے آل واصحاب پر جنہوں نے دین کو آراستہ وپیراستہ اور ان کی بنیادوں کو مضبوط کیا اور اس کے پردہ نشین (رازہائے سربستہ) کے چہروں سے گھونگھٹ اٹھادیا۔ بعد حمد وثناء ومدحت اور یہ گھڑیاں ہیں فرزندان سعادت بلاشبہ بندہ فقیر معترف عجز وتقصیر جب مطلع ہوا الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ مصنفہ اصولی زماں وعلامہ دوراں متکلم مناظر جس پر مدار کار وہ مفسر ویتیم زمانہ حاذق قاضی قضاۃ آفاق استاد احمد رضا خاں تو میں نے اسے دریائے مواج وذخار پایا اور اس کے نقول کو ستاروں کے مانند ضیا بار۔ اور میں نے جب اس کے مسائل میں گہری نظر کی تو میں نے انہیں تمام اہل ایمان کا شہرہ وبہرہ نجات کا عقیدہ پایا۔ وہ نازاں ہے کہ رفع احادیث کی دامن نگاری نے اُسے سنوارا اور پروگیا ان کلام کی جھیلوں سے اُسے سجایا ؎

براووں کے ہیں باغ ہر لفظ میں تو ہر سطر میں موتیوں کی لڑی

خدا کی قسم وہ بلاشبہ عقلوں پر جادو ڈالنے والا اور اہل منقول کا مغلوب کرنیوالا ہے اور اس کے بعد اُس کو کچھ کہنے کی جگہ نہ رہی اور مخالف اس عقیدہ کا کہ اس میں ہے جاہل وگمراہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اس کی خوبی کہ اس نے یقیناً انکی عقلو کو خائب وخاسر پھیرا اور ان کی بصیرتیں دھتکاری ہوئیں ہیبت زدہ پلٹیں اور بے شک وشبہ میں نے اس جھوٹے طائفہ کے اگروں کو اپنے قیام مدینہ منورہ کے وقت دیکھا تھا (اس مدینہ کو نور دینے والے پر بہت بہترین اور ستھرا صلاۃ وسلام) اور میں نے اُس سے علمی مذاکرہ کیا اس سے میرا دل نفرت کلی سے نفور ہو گیا اور اس کے منہ پر

میں نے یہ شعر پڑھا ؎

اسکی صحبت ترک کر گر ہو نہ تجھکو کچھ مجال

اور دکھاتی ہو نہ راہِ حق تجھے اسکی مقال

تو میں نے اس کا راستہ خالی کر دیا اور در حقیقت میں نے نقل کیا اس طائفہ وہابیہ کے رد میں وہ کہ کافی و شافی ہے اپنی کتاب مسمٰی بعنوان المعرب میں اور اس میں میں نے نقل کیا وہ کہ مصنف سیوف الفتاک اور الترجمانۃ الکبریٰ فی اخبار ہذا العالم برا و بحرا نے تحریر کیا۔ یونہی رسائل شیخ طیب ابن کیران اور انکے تلمیذ مصنف الفتوحات الوہابیہ فی الرد علی طائفۃ الوہابیہ میں جو تھا اور یونہی رسالہ سیدی ابراہیم ریاحی تونسی میں جو تھا اور اللہ کیلئے ہے خوبی ہمارے ہمعصر حسان زمان زندہ کن سنّت سردار عدنان محفوظ بہ بنی عدنانی معروف شیخ یوسف بنہانی کہ انہوں نے اپنی کتاب شواہد الحق میں وہ تنبیہات ذکر فرمائیں کہ ان کے اندر کے دلوں میں زجر کرنے والی شہاب ہیں تو در حقیقت بلا ریب وہ (علامہ بنہانی) اور مصنف رسالہ ہذا (الدولۃ المکیہ) ادائے واجب کیلئے کھڑے ہوئے اور حکم صائب لائے لیکن علم و عدل ہر نیکی کی جڑ ہے۔ اور مولا تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہمارا سردار، ہمارا شفیع، ہمارا وسیلۂ دنیا و آخرت بنا کر رہنمائی اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ اور انہیں حکم کیا کہ سب فرقوں میں عدل فرمائیں اور ان میں سے کسی کی ہوائے نفس کی پیروی نہ کریں۔ تو ارشاد فرمایا (بہر تقاضائے عزیز) تم تو اسی کی دعوت دو اور خود مستقیم رہو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا انکی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور کہدو میں ایمان لایا اللہ کی اتاری ہوئی کتاب پر اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں تم میں انصاف کروں، اللہ ہمارا تمہارا رب ہے۔ ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے کرتوت ہیں۔ ہم میں تم میں کوئی حجت نہیں اللہ ہم میں اتفاق دے اور اسی کیطرف ہے پھرنا۔ اس رسالہ صاحب حسن و جمال و نور و کمال کے حق میں جو کہا گیا اس کا حاصل کلام و نتیجۂ مقال یہ ہے ؎

اے مرے پیارے ناظریں حق ہے یہ رسالہ بالیقیں
حق جان اور کر اعتماد جائے پناہ ذکر مراد
واللہ وہ ہے اصل دیں نور و ضیائے مؤمنیں
کامل ہے صدق وحق میں ہے آشکار اخلق میں
عالم میں نشر و ظہور ہے چشم حسد بے نور ہے
کیا نور بیچ بیچ چھپ ہے انجم سے جب ہو سب کھلے
یہ نور ہند کا نور ہے مسلم میں اس کا ظہور ہے
تحفے صلاۃ و سلام کے سب مرسلین عظام سے
مخصوص عالم غیب پر سردار اتقیا کے سر پر
اے علم خمس ہے بالیقیں کہ خدا بھی اس کو چھپا نہیں
اور سروران دین پر
اتباع و تابعین پر

اسے اپنے منہ سے کہا اور اپنے قلم سے تحریر کیا۔ خادم حدیث و اسناد و خاک پاپوش علماء زشت کار **عبدالقادر محمد سودہ القرشی**

اپنی برتری والے پروردگار کی بخشش کے امیدوار وارد حال مدینہ منورہ بعد حصول مراد حج بیت اللہ الحرام عبد الغفار ابن محمد ابن عبد القادر ابن طالب سودہ باپ سے قریشی ماں سے حسینی پیدائش و پرورش سے فاسی اللہ کا اور سارے مسلمانوں کا خاتمہ بخیر فرمائے اسے حرم نبوی میں بمواجہہ شریفہ بعجلت تحریر کیا۔ بتاریخ ۱۹ ربیع الآخر الفاخر ۱۳۲۹ھ

حضرت حجۃ الاسلام اپنے والد گرامی وقار ممدوح خواص و عوام امام احمد رضا خاں کے علمی جانشیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ "الدولۃ المکیہ" کی تسوید ہو یا تمہید، ترجمہ ہو یا تقریظ ہر محاذ پر حرمین طیبین میں آپ ایک ادیب لبیب اور وکیل جلیل نظر آتے ہیں۔

امام احمد رضا کا علمی غلغلہ حرمین طیبین پر چھایا ہوا تھا۔ اعاظم علماء کرام الدولۃ المکیہ پر بڑی دھوم دھام سے تقریظ لکھ رہے تھے۔ مصنف کی علمی جلالت اور فقہی مہارت کا برملا اعتراف کیا جا رہا تھا، سوال و جواب کا بازار بھی گرم تھا۔ مگر بحمدہ تعالیٰ مصنف خود اپنی تصنیف پر شکوک کے مسکت جوابات کے لئے موجود تھے۔ کبھی کبھی ان جوابات سے بعض مفتیان کرام کو اپنی عظمت شان کی وجہ سے ناگوار خاطر بھی ہوا مگر مصنف عدیل نے وہی کیا جو انصاف اور اظہار حق کا تقاضا تھا۔ اس محاذ پر بھی حضرت حجۃ الاسلام نے اپنے والد موصوف کی موجودگی میں مفتی شافعیہ کے شاگرد شیخ عبدالقادر طرابلسی شبلی مدرس کو کہ بعض مسائل میں وہ الجھے ہوئے تھے، ایسے جواب دیئے کہ وہ خوش ہو گئے۔ الملفوظ ج ۲ ص ۵۰

یہاں تک عنوان تحریر صرف الدولۃ المکیہ کا اردو ترجمہ تھا، اسکی تمہید فاضل مترجم ہی کے قلم سے مع ترجمہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب ہم یہاں سے "کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم" کی تمہید کا جائزہ لیتے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام کو امام احمد رضا کی کتابوں پر قلم برداشتہ تمہیدی تحریر کے فیضان کا ایک حصۂ وافر عطا ہوا تھا کہ تمہید ہی میں مصنف کی شان تصنیف کی آن اور حسن بیان سب کچھ اس طرح لکھ دیا جائے کہ اصل کتاب اور تمہید میں بیان و زبان کا کوئی فرق باقی نہ رہے۔ اس دور میں یہ طغرائے امتیاز صرف حجۃ الاسلام کو حاصل رہا ہے۔

کفل الفقیہ الفاہم کی تمہید کے مندرجہ ذیل روشن سطور عربی زبان و بیان کے ایسے انمول جواہرات ہیں جو رہتی دنیا تک عربی ادب کے خزائن میں نوادرات کا حسین اضافہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے اور فاضل تمہید نگار کی فی البدیہہ تحریر کی داد دیجئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمد الحمید المحمود حمد حامد احمد واصلی واسلم علی احمد محمد امۃ احمد وبعد فلمّا توجہ للمسیر کالبدر المنیر من حضیض الہند الی اوج ام القریٰ وزیارۃ حرم الحبیب المصطفیٰ المرتجی المرتضی المجتبیٰ علیہ افضل التحیۃ والثناء مرۃ اخریٰ فی العام الماضی قبل عام خلا امام اہل السنۃ السنیۃ والجماعۃ السنیۃ مجدد المأۃ الحاضرۃ مؤید الملۃ الطاہرۃ سنام نور الایمان انسان عین الاعیان الذی لم یکتحل بمثلہ طرف الاوان قطب المکان وغوث الزمان برکۃ الاعیان ایۃ من ایات الرحمٰن سیدی واستاذی ووالدی وملاذی حضرۃ المولی الحاج الشیخ احمد رضا خان افاض اللہ علینا من شابیب فیضہ المدرار

حمد کیے گئے کی وہ حمد کرتا ہوں جو سب سے بہتر حمد کرنے والے نے کی۔ اور درود و سلام بھیجتا ہوں اُن پر جو سب بکثرت سراہے ہوؤں سے زیادہ سراہے گئے ہیں۔ جن کا نام پاک احمد ہے۔ حمد و نعت کے بعد جبکہ چودھویں رات کے روشن چاند کیطرح سیر کیلئے ہند کی پستی سے بلندیٔ حج مکہ معظمہ و زیارت حرم حبیب مصطفےٰ امید گاہ و پسندیدہ و برگزیدہ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کیطرف سال گذشتہ سے پہلے سال دوسری بار وہ متوجہ ہوئے جو اہلسنت تابندہ و جماعت سنت کے امام ہیں۔ اور موجودہ صدی کے مجدد و ملت پاکیزہ کے ناصر نور ایمان کی بلندی چشم عمائد کی پتلی۔ وہ کہ زمانے کی آنکھ نے ان کا مثل نہ دیکھا۔ قطب مکان و غوث زمان و برکت وجود و آیات الہیہ سے ایک آیت۔ میرے سردار استاد و والد و جائے پناہ حضرت مولانا حاجی جناب احمد رضا خانصاحب اللہ عزوجل

ما تزهر الهزار فوق الأزهار وكنت
دخيلا في محاسيب عياله متشبثا
بأهداب أذياله فرأيت ما قد خصه
الله تعالى به من مزايا الاكرام و
واسبغ عليه من عطايا العظام و
اسبل عليه من غطاء الانعام ببلده
الحرام وبلد حبيبه سيد الانام
عليه افضل الصلوٰة والسلام مدى
الليالي والأيام فبجله اهاليهما ووقروه
وكرموه وحبروه وعلى اعدائه نصروه
وقهروا المفسدين المارقين من الدين
كما تخرج الشعرة من العجين وهتكوا
خيام خبثهم المهين فباءوا بغضب من
الله واصبحوا خاسرين وساء صباح المنذرين
وفرت ذريه الشيطان بهوة الهوان
كحمر مستنفرة فرت من قسورة و
هتكت استارها وكشف عوارها
وشاعت عارها وتوارى اوارها وخمدت
نيرانها وقتلت نيراتها وذبحت ثيرانها
وقلب للعلماء الكرماء الاتقياء العظماء
الكبار الاعلام بكمال الاعزاز ونهاية
الاحترام وشهد والده انه سيد الفرد

ہم پر اُن کے فیض بسیار بار کے چھینٹے ڈالے
جبتک کلیوں پر بلبلیں چہکیں اور میں اُس کے
شمار عیال میں داخل انکے آنچلوں دامنوں سے
متمسک تھا تو میں نے دیکھے وہ عزت کے وہ امتیاز جن سے
اللہ تعالیٰ نے انکو خاص کیا اور آن پر اپنی بڑی
عطائیں وسیع فرمائیں اور اُنپر اپنے انعام کا دامن ڈالا
اپنے عزت والے شہر (مکہ معظمہ) اور اپنے محبوب سید عالم کے شہر
(مدینہ طیبہ) میں (ان پر سب سے بہتر درود و سلام جبتک رات
دن باقی رہیں) دونوں شہر کرم کے لوگوں نے انکی تعظیم
و توقیر و تکریم و خاطرداری کی اور انکے مخالفوں پر اُن کو
مدد کی اور ان مفسدوں کو کر دیں۔ دین سے ایسے نکل گئے
جیسے آٹے سے بال، مغلوب کیا۔ اور انکی ذلیل
خباثت کے پردے چاک کئے۔ تو وہ مفسد غضب الٰہی
کے مستحق ہوئے۔ اور خسارے میں رہے۔ اور ڈرائے
گئے کر بری صبح ہوئی۔ اور شیطان کی اولاد ذلت
کی غار میں بھاگی۔ جیسے بھڑکے ہوئے گدھے کہ
شیر سے بھاگے ہوں۔ اور ان مفسدوں کے پردے
چاک ہوگئے۔ اور عیب کھل گئے۔ اور انکی ذلت
فاش ہوئی۔ اور انکی گرمی روپوش اور ان کی
آگیں خاموش ہوئیں اور انکے چہرے مارے گئے اور ان
کے بیل ذبح کئے گئے اور حضرت محدث علمائے کرام اتقیا
عظام بڑے بڑے مشاہیر کمال عزت اور نہایت احترام

الامام بل قبلوا ايا دیه والاقدام و
استمعوا منه الحديث المسلسل بالاولية
واستجازوا منه بالصحاح والسنن و
المسانيد والمعاجيم والمصافحات الاربع
المروية حتى بايعوا على يديه وانسلكوا
في السلسلة العلية القادرية
الرضوية وكان ذالك كله
دق وجله بالاصرار فوق الاصرار
من صناديد العلماء وكبار
الكبار ذالك فضل الله يؤتيه
من يشاء والله ذو الفضل العظيم
وطابت بطيب ذكره الاذان و
فاح بشميم فضله كل نادو مكان و
وطار صيت نواله في الزوايا والآفاق فتاقت
الافئدة للقائه بالاشواق بينه فاح عرف
علومه وتضوع مسك فهومه من الرسالة
المباركة الدولة المكية بالمادة الغيبية
التي صنفها بجواب اسئلة الوهابية
الغيبية فهزم الاحزاب وبيده كا
تحت الثياب وقتل الرؤس والاذناب
وسيفه في الجراب واتم الكتاب
وانهى الجواب في ثلث جلسات

سے ملے اور ان کیلئے گواہی دی کہ وہی سردار
وکیتا و امام ہیں ۔ بلکہ ان کے ہاتھ پاؤں چومے
اور ان سے حدیث مسلسل بالاولیۃ سنی اور حدیث
کی کتابوں صحاح ستہ و سنن و مسانید و معاجیم
اور چاروں مصافحوں کی اجازت لی ۔ یہاں تک
کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ قادریہ
رضویہ میں منسلک ہوگئے ۔ اور یہ تمام باتیں چھوٹی او
بڑی سب ان عمائد علماء و اکابر کبرا کے اصرار پر
سے ہوگئیں ۔ یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے
دے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے ۔
حضرت ممدوح کے تذکرہ سے کان خوش
ہوگئے اور ان کی خوشبوئے فضل سے ہر مجلس
و منزل مہک اٹھی ۔ اور ان کے فیض کا شہرہ
اطراف و آفاق میں بلند ہوا تو قلوب بڑے
شوق سے ان کے آرزومند ہوئے مگر ان کے
علوم کی خوشبو پھیلنا اور ان کے مشک
فہوم کا خوب مہکنا رسالہ مبارکہ " الدولۃ
المکیہ بالمادۃ الغیبیہ " سے ہوا جسے علم غیبی
وہابیہ کے جواب سوالات میں تصنیف فرمایا
تو ان کے گروہوں کو بھگا دیا ۔ اور ہاتھ باہر
نکالنے کی حاجت نہ ہوئی اور ان کے سر و دم
قطع کئے اور تلوار نیام ہی میں رہی یہ

لا يبلغ مجموعهما عشر ساعات فما
كان الا كرامة من الله وخرقا
للعادة لكنه له كدأب وعادة قد
جرب مرارا فى امثال الافادة اتم
الله له الحسنى وزيادة فاتى بها
بديهة مطلوقة وبلاغة رائعة
متحلية بروايات فاستضاءوا بانوارها
الساطعة واستيقنوا ان له قدما فارعة
فى اعلام العلوم من المنقول و
المفهوم فاستوقفوا عنده مطايا
الادب والقوا اليه ركاب الطلب
واستفتوه فى مسائل كثيرة فاجابهم
عن قريحة مشرقة منيرة منها
اثنتا عشرة مسئلة تبلو الاذهان
وتجلو المكان وتسبر الاوزان و
تخبر عن قدر الفرسان فى معارك
الميدان بعد ما بحثوا فيها من
جل وقل واستسقوا لها الوابل
والطل وتعلل الناس بعسى ولعل
فابتدء فى اجوبتها يوم السبت
وعاودته الحمى يوم الاحد
فانها كضحى يوم الاثنين لسبع

کتاب اور جوابات صرف تین جلسوں میں تمام
ہوئے جنکا مجموعہ دس گھنٹے بھی نہ تھا۔ تو یہ
نہ تھا مگر اللہ عزوجل کیطرف سے کرامت خارق عادت
مگر وہ حضرت ممدوح کیلئے تو دستور و عادت کے مثل ہے
جسکا ایسے افادوں میں ان سے بار ہا تجربہ ہوا
اللہ ان کیلئے وہ سب سے بہتر خوبی اور اس پر بھی
زیادت پوری کرے تو یہ رسالہ ایک نور کیا نگاہ و
فراواں پدید اور بلاغت ترقی گزیں سے لکھدیا
سیراب روایتوں سے جلوہ ریز اور گوہر ہائے انمول
سے زیور پوش تو وہ علما اس کے بلند نوروں
سے ضیا گستر ہوئے اور انہوں نے یقین کیا کہ
مصنف کا قدم مشاہیر علوم معقول و منقول میں
بلند ہے۔ تو ان کے پاس حاجتوں کے ناقے رکے
اور انکی طرف طلب کے جمانے سرگرم تیز کیے۔ اور
بہت مسائل میں ان سے فتوے چاہے تو مصنف
نے چمکتی نورانی طبیعت سے انکو جواب دیے۔
ازاں جملہ وہ بارہ مسئلے کہ ذہنوں کو آزمائیں اور
آدمی کا مقام کھولیں اور قیمت جانچیں میدان
کے معرکوں میں سواروں کی قدر بتائیں بعد اسکے کہ
وہ علما ان مسائل میں صغار و کبار سے بحث کر چکے
تھے اور ان کیلئے بڑی بھری اور شبنم سب پانی مانگ
چکے تھے اور لوگوں نے آہے بلے کر کے ٹال دیا

بقين من المحرم الحرام ۱۳۲۴ھ مدة
في بلد الله الحرام فقد اتى بفضل
الله المنعام منزنة عند الاوام
وكان ذالك الاقتراح من
الفاضل الصفي الكامل الوفي
امام المقام الحنفي مولٰنا
الشيخ عبد الله ميرداد المكي
القادري الرضوي ابن شيخ
الخطباء وسيد الائمة العظماء
حضرة الشيخ احمد ابي
الخير حفظهما الله تعالى عن كل
ضير۔ واستاذه الفاضل الكامل
الحائز الزاوي عن كل المساوے
مولانا الشيخ حامد احمد محمد
الجداوي حفظ عن شر الغدو
والغاوي ووقانا واياهم عن كلاب
البدع ونباح العاوي وحمانا
واياهم عن جميع المهالك
والمهاوي وروانا جميعا من
شابيب فضله الراوي ونضر
قلوبهم وقلبي الزاوي وخفف لنا
ولهم جميع المساوي ورزقنا

تھا ایسے مسائل کا جواب مصنف مدظلہ
نے بروز شنبہ شروع فرمایا اور اتوار کو سہ پہر چار
آگیا تو روز دوشنبہ پہر دن چڑھے سے تمام
فرمادیا۔ ۲۳ محرم الحرام ۱۳۲۴ھ کو اللہ عزوجل
کے حرمت والے شہر (مکہ معظمہ) میں تو پیچھے
احسان والے اللہ کے فضل سے پیاس کے
وقت مینہ آیا۔ اور اسکی خواہش دو عالموں کی
کیطرف سے ہوئی تھی۔ ایک فاضل پاکیزہ کامل
مکمل مصلائے حنفی کے امام مولٰنا شیخ عبداللہ
میرداد مکی قادری رضوی شیخ الخطباء و سردار
اماماں باعظمت حضرت شیخ احمد ابو الخیر کے
صاحبزادے اللہ عزوجل اُن کو ہر مضرت سے
محفوظ رکھے۔ دوسرے اُن کے استاذ فاضل کامل
سب بری باتوں سے یکسو وکنارہ گزیں مولانا
شیخ حامد احمد محمد فاضل جداوی کہ وہ دشمن و گمراہ کے
شر سے محفوظ رہیں اور اللہ تعالیٰ انھیں اور
ہمیں بدمذہب کتوں اور بھونکنے والے کے بھونکنے
سے بچائے اور ہمیں اور انھیں سب ہلاکوں اور
گرنے کی جگہوں سے نگاہ رکھے۔ اور ہم سب
کو اپنے فضل سیراب کے چھینٹوں سے سیراب
کرے۔ اور اُن کے دل اور میرے دل پژمردہ
کو تروتازہ کرے۔ اور اُن کی اور ہماری سب

جميعاً عودًا بعد عود الى بيته
الكريم وبيت حبيبه الرؤف
الرحيم عليه وعلى اله
الصلوة والتسليم كرات بعد
مرات بالقبول والبركات
بجاه مصحح الحسنات و
مقيل العثرات ودليل
الخيرات ماحى الذنوب و
والسيئات صلى الله تعالى
عليه وعلى اله واصحابه
وازواجه الطاهرات. و
قد سمّى الرسالة **كفل**
الفقيه الفاهم فى احكام
قرطاس الدراهم ۱۳۲۴ھ
فماهى ذه والحمد لله على
الائه والصلوة والسلام
على افضل انبيائه وعلى
اله وصحبه وسائر احبائه
وعلينا معهم وبهم وفيهم
ولهم وعلى جميع المسلمين
والمسلمات الاحياء منهم و
الاموات آمين يا رب

برائیاں بخشدے اور ہم سب کو بار اپنے
کرم والے گھر اور اپنے حبیب نہایت
مہربان رحم والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم کے مزار کیطرف بار بار پھر کر
حاضری پہ حاضری عطا فرمائے۔ قبول
اور برکتوں کے ساتھ ان کی عزت
کا صدقہ جو نیکیوں کو صحت بخشنے والے
ہیں اور لغزشوں کے معاف فرمانے والے
بھلائیوں کے رہنما ہر گناہ و بدی مٹانے
والے اللہ تعالیٰ ان پر اور اُن کے
آل واصحاب اور پاک بیبیوں پر درود
بھیجے۔ مصنف نے رسالہ کا نام
کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس
الدراہم (۱۳۲۴ھ) رکھا۔

اِس وہ رسالہ یہ ہے اور اللہ کے
لئے حمد ہے اس کی نعمتوں پر۔ اور
درود وسلام افضل انبیاء اور اُن کے
آل واصحاب اور تمام احباب پر اور ہم
پر اُن کے ساتھ اور اُن کے سبب اور
اُن کے گروہ میں اور اُن کے صدقہ میں
اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر
جو اُن میں زندہ ہیں اور جو مر گئے ایسا

العٰلمین۔ ہی کرا ے پروردگار سارے جہان کے۔

قالہ بفیہ شاھدا بما فیہ راجی رحمۃ ربہ ونعمۃ حبہ بالکرم النبوی واللطف المولوی محمد المعروف بحامد رضا البریلوی سقاہ اللہ من منھل کرمہ المروی وحماہ اللہ عن شر الحر المذوی

اسے اپنے منہ سے کہا اور اس کے مضمون پر گواہی دیتا ہوا نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے کرم اور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مہربانی سے اپنے رب کی رحمت اور اس کے محبوب کی نعمت کے امیدوار محمد نے جس کا عرف حامد رضا بریلوی ہے اللہ تعالےٰ اُسے اپنے سیراب کرنے والے گھاٹ سے پانی پلائے اور اسے پژمردہ کرنے والی گرمی کے شر سے بچائے۔

ان تمہیدوں نے بارگاہ امام احمد رضا میں وہ شرف قبول پایا کہ خود امام موصوف نے اپنی زبان فیض ترجمان سے اُن کا ترجمہ فرمایا اور داخل رسالہ کیا۔ [1]

[1] عنایت محمد خاں غوری، سند مسند جانشینی ص ۳

الولد سرّ لابیہ

یہ واقعہ ہے کہ تصنیف و تالیف ہو یا تحقیق و تصدیق، ترجمہ ہو یا حاشیہ، تقریظ ہو یا تمہید ہر جگہ آپ حضرت حجۃ الاسلام کو اپنے والد یکتائے روزگار کا جانشین سراپا تحسین پائیں گے۔

الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ الفاہم کا رواں ترجمہ اور قلم برداشتہ تمہید آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب مندرجہ بالا عنوان سے متعلق "الوظیفۃ الکریمہ" (۱۳۳۸ھ) کا تاریخی نام اور خطبہ بھی ملاحظہ فرماتے چلیے کہ امام احمد رضا نے اس میں بطور تمہید کچھ فرمانا چاہا تھا، مگر وہ درِ مکنون اور سرِ مخزون سینۂ اقدس ہی میں رہا کہ اس رازِ سربستہ اندرونِ سینہ کو حضرت حجۃ الاسلام ہی نے اپنے خطبہ میں ظاہر کر دیا اور اس ادب کو ملحوظ خاطر رکھا کہ امام احمد رضا کی نقل تمہید میں ایک حرف کی بھی کمی نہ رہ جائے۔

"الوظیفۃ الکریمہ" (۱۳۳۸ھ) کا پہلا صفحہ "الولد سر لابیہ" کا روشن ثبوت ہے۔ دیدۂ بینا کو دعوتِ مطالعہ دیجیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا لمن جعل الدعاء عبادة بل مخ العبادة و امر بادعونی عادة والزمه بوعده الاجابة ومن عادبه لبیك یاعبدی اجابة قال ربکم ادعونی استجب لکم واذا سالك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فانه سمیع مجیب ومصلیا ومسلما علی من اختبا دعوته المستجابة لیوم المثابه وعلی اٰله واصحابه ما انهدم الدیم من السحابه اٰمین

حمد[1] اس وجہ کریم کو جس نے ہمیں مولائے عالم والی اعظم محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے بندگان بارگاہ عالم کی پناہ میں کیا۔ ہمارے ہاتھ میں حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا دامن کرم دیا۔ اپنے اولیاء ہمارے مشائخ سلسلہ خصوصًا ہمارے آقا و مولےٰ حضور سیدنا اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سایہ رحمت ہم پر دراز کیا۔ جنہوں نے ہم تک پہنچایا کہ تمہارا حیا والا رب کریم فرماتا ہے کہ بندہ اس کے حضور ہاتھ پھیلائے اور وہ خالی ہاتھ پھیر دے۔ ہمیں خود حکم دعا دیا اور اپنے کرم سے اجابت کو لازم فرمایا۔ فعلیکم بالدعاء فان الدعاء یرد القضاء بعد ان یبرم بارگاہ کرم سید اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے حضور پر نور سیدنا اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہاتھوں جو مبارک دعائیں ہمیں پہنچیں اور وہ اذکار و اشغال کہ در مکنون کی طرح خاندان عالیہ میں مخزون تھے برادران اہلسنت و خواجہ تاشان قادریت و رضویت کے لئے شائع کرتے اور دعوے سے کہتے ہیں کہ ان کا عامل دین و دنیا کی برکتوں سے مالا مال ہوگا۔ ہر بلا و آفت سے محفوظ رہے گا مولیٰ تعالیٰ ان کی برکات سے تمام اہلسنت کو مستفیض فرمائے آمین"

---

[1] حضور پر نور سیدنا اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بطور تمہید کچھ تحریر فرمانا چاہا تھا مگر وہ جواہر زواہر مثل در مکنون سینۂ اقدس میں مخزون رہے، دل نے چاہا کہ ان الفاظ کریمہ سے ایک حرف بھی کم نہ ہو، انھیں بجنسہ نقل کر کے یہیں تک تھے، وجہ فہم قاصر میں آیا ہدیۂ ناظرین کیا۔ اس رسالہ کا نام بھی کچھ نہ تجویز فرمایا تھا، تاریخی نام و خطبہ فقیر نے اضافہ کیا۔ گدائے آستانۂ قدسیہ رضویہ فقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہ (رحمۃ اللہ علیہ)

اس کے علاوہ آپ کی دیگر تصانیف میں بھی امام احمد رضا کا یہی رنگ نظر آئیگا چنانچہ جمعہ کی اذان ثانی بیرون مسجد ہو، اور مسجد کے دروازے پر ہو، اس سنت کا احیا

امام احمد رضا نے فرمایا۔ اس سلسلے میں حیدرآباد، اجمیر، بدایوں، رامپور کے علماء سے تحریری مناظرہ کا بازار خاصا گرم رہا۔ نوبت مقدمہ تک پہنچی۔ بات چونکہ سنت کی تھی اس لئے اہل حق نے رسم و رواج سے قطع نظر اس مسئلہ حق کو تسلیم کیا۔

اس میدان میں بھی حضرت حجۃ الاسلام نے عظیم تحریری کارنامہ انجام دیا اور اس مسئلہ حق اور احیاء سنت کی تائید و تصویب میں اجلی انوار الرضا، سد الفرار، وقایہ اہل سنت اور آثار المبتدعین لہدم حبل اللہ المتین جیسے عظیم رسائل اور مفید مکاتیب ترتیب دیئے اور امام احمد رضا کے مسلک حق اور تحقیق برحق کو آئینہ بے غبار کی طرح واضح رکھا۔

تاریخ گوئی

تاریخ گوئی بہت ہی مشکل فن ہے۔ اس فن میں بھی حضرت حجۃ الاسلام کو اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا کی نیابت حاصل تھی۔ الفاظ و معانی پر استحضار کا یہ عالم تھا، ادھر الفاظ مسموع ہوئے اور ادھر اعداد سامنے آ گئے۔ اس کا مظاہرہ عربی فارسی اردو تینوں زبانوں میں بلا تکلف ہوا۔ کتابوں کے نام ہوں یا اشعار، جملے ہوں یا واقعات، ہر مقام پر بامعنی برمحل کتاب اور واقعات کے عنوان کے مطابق آپکی برجستہ تاریخ گوئی فنی مہارت پہ شاہد ہے۔

آپنے ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ادعائے کاذب سے متعلق سوال پر ایک مبسوط جواب تحریر فرمایا۔ اور اُسے تاریخی نام "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" سے مسمیٰ کیا۔ اس وقت آپ کی عمر صرف ۲۳ رسال کی تھی۔

مسجد جنکشن بریلی جب بنکر تیار ہوئی، اس کی تاریخ کے لئے بعض احباب کے اصرار پر عربی میں فی البدیہہ مندرجہ ذیل تاریخی قطعہ مرحمت فرمایا۔

انما یعمر مسجد من	امن باللہ والاخریٰ
من بنا ہ بنی لہ اللہ	بیت در بجنت الماویٰ
شکر اللہ سعی تیمہ	عمر حامد رضا شفیق ورضا
بخ لعمری بناہ ما اشمغ	ارخہ اسہ تا یہ بجل ورضا
قلت سبحٰن ربی الاعلیٰ	مسجد اسس علی تقویٰ
۴۷۴	۸۵۴

۱۳۲۸ھ

مسئلہ اذانِ ثانی جمعہ میں کہ مسجد میں ممبر کے پاس ہوتی ہے۔ امام احمد رضا نے اس سنت کو کہ ہر اذان مسجد سے باہر مسنون ہے زندہ کر دیا۔ اس مسئلہ میں حضرت مولانا انوار اللہ خاں حیدر آبادی نے اختلاف کرتے ہوئے ایک رسالہ بنام "القول الازہر" تحریر فرمایا۔ حضرت حجۃ الاسلام نے اس کا نوٹس لیا اور اس کا جواب "اجلی انوار الرضا" کے تاریخی نام سے اس طرح لکھا کہ صاحب رسالہ کے نام کی رعایت کے ساتھ ہی امام احمد رضا کے ارشادات کی تائید بھی کر دی۔

امام احمد رضا جن اذکار واشغال اور وظائف سے خواجہ تاشان قادریت رضویت کو افادہ فرماتے رہے، حضرت حجۃ الاسلام نے اس درِ مکنون اور سرِ مخزون کو "الوظیفۃ الکریمہ" کے تاریخی نام سے شائع فرمایا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا کے وصال پر "قوارتخ الوفاۃ" کے تاریخی عنوان سے مندرجہ ذیل تواریخ ارشاد فرمائیں۔ وہ اس فن کا شاہکار ہیں۔ "نور اللہ ضریح" ۱۳۴۰ھ "شیخ الاسلام والمسلمین" ۱۳۴۰ھ "امام ہدایۃ السنۃ الحاج احمد رضا" ۱۳۴۰ھ "الہاد البریلوی القادری البرکاتی" ۱۳۴۰ھ "رضی اللہ الحق عنہ" ۱۳۴۰ھ "ہم اولیا تحت قبائی لا یعرفہم غیری" ۱۳۴۰ھ "راح شیخ الکل فی کل" ۱۳۴۰ھ "رازدار راز رازی سید و ستر سری" ۱۳۴۰ھ مولوی و معنوی قرآن زبانت مادری ۱۳۴۰ھ[1]

---

[1] عنایت محمد خاں غوری: سند جانشینی ص ۲

ان تواریخ میں "شیخ الاسلام والمسلمین" (۱۳۰۴ھ) کا تاریخی مادہ تو اتنا برجستہ و برمحل ہے کہ امام احمد رضا کے نام نامی اور اسم گرامی کے ساتھ تاج زریں کی حیثیت رکھتا ہے۔

خانقاہ قادریہ نوریہ رضویہ کی بنیاد رکھی گئی تو حضرت نے "خانقاہ قادریہ مبارکہ" (۱۳۴۵ھ) برجستہ ارشاد فرما کر تاریخ خانقاہ مرحمت فرمادی۔

اپنے شاہزادہ اکبر مفسر اعظم ہند مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں کی شادی خانہ آبادی میں جو منظوم دعوت نامہ مرحمت فرمایا اس میں بھی "تہنیت شادی بلطف الٰہی" (۱۳۴۷ھ) "جشن شادی ابراہیم رضا" (۱۹۲۸ء) کے بامعنی اور برمحل جملے ارشاد فرما کر سال ہجری اور عیسوی دونوں میں یادگار تاریخیں عطا کردیں۔ [1]

اس فن میں الفاظ و معانی اور ان کے اعداد کا استحضار ضروری ہے حضرت حجۃ الاسلام اس فن میں بھی امام احمد رضا کے جانشین برحق تھے۔ الفاظ کے مسموع ہوتے ہی نثر ہو یا نظم قدرے رد و بدل کر کے تاریخ کا حسن عطا فرمادیتے۔

دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں مولانا قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ تعلیم ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء میں آپ کی خدمت میں ایک استقبالیہ نظم پیش کی۔ آپ نے اچانک فرمایا۔ "اس نظم میں اس لفظ کے بجائے اگر یہ لفظ رکھ دیا جاتا تو تاریخ بھی ہوجاتی اور وزن شعری بھی برقرار رہتا۔" [2]

کبھی کبھی وضو کرتے کرتے کوئی جملہ ارشاد فرمادیتے تو وہی تاریخ ہوتا۔ محدث اعظم پاکستان حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان فتح و نصرت کی خبر دیوبندی مناظر اعظم کے مقابلے میں سُنی تو وضو کرتے کرتے برجستہ فرمایا "قد فُتِن منظور" ۱۳۵۴ھ تحقیق ہوا کا منظور "دق دن منظور" ۱۳۵۴ھ

---

[1] ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ماہ جولائی ۸۸ء ص ۵۲
[2] معارف رضا ۱۹۸۷ء ص ۲۰۲

منظور کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ غور کیا گیا تو یہی جملے تاریخی مادے قرار پائے۔ [1]

معاصرین علماء میں کسی کا وصال ہوتا تو ایصال ثواب کا اہتمام فرماتے۔ زبانی اور تحریری تعزیت کرتے۔ اور یہ تعزیت نہ صرف اردو میں بلکہ با محاورہ عربی و فارسی میں نہ صرف نثر بلکہ نظم میں ہوتی۔

مولانا عبدالکریم درس کا کراچی میں وصال ہوا تو آپ نے "تواریخ وصال" ۱۳۴۴ھ کے تاریخی عنوان پر عربی و فارسی نثر و نظم میں کئی تاریخیں کہہ ڈالیں۔ عربی جملوں میں با محاورہ تاریخی مادے مندرجہ ذیل ہیں۔

"تواریخ وصال"۔ "مولانا کرمی شاہ عبدالکریم درس" ۱۳۴۴ھ "حضرۃ مولانا وبجل عبید اولیٰنا" ۱۳۴۴ھ "مولانا القریشی الصدیقی الکراچوی" ۱۳۴۴ھ "رحمۃ اللہ المولےٰ تعالےٰ برحمۃ واسعۃ" ۱۳۴۴ھ "الشہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم" ۱۳۴۴ھ "ادخلوا خالدین بہا" ۱۳۴۴ھ "نمقہ العبد الجانی حامد رضا" ۱۳۴۴ھ "النوری الرضوی" ۱۳۴۴ھ

اور فارسی میں یہ اشعار آج بھی تاریخی یادگار ہیں۔

درس عبدالکریم عبد کریم | کرد جان خودش بحق تسلیم
موت العالِم لعلیہ العالَم | نقد دینی احمد بے میم
روّح الروّاح وسقاہ | زاب کوثر وجعفر و تسنیم
درس وعظ حمایت سنت | رد بدعات وطرد اہل جحیم
امر معروف ونہی عن المنکر | کار او بود در حیات کریم

درس دین نہی بگو حامد ۱۳۴۴ھ "ختم شد در کراچی و التسلیم"

اسی طرح حضرت صدر المدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کا وصال ہوا تو "تاریخ وصال" ۱۳۶۲ھ کے زیر عنوان آپ نے ہر جملہ "تاج المحققین سراج المدققین" ۱۳۶۲ھ "اولی اجناب ظہور حسین" ۱۳۶۲ھ "رحمۃ المولیٰ تعالےٰ رحمۃ واسعۃ" ۱۳۶۲ھ تاریخ نکال۔ اور عربی میں ایک شاہکار منظوم تعزیت نامہ تحریر کر کے آخری مصرعہ میں یہ تاریخی شعر ارسال تام فرمایا ؎

حاک ارخ الوصل یا حامد رضا | قل آیہ رضوان ادخلوھا خالدین
۱۳ ھ ۶۲

[1] محمد حامد فقیہ شافعی مولانا، مناظرہ بریلی کی مفصل روئیداد ص ۲۰۱

وظیفہ روز و شب

حضرت حجۃ الاسلام عابد شب بیدار و تہجد گزار عامل و شاغل بزرگ تھے۔ آپ اپنے والد ماجد امام احمد رضا کی طرح دنیاوی معاملات سے کنارہ کش رہتے۔ جائیداد اور مالی امور اپنے فرزند اکبر مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں کے سپرد کر دیئے تھے۔ جو وقت عبادت و ریاضت اور اوراد و وظائف سے بچتا وہ مذہب حق اہل سنت وجماعت کے استحکام و اشاعت میں صرف ہوتا

آپ اپنے عم نامدار مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی کے وصال ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء کے بعد ہی سے دار العلوم منظر اسلام بریلی کے مہتمم تھے اور آپ کی نیابت میں امام احمد رضا کے بھتیجے زادے حکیم علی احمد خاں صاحب اپنی زندگی بھر دار العلوم منظر اسلام کا کام کرتے اور نائب مہتمم رہے

امام احمد رضا کی موجودگی میں دار العلوم کا سارا انتظام و انصرام آپکے سپرد تھا۔ آپکے دور اہتمام میں حضرت مولانا رحم الٰہی شیخ الحدیث، شمس العلماء علامہ ظہور الحسین فاروقی نقشبندی مجددی رام پوری اور شمس العلماء کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے علامہ نور الحسین رامپوری صدر المدرسین تھے۔ اہلسنت کے ممتاز علماء مولانا محمد حشمت علی خان لکھنوی، مولانا احسان علی صاحب صدیقی مظفر پوری، مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سمستی پوری، مولانا عبد الواجد گڑھی کپوری شہادی، مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی، مولانا مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری، مولانا غلام جیلانی میرٹھی وغیرہم فارغ التحصیل ہوئے

دار العلوم منظر اسلام کے نہ صرف آپ مہتمم رہے بلکہ مولانا رحم الٰہی کے ۱۹۳۶ء/۱۳۵۴ھ میں میرٹھ چلے جانے کے بعد شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کا منصب بھی آپنے سنبھال لیا۔ حدیث و تفسیر خصوصًا بیضاوی شریف پڑھانے کا انداز نہایت دلنشین تھا کہ علماء دور دور سے آپ کے درس میں شرکت کے لئے شد رحال کرتے اور سفر و حضر میں آپ سے استفادہ کرتے۔

لے مولانا حسنین رضا خاں، سیرت اعلیحضرت ص ۱۲۱

آپکے تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات شہرۂ آفاق ہوئے

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں برادر اصغر و صاحب سجادہ امام احمد رضا م ۱۴۰۲ھ

- علامہ مولانا حسنین رضا خاں حسن بریلوی و خلیفۂ امام احمد رضا[1] م ۱۴۰۱ھ
- شاہ عبدالکریم صاحب تاجی ناگپوری پیر و مرشد بابا ذہین شاہ تاجی، مدفون کراچی م ۱۳۶۹ھ[2]
- مولانا مفتی ابرار حسن صدیقی تلہری، مدیر شہیر ماہنامہ یادگار رضا بریلی
- محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور پاکستان م ۱۳۸۲ھ[3]
- مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی شیخ القرآن علامہ معقول و منقول، خطیب شعلہ بیان وزیر آباد پاکستان م ۱۳۹۰ھ
- مولانا مفتی عبدالحمید قادری م ۱۳۹۳ھ
- مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں فرزند اکبر م ۱۳۸۵ھ
- مولانا شاہ رفاقت حسین مفتی اعظم کانپور، امین شریعت صوبہ بہار م ۱۴۰۳ھ[4]
- مولانا غلام جیلانی مانسہرہ پاکستان[5]
- صدر المدرسین جامع معقول و منقول مولانا غلام جیلانی اعظمی[6]
- مولانا تقدس علیخاں رضوی سابق مہتمم دارالعلوم منظر اسلام بریلی م ۱۴۰۸ھ
- مولانا محمد علی آنولوی حامدی نائب مدیر ماہنامہ یادگار رضا بریلی۔
- مولانا قاری غلام محی الدین علیہ دوانی۔ نینی تال[7] ص

ص مندرجہ بالا نام نہایت اختصار کے ساتھ نذر عنوان ہیں ورنہ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے تلامذہ کی کثیر تعداد ہے۔ حضرت اقدس کے تلامذہ حضرات کو خود اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہ نے سندات عطا فرمائیں۔ دارالعلوم اہلسنت منظر اسلام بریلی کے درجۂ اعلیٰ میں شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کی جگہ کام کیا۔ (عنایت محمد خاں غوری سند مسند جانشینی، ص ۲)

[1] مفتی اعظم اور میں نے دونوں نے حجۃ الاسلام سے پڑھی ہیں۔ خلیفۂ امام احمد رضا علامہ حسنین رضا خاں کا ارشاد راقم الحروف کے پاس ٹیپ میں محفوظ ہے۔

[2] حضرت تقدس میاں مرحوم کا راقم الحروف سے ارشاد

(باقی حاشیہ صفحۂ آئندہ پر)

آپ معمول کے مطابق روزانہ دار العلوم کے دفتر میں تشریف لاتے اور مولانا تقدس علیخاں رضوی نائب مہتمم سے انتظامی امور پر تبادلہ خیال کرتے۔ منشی فدا یار خاں مرحوم، مولانا مفتی ابرار حسن صدیقی تلہری اور شمس الحسن شمس بریلوی فاضل مشرقیات سے بھی تنظیمی معاملات میں مشورہ فرماتے اور اُن کی رائے کی بڑی قدر و منزلت کرتے ہے

طلبا کی تدریس اور قیام و طعام میں بنفس نفیس دلچسپی لیتے۔ محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث مولانا سردار احمد کی ایسی تعلیم و تربیت فرمائی کہ خود منیۃ المصلی اور قدوری تک پڑھایا۔ اپنے گھر ہی میں طعام کا انتظام فرمایا تا آں کہ لوگ شیخ الحدیث کو حامدی خاندان کا فرد خیال کرنے لگے۔ اور یہ انداز تعلیم و تربیت آپ کا عام تھا۔ جس سے ہر محنتی طالب استفادہ کرتا۔

مہمانوں کی پذیرائی امام احمد رضا کے خاندان کا عام دستور تھا۔ آپ کا دولتکدہ مہمانوں کیلئے مہمان خانہ اور طلبہ کے لئے لنگر خانہ ہوتا۔ اور ہر آنے جانے والا آپ کے دستر خوان لطف و کرم کا خوشہ چیں ہوتا۔ آپ اُن تمام خصوصیات کے جامع تھے جو ایک مجدد کے جانشین میں ہونی چاہیئے

آپ کا نہ صرف اپنے معاصر بلکہ اصاغر علماء کے ساتھ یہ معمول تھا کہ وہ مہمانوں کی ضروریات کا خود خیال کرتے۔ جلسہ کے ہنگامہ میں وہ امور جو خدام اور کارکنان کے ذریعے انجام دیئے جاتے حضرت حجۃ الاسلام خود انجام دیتے تھے ———— دار العلوم منظر اسلام کا عظیم الشان اجلاس بریلی میں ہو رہا تھا، علماء کا ہجوم، مریدین و معتقدین کا شاندار اجتماع تھا ہر شخص کی پذیرائی کا اُسکی حیثیت کیطابق انتظام تھا۔ کہ علی الصباح مولانا محمد عارف اللہ قادری میرٹھی نے دستک دی۔ دروازہ جو کھولا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ خود حضرت حجۃ الاسلام گرم پانی کا لوٹا لئے وضو کیلئے ایستادہ تھے ہے

ہے اللہ رے کوئے دوست کی روشن جمالیاں ؛ ہر ذرہ ہے تجلی آئین لئے ہوئے (ضیا عباس ہاشمی)

(باقی حاشیہ صفحہ گذشتہ کا) ۲؎ اپنے زیر سایہ رکھکر آپکی تربیت فرمائی اور منیہ شریف و قدوری تک کتابیں پڑھائیں ص ۴ رضائے مصطفے / حجۃ الاسلام نمبر ۷/۶ ۱۳۰۱ھ ۱۹۵۹ء ۳؎ مولانا محمود احمد قادری تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۸۰۔
۴؎ مولانا محمد صدیق ہزاروی تعارف علمائے اہلسنت ص ۲۳۰ ۵؎ مولانا محمود احمد قادری تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۲۴
۶؎ حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خان رضوی شیخ الحدیث دار العلوم نعمانیہ لاہور پاکستان م ۱۳۹۲ھ / پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور ص ۳۲۶ ۷؎ حضرت شمس بریلوی کا راقم الحروف کے نام گرامی
۸؎ راقم الحروف سے مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری میرٹھی م ۱۳۹۹ھ کی روایت

حجۃ الاسلام بانی منظر اسلام

تذکرہ جمیل کے مذکورہ اوراق میں حجۃ الاسلام کے کارہائے نمایاں ہدیۂ ناظرین کئے جا چکے ہیں۔ مگر مندرجہ بالا عنوان منظر اسلام کی تاریخ میں جہاں ایک گوشۂ مستور کو روشن کر رہا ہے وہاں ایک نئے اور حسین باب کا اضافہ بھی کر رہا ہے۔

امام احمد رضا اپنی تصنیف وتالیف وفتویٰ نویسی اور فرق باطلہ کی تردید میں اس حد تک مصروف تھے کہ خود بھی ارشاد فرمایا "بحمد اللہ تعالےٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جسمیں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن الحمد اللہ سنتیں کبھی نہیں چھوڑیں"۔ الملفوظ ج ۴ ص ۹۰

غالباً یہی وجہ تھی کہ مصباح التہذیب (جسکی بنیاد حضرت مولانا نقی علی خاں والد ماجد امام احمد رضا خاں نے ۱۲۸۹ھ میں رکھی) کے بعد بریلی میں اہلسنت کا کوئی باقاعدہ دار العلوم نہ تھا۔ مگر امام احمد رضا کی ذات ہی اپنے دور میں ایک دار العلوم اور مخزن العلوم تھی درس و تدریس کے زور شور کا یہ عالم تھا کہ طلبا دور دور سے اپنے مدارس چھوڑ کر بارگاہ رضوی میں حاضر ہوتے علوم وفنون سے فیضیاب ہوتے۔ حیات اعلیحضرت ص ۳۱۱ - ۳۱۲

باایں ہمہ ایک باقاعدہ دار العلوم کی ضرورت مسلم تھی۔ مگر امام احمد رضا اپنی دینی مصروفیات کیوجہ سے اس سلسلہ میں توجہ نہیں فرما سکے کہ امام احمد رضا کے مزاج شناس احباب وخدام نے ایک سید صاحب[1] کو اس سلسلہ میں واسطہ بنایا اور سید صاحب نے اس اہم دینی ضرورت (مدرسہ کا قیام) کا ذکر فرمایا اور امام احمد رضا سے اس کی پرزور سفارش بھی کر دی۔

امام احمد رضا مدرسہ کی ذمہ داریوں خصوصاً سرمایہ کے حصول کی دقتوں سے واقف

---

[1] قبلہ سید امیر احمد صاحب جو اعلیحضرت قبلہ کے مخلص دوست تھے اور دینی قیام دار العلوم کو حد تکمیل سے کمال کر منظر عام پر لانے والے تھے۔ مولانا حسنین رضا خاں سیرت اعلیحضرت ص ۱۱۹

تھے۔ پھر مزید برآں آپ کے پاس اتنا وقت ہی کہاں تھا کہ آپ بذاتِ خود اس کام کو انجام دیتے۔ آپ نے اس خدمت سے معذرت کر لی۔ مگر مشیت ایزدی کو منظر اسلام کا قیام اور علم دین کا اعلام منظور تھا۔ سید صاحب مذکور امام احمد رضا کی خدمت میں یوں گویا ہوئے۔

"حضرت! اگر آپ نے مدرسہ قیام نہیں فرمایا تو بدعقیدہ لوگوں دیوبندیوں وہابیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہے گا اور میں قیامت کے دن شفیع المذنبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کے خلاف نالش کروں گا۔ یہ سننا تھا اور وہ بھی آل رسول کی زبان سے، امام احمد رضا لرزہ براندام ہو گئے اور فرمایا سید صاحب! آپ کا حکم بسر و چشم منظور ہے مدرسہ قائم کیا جائے اس کے پہلے ماہ کے اخراجات میں خود ادا کر دوں گا۔ پھر بعد میں دوسرے لوگ اس کی ذمہ داری سنبھال لیں[۱]

اس روایت کے پس منظر سے منظر اسلام کی تاریخی اور واقعاتی حقیقت کھل کر سامنے آ گئی اور اس سلسلہ میں امام احمد رضا کی رضا اور اعانت و نصرت کا بھی علم ہو گیا۔ اسی مناسبت سے تاریخ میں امام احمد رضا کو منظر اسلام کا بانی قرار دیا گیا۔ مگر حامی سنت ماحی بدعت حضرت مولانا شاہ سراج الدین سلامت اللہ نقشبندی مجددی رامپوری م ۱۳۳۸ھ نے منظر اسلام کا معاینہ فرمایا[۲] اور طلبا کا امتحان لیا تو اپنی تفصیلی رپورٹ میں یہ تحریر فرمایا

"ان میں سے تمام ہندوستان میں اسوقت جو دبدبہ و شوکت وجاہ و حشمت اور اقبال و ہمت و قوت و ثروت ظاہری و معنوی علمی و عملی حق تعالٰی نے جناب حامی دین متین وارث بحق حضرت خاتم النبیین صلے

---

[۱] حضرت مولانا تقدس علیخاں رضوی سابق مہتمم دار العلوم منظر اسلام بریلی کا راقم الحروف سے ارشاد

[۲] یہ معاینہ حضرت موصوف نے حضرت حسن میاں کے دور اہتمام میں فرمایا۔ حسن میاں کا سال وصال ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء اور منظر اسلام کا سال بنیاد ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۴ء ہے اور یہ معاینہ انھیں تین سال مدت کے درمیان ہوا۔

اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقائہٖ (اللہ ان کی درازی عمر سے اہلِ اسلام کو فائدہ نصیب کرے) کو جس قدر عطا فرمایا ہے وہ آفتاب سے زیادہ روشن اور اُن کی سعیٔ بلیغ مقبول فی الدین اور ان کی تصانیف مبارکہ ردّ مبطلین سے مدلل اور مبرہن ہے اور بے شبہ مصداق ہیں مضمون حدیث ہٰذا کے ان اللہ جند کل بدعۃ کید بھا الاسلام ولیا من اولیائہٖ یذبّ عن دینہٖ [1] بے شک ہر بدعت و فتنہ جس سے اسلام پر داؤ کیا جائے اس کے مقابل اللہ کا لشکر اس کے اولیا میں سے کوئی ولی ہوتا ہے جو اس کے دین کا دفع کرتا ہے (رضوی)

حضرت مولانا کے فیضان کا ادنیٰ اثر یہ ہے کہ اُن کے فرزند ارجمند صاحب ہمت بلند جامع[2] انحاء سعادت ماحی بدعت[3] حامل لوائے[4] شریعت قرۃ[5] العین العلماء مولانا حامد رضا خاں صاحب طول عمرہ وزید قدرہٗ (ان کی عمر طویل اور عزت زیادہ ہو ۔ رضوی) نے ایک مدرسہ خاص اہلسنت کے بنام "منظر[6] اسلام" بنیاد ڈالی جسکی صرف بریلی والوں کے نہیں بلکہ تمام اہلسنت ہندوستان کے واسطے اشد ضرورت تھی اس کے وجوہ اور خوبیاں رودادِ مدرسہ اور اس کے مقاصد کے ملاحظہ سے مفصل ہوں گی ۔

بتقریب امتحان سالانہ مدرسہ کو حسب الطلب فقیر راقم الحروف

---

[1] مطلب یہ ہے کہ حدیث میں اہلِ حق اور حامیانِ دین کی جو صفتیں بتائی گئی ہیں وہ ان میں موجود ہیں ۔
[2] ہر قسم کی خوبیوں فیروزمندیوں کے جامع
[3] بدعت کو مٹانے والے
[4] شریعت کے علمبردار
[5] نگاہ علماء کی ٹھنڈک
[6] دارالعلوم منظر اسلام رضا نگر سوداگران بریلی شریف ۱۳۲۲ھ میں قائم ہوا ۔

وہاں حاضر ہوا اور احوال مدرسہ اور مدرسین اور مبلغ علوم طلبا اور طرز تعلیم سے واقف ہوا۔ ہر قسم کے طلبہ مبتدی ومتوسط ومنتہی کے متعدد جلسۂ امتحان میں شریک اور علوم دینیہ ضروریہ معقول ومنقول خصوصاً علم تفسیر و حدیث وفقہ وسیر واصول وغیرہا میں امتحان کی کیفیت پر مطلع ہوا۔ الحمد للہ کہ برکت حسن سعی مدرسین اور خوبی انتظام ناظمین اکثر طلبہ علوم دین کو مستعد اور اس بشارت کے مبشر پایا۔ لایزال اللہ یغرس فی هٰذا الدین غرسا یستعملهم فی طاعته ہمیشہ اللہ تعالٰے اس دین میں کچھ پودے لگاتا رہے گا۔ جن سے اپنی طاعت میں کام لیگا (رضوی) بالخصوص منتہی طلبہ کی علو ہمت اور حسن تقریر مطالب اور تحریرات فتاویٰ جو دیکھنے میں آئے اس سے نہایت شادمانی ہوئی۔

اللہ تعالٰے اس مدرسہ کو حسن ترقی روز افزوں عطا فرمائے ہمت عالی اور توجہ خاص منتظم ودفتر جناب مولانا حسن رضا خاں صاحب دام مجدہم سے امید کامل ہے کہ اس مدرسہ مبارکہ سے جسکی نظیر اقلیم ہند میں کہیں نہیں ہے۔ ایسی برکات فائض (جاری) ہوں جو تمام اطراف وجوانب کے ظلمات اور کدورت کو مٹائیں۔ اور ترویج عقائد حقہ منیفہ (بلند) اور ملت بیضا شریفہ حنفیہ کے لئے ایسی مشعلیں روشن ہوں جن سے عالم منور ہو۔

تمام اہلسنت کو واسطے توجہ خاص اور شرکت عام اس مدرسہ کے محدثین فقہاء، محققین اور ائمہ دین کیلئے یہ ہدایت بس ہے۔ هٰذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم۔ یہ علم (یعنی قرآن وحدیث فقہ وغیرہ کا علم) دین ہے۔ لہٰذا تم دیکھ لو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو (رضوی) اور بحسب الصلابة فی الدین دین میں تصلب

لازم ہے (رضوی) واللہ سبحانہ الموفق والمعین ۔ فقط

کتبہ حبیب احمد نوری جماعتی غفرلہ القوی ۔ خادم الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم

رام پور یوپی ۔ مورخہ ۲۳ ر صفر مظفر ۱۴۰۷ھ بروز دوشنبہ شریف

مطابق ۱۹ ر اکتوبر ۱۹۸۶ء

اس مشاہداتی رپورٹ سے ہر کوچک ہندوستان میں منظر اسلام کی خدمات عالیہ، برکات جاریہ اور طلبا کا معقول و منقول میں علوم نافعہ کا علم ہوا۔ حضرت مولانا سراج الدین شاہ سلامت اللہ قدس سرہٗ نے اپنی مندرجہ بالا رپورٹ میں امام احمد رضا کے ادنیٰ فیضان کے نتیجے میں حجۃ الاسلام کو منظر اسلام کا بانی قرار دیا۔ حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب حسن بریلوی (م ۱۳۲۶ھ) کے حسن اہتمام کو سراہا اور منظر اسلام کو بے نظیر مدرسہ فرمایا۔

حجۃ الاسلام منظر اسلام میں بحیثیت محدث بریلوی اور صدر المدرسین

آپ یہ پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ حجۃ الاسلام نے اپنے والد نامدار امام احمد رضا کی زندگی ہی میں طلبہ کو پڑھایا، اور آپ نے آپ کے تلامذہ کو سند سے بھی نوازا۔ انھیں ایام میں حضرت مولانا حسنین رضا خاں خلیفہ امام احمد رضا اور حضرت مفتی اعظم ہند جانشین امام احمد رضا کو آپ نے پڑھایا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے پڑھانے کا سلسلہ کبھی جزوی اور کبھی کلی طور پر جاری رکھا۔

حضرت مولانا رحم الٰہی صدر المدرسین اور محدث منظر اسلام و استاذ حضرت مفتی اعظم ہند کے ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء میں بریلی سے میرٹھ چلے جانے کے بعد منظر اسلام میں نہ صرف حدیث بلکہ معقول و منقول کے اعلیٰ درجات کی کتابیں بھی آپ نے ایسی پڑھائیں کہ شاید و باید ــــــ ہر درجہ میں پڑھنے والوں کا ہجوم رہا۔ اور آپ کی مصروفیات میں خاصہ اضافہ رہا۔ آپ نے اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا "اس سال بوجہ حدیث شریف پڑھانے کے فقیر کو قطعاً فرصت نہ ملی۔ درمیان سال میں

مدرس اوّل دارالعلوم منظر اسلام بعض احباب کے اصرار سے میرٹھ کو بھیج دیئے گئے ؏ ، ودرس فقیر کے سر رہا۔" [۱]

تدریس کے ساتھ ہی جب بھی موقعہ میسّر آیا آپ نے اپنے والد ماجد سے استفادہ کا سلسلہ جاری رکھا۔ چناں چہ امام احمد رضا نے جب علم توقیت موجدانہ انداز میں پڑھانا شروع کیا تو حجۃ الاسلام بھی مولانا ظفر الدین بہاری مولانا حکیم سید شاہ عزیز غوث وغیرہم کے ساتھ شریک درس رہے [۲]

آپ کا کام اس کے علاوہ امام احمد رضا کیلئے اندر سے کتابیں نکال کر لانا اور سندوں کی عبارتیں تلاش کر کے پیش کرنا بھی تھا۔ آپ کی یہ خدمت ۱۳۲۶ھ تک جاری رہی۔ تا آنکہ حضرت مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی کے وصال کے بعد منظر اسلام کا اہتمام آپ نے سنبھال لیا پھر امام احمد رضا کی خدمت میں کتابیں پیش کرنے اور سندوں کی تلاش کا کام مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفٰے رضا خاں کے سپرد ہوا [۳]

دارالعلوم منظر اسلام کا شاندار اجلاس

تاریخ گواہ ہے کہ دارالعلوم منظر اسلام کے یوم تاسیس سے آج تک اس کا ہر سالانہ اجلاس فقید المثال رہا ہے۔ نگران سطور میں ۲۱، ۲۲، ۲۳ شعبان ۱۳۵۲ھ مطابق ۹، ۱۰، ۱۱ دسمبر ۱۹۳۳ء کے شاندار اجلاس کی تیاریوں اس میں مدعوین علماء مشائخ اور عمائدین کا مختصر ذکر کیا جا رہا ہے۔ تاکہ حجۃ الاسلام کا منظر اسلام کے زرّیں دور اہتمام کا منظر آنکھوں میں آجائے۔ اور آپ کے

---

[۱] مولوی وزارت رسول حامدی کے نام حجۃ الاسلام کے مکتوب کی فوٹو کاپی راقم الحروف نے جناب وجاہت رسول قادری سے حاصل کرلی ہے۔

[۲] مولانا ظفر الدین فاضل بہاری حیات اعلیٰحضرت ص ۱۵۹

[۳] مولانا حسنین رضا خاں سیرت اعلیٰ حضرت ص ۱۱۶ ۔ ۱۱۹

؏ تفسیر و حدیث اصول و فقہ کلام منطق و فلسفہ ریاضی وغیرہا میں آپ کو یدطولیٰ حاصل تھا۔ آپ کا درس بیضاوی، شرح عقائد، شرح چغمینی بہت مشہور تھا۔

حجۃ الاسلام نمبر رضائے مصطفٰے گوجرانوالہ ۱۳۷۹ھ ۱۹۵۹ء ص ۳۰

غیر منقسم ہندوستان میں عظمت و شہرت کا اندازہ ہو سکے۔ اور یہ بھی معلوم کیا جا سکے کہ ان ایام میں فاضل مدرسین علمائے عاملین اور طلبائے کاملین سے منظر اسلام کا منظر کتنا دلکش ہوگا۔ حضرت حجۃ الاسلام کے مندرجہ ذیل مکتوب سے آپ کی مصروفیات اور کاوشوں کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا۔ "یہاں آج کل دار العلوم کے جلسہائے سالانہ کے انتظامات زیر نظر ہیں۔ مجالس شوریٰ کا انعقاد ہو رہا ہے اور سارے عمائد شہر کی توجہ منعطف ہے۔ اس سال نتیجہ امتحان بہترین صورت میں دکھایا جانا قرار پایا ہے۔ بیس طالب علم دستار فضیلت کے قابل تیار ہوئے ہیں۔ رؤسائے شہر کی رائے ہے کہ گورنر یوپی حافظ احمد سعید خاں صاحب (جو میری ملاقات کے اشتیاق میں دو مرتبہ بریلی آئے۔ اور میرے موجود نہ ہونے کے باعث ملاقات نہ ہو سکی) چونکہ ایک مسلمان گورنر ہیں لہٰذا جلسہ سالانہ میں انھیں دعوت دی جائے۔ اور نواب سر ظفر اللہ خاں اور سر محمد یوسف وغیرہ عمائد ہند اور مشائخ میں سے جناب دیوان صاحب اجمیر مقدس اور پیر جماعت علی شاہ صاحب پیر پنجاب وغیرہ منتخب حضرات کو بلایا جائے۔ جسکے مصارف کا تخمینہ تقریباً ۹۰۰ کیا گیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ بخیر انجام پہنچائے۔ اور جلسۂ دار العلوم کو نتیجہ خیز کرے۔"[1]

مشاہیر خلفاء

حضرت حجۃ الاسلام جامع الکمالات بزرگ تھے۔ آپکے مریدین اور خلفاء غیر منقسم ہندوستان کے ہر علاقے میں پائے جاتے تھے[2] آپ کا سلسلہ آپ کے خلف اکبر حضرت مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں کے خلفاء اور صاحبزادگان سے یورپ، افریقہ کے علاوہ ماریشس

---

[1] مولوی وزارت رسول حامدی کے نام حجۃ الاسلام کے مکتوب کی فوٹو کاپی راقم الحروف نے جناب وجاہت رسول قادری سے حاصل کر لی ہے۔

[2] حضرت سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہ کا سلسلہ حضرت کے خاتم الخلفاء فخر العلماء شاہ عبد المصطفیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ اور ان کے خلیفہ و خلف و صاحب سجادہ جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ و زاد فی علمہ و عملہ و فضلہ سے جاری ہے۔ اس سلسلہ کے بھی کثیر مریدین و صاحب سلسلہ بلاد عرب و عجم و ہند میں ہیں۔ تاج العلماء سید محمد میاں قادری خاندان برکات ص ۸۸

میں بھی خوب پھیلا۔ ان سطور میں حضرت حجۃ الاسلام کے مشاہیر خلفاء کے نام ہدیۂ ناظرین ہیں۔

۱۔ مولانا ظہیر الحسن اعظمی مدفون اودے پور

۲۔ مولانا حافظ محمد میاں صاحب اشرفی رضوی علیم آباد۔ اپیاری ضلع دربھنگہ بہار م ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء

۳۔ مولانا عنایت محمد خاں غوری فیروز پوری

۴۔ مولانا مفتی ابرار حسن صدیقی تلہری مدفون تلہر ضلع شاہجہاں پور

۵۔ مولانا ولی الرحمٰن پوکھریروی مظفر پوری م ۱۳۷۰ھ ۱۹۵۱ء

۶۔ مولانا حماد رضا خاں نعمانی میاں بریلوی خلف اصغر مدفون کراچی ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۶ء

۷۔ مولانا قاری احمد حسین فیروز پوری مدفون گجرات م ۱۳۷۹ھ ۱۹۶۰ء

۸۔ مولانا سردار ولی خاں عرف عزو میاں بریلوی مدفون ملتان

۹۔ مولانا حشمت علی خاں لکھنوی مدفون پیلی بھیت م ۱۳۸۰ھ ۱۹۶۰ء

۱۰۔ مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد الوری مدفون دربار داتا لاہور م ۱۳۸۰ھ ۱۹۶۱ء

۱۱۔ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد لائل پوری م ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۲ء

۱۲۔ مولانا شاہ محمد اجمل سنبھلی م ۱۳۸۳ھ ۱۹۶۳ء

۱۳۔ مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں صاحب سجادہ خلف اکبر م ۱۳۸۵ھ ۱۹۶۵ء

۱۴۔ مولانا سید ریاض الحسن شاہ صاحب جودھپوری مدفون حیدرآباد سندھ م ۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء

۱۵۔ مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں رضوی بریلوی مدفون لاہور م ۱۳۹۳ھ ۱۹۷۳ء

۱۶۔ مجاہد ملت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن قادری دھام نگری م ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱ء

۱۷۔ محدث بریلی مولانا محمد احسان علی مظفر پوری م ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۲ء

۱۸۔ مولانا محمد سعید شبلی فیروز پوری م ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۲ء

۱۹۔ مداح الرسول صوفی عزیز احمد بریلوی م ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۴ء

۲۰۔ مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں بریلوی نبیرۂ اکبر م ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء

۲۱۔ مولانا شاہ رفاقت حسین مفتی اعظم کانپور امیر شریعت بہار م ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء

۲۲۔ مولانا رضی احمد ماہر رضوی مصوبنی بہار

۲۳۔ مولانا شاہ ابوسہیل انیس عالم امین شریعت بہار

۲۴۔ مولانا قاضی فضل کریم قاضی شریعت بہار

۲۵۔ شیخ الحدیث مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی م ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

۲۶۔ یادگار سلف مولانا الحاج تقدس علیخاں رضوی بریلوی مدفون پیر جوگوٹھ سندھ

۲۷۔ راقم الحروف محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی بانی و سربراہ سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل[1]

۲۸۔ مولانا مفتی ظفر علی نعمانی، کراچی ۲۹۔ مولانا سید محمد علی بجیری مقیم حیدرآباد سندھ ۳۰۔ مولانا محمد علی آنولوی

تصنیفات

آداب سحرگاہی ہوں یا مصروفیات خانقاہی، درس و تدریس کے اوقات ہوں یا مسلکی معاملات۔ ان گوناگوں مشاغل کے باوجود جب کبھی بھی موقعہ میسر آتا آپ اپنے والد ماجد کی روش کے مطابق فتویٰ نویسی میں متوجہ ہو جاتے اور تصنیف و تالیف کا کام بھی جاری رکھتے

اس میں شک نہیں کہ آپ نے اپنی پوری زندگی میں بہت سے فتوے لکھے۔ درسی اور مسلکی ضرورت کے مطابق کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔ نعت گوئی میں تو آپ کو شغف تام تھا مگر آپ کا علمی اور قلمی ذخیرہ عدم تحفظ کی نذر ہو گیا۔ راقم الحروف آپ کے ذخیرۂ نعت سے "بیاض پاک حجۃ الاسلام" کے تاریخی عنوان سے ایک اور منقبت "وسیلۃ النجا"[2] جمع کر سکا۔ چند ذیل سطور میں آپ کی تصنیفات کی نامکمل فہرست پیش کی جا رہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

---

[1] راقم الحروف فقیر قادری سگ بارگاہ رضوی محمد ابراہیم خوشتر صدیقی، سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں قطب مدینہ مولانا شیخ ضیاء الدین قادری سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ میں حضور مفتی اعظم ہند سے اور سلسلہ عالیہ نوریہ رضویہ حامدیہ میں مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں، مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں اور حضرت مولانا الحاج تقدس علیخاں رضوی قدست اسرارہم سے ماذون و مجاز ہے ۔

داد او را قابلیت شرط نیست ٭ بلکہ شرط قابلیت داد اوست

[2] ہفت روزہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ۔ حجۃ الاسلام نمبر ۲۹/۳/۱۳۷۹ھ ۱۹۵۹ء ص ۸

۱۔ مجموعۂ فتاویٰ قلمی

۲۔ الصارم الربانی علی اسراف القادیانی (۱۳۱۵ھ)

۳۔ نعتیہ دیوان

۴۔ تمہید اور ترجمہ الدولۃ المکیہ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء

۵۔ الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینہ ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء

۶۔ تمہید کفل الفقیہ الفاہم۔ ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء

۷۔ تاریخی نام، خطبہ الوظیفۃ الکریمہ ۱۳۳۸ھ

۸۔ سد الفرار قلمی

۹۔ صلاۃ اللہ لاہل السنۃ من جبیل العناد والفتنہ ۱۳۳۲ھ ۱۹۱۳ء

۱۰۔ حاشیہ ملا جلال قلمی

۱۱۔ کنز المصلی پر حاشیہ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء

۱۲۔ اجلی انوار الرضا ۱۳۳۴ھ ۱۹۱۵ء

۱۳۔ آثار المبتدعین لہدم حبل اللہ المتین۔ حیات اعلیحضرت ص ۶۱

۱۴۔ وقایہ اہلسنت، حاشیہ مکتوبات امام احمد رضا خان ص ۵۳

اسفار

حضرت حجۃ الاسلام خانقاہ قادریہ رضویہ کے سجادہ نشین اور امام احمد رضا کے برحق جانشین تھے۔ آپ کی معروفیات میں ملی، ملکی، مسلکی اور خانقاہی تقاضے سبھی کچھ شامل تھے۔ ہر سال شوال سے شعبان تک آپ پورے ہندوستان میں سرگرم عمل رہتے۔ پھر رمضان میں آپ کو مسلسل سفر بھی کرنا پڑتا۔ امام احمد رضا کی معیت میں آپ نے کئی سفر کئے۔ دربار حق وہدایت عظیم آباد پٹنہ کے تاریخ ساز جلسے منعقدہ ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ رجب المرجب ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۰ء میں شرکت کیلئے آپنے امام احمد رضا کی معیت میں سفر کیا۔ اور خدمت کی سعادت بھی حاصل کی۔ اور غالباً اسی سفر سے صوبہ بہار میں مسلسل آمد ورفت اور خانقاہی تعلقات کا آغاز ہوا۔ جو تاحیات جاری رہا۔

پھر امام احمد رضا کی معیت میں ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۵ء کے سفر حج کا شاندار موقعہ میسر آیا۔ حرمین طیبین میں آپ کے علمی اور عملی کارنامے ظاہر ہوئے۔ عالم اسلام میں آپ جانے پہچانے گئے۔ پھر امام احمد رضا ہی کی معیت میں جبلپور کا پہلا سفر کیا۔ ۲۶ رجمادی الآخرہ ۱۳۳۷ھ ۲۹ رمارچ ۱۹۱۹ء بروز ہفتہ بعد نماز عشار بمقام عید گاہ کلاں تین ہزار کے اجتماع میں آپ کا خطاب عام ہوا۔ اسی تاریخی جلسہ میں امام احمد رضا نے مولانا مفتی محمد برہان الحق جبلپوری کی دستار بندی کی۔ جسکی تکمیل حجۃ الاسلام کے ہاتھوں ہوئی۔ (مفتی محمد برہان الحق جبلپوری اکرام امام احمد رضا ص ۶۷ - ۶۸) اس جلسے میں آپ اپنا پہلا مدلل اور جامع خطاب فرمارہے تھے۔ سامعین ہمہ تن گوش تھے کہ امام احمد رضا تشریف لے آئے۔ آپ کی تقریر سن کر بہت مسرور ہوئے، داد دی اور کلمات تحسین فرمائے۔ زندگی بھر آپ کے بیانات کی بنا پر کلکتہ، مظفر پور، اودے پور، چتوڑ، کانپور، لاہور، یوپی، سی پی اور بہار کے شہروں میں دھوم رہی، لوگ آپ کی تقریر سنتے، سر دھنتے اور تائب ہوتے۔

(ہفت روزہ رضائے مصطفےٰ حجۃ الاسلام نمبر ۹، ۱۳۷۹ھ ۱۹۵۹ء ص ۳)

اسی طرح آپ نے دارالعلوم مصباح العلوم اشرفیہ مبارکپور میں خطاب فرمایا تو سامعین دنگ رہ گئے۔ مولانا قاری مصلح الدین صدیقی م ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء اپنی آنکھوں دیکھی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔

" وہابیہ اور شیعہ حضرات نے یہ کہا کہ ایسی نورانی صورت آج تک دیکھی نہ گئی۔ اور نہ ایسی مدلل تقریر سُنی"۔ معارف رضا کراچی ص ۲۰۳۔

سفرِ لکھنؤ

یہ سفر وسیلۂ ظفر تاریخ کے صفحات میں ہنوز محفوظ اور الاستقامۃ فوق الکرامۃ کا اجلا روشن دستاویز ہے۔ اندازہ کیجئے فرنگی محل لکھنؤ کا تاجدار علم و فن مولانا محمد علی جوہر کا مرشد ذہن حضرت مولانا شاہ عبدالباری فرنگی محل قدس سرہٗ م ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء لکھنؤ کے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر اپنے تدریسی خانقاہی اور سیاسی دوستوں کے جم غفیر کے ساتھ استقبال کیلئے تشریف فرما ہیں۔ اور حجۃ الاسلام خادم الحرمین کے جلسہ میں شرکت کے لئے علماء کی معیت میں وارد ہوتے۔ مولانا فرنگی نے بڑھکر خوش آمدید کہا۔ مگر چشم فلک یہ نظارہ دیکھتی رہ گئی۔ اور مجمع ششدر رہ گیا کہ حجۃ الاسلام نے مصافحہ کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت مولانا عبدالحفیظ سابق مفتی اعظم آگرہ م ۱۳۷۷ھ ۱۹۵۸ء مدفون ملتان اپنا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ سے زمانہ خلافت میں کچھ باتیں سرزد ہوگئیں۔ ان پر اعلیحضرت نے گرفت فرمائی آخر کار وصال سے کچھ پہلے خدام الحرمین کے جلسہ میں علماء بریلی شریک ہوئے۔ اس وقت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبدالباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ نہ کیا۔ اور ان کے یہاں قیام سے بھی انکار کر دیا اور فرمایا کہ اعلیٰ حضرت نے آپ پر جو اعتراضات کئے ہیں ان باتوں سے رجوع کیجئے۔ چناں چہ حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کوشش سے تحریر دی۔ اس کے بعد حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود فرنگی محل گئے۔ دونوں میں مصافحہ و معانقہ ہوا۔ حضرت مولانا حامد رضا خان نے حضرت مولانا عبدالباری کے ہاتھ چومے۔ اس لئے کہ وہ صحابی کی اولاد میں ہیں۔ اور وہیں قیام

فرمایا، فقیر اس موقع پر موجود تھا۔ اسی خوشی میں وارالافتاء کی برفیاں آئیں۔ اور با قاعدہ فاتحہ ہوئی اور تقسیم ہوئیں۔ (شمع ہدایت ص ۹۳، ۹۴ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی)

سفر لاہور

لاہور کا فیصلہ کن مناظرہ نہ صرف تاریخی بلکہ مسلک اہل سنت کی اعتقادی دنیا میں بڑی بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ مناظرہ دیوبندیوں کے مولانا اشرف علی تھانوی سے ہونا قرار پایا۔ تاکہ اس فتنۂ اختلاف کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔ جس کیلئے امام احمد رضا کی زندگی میں کئی بار کوشش کی گئی۔ خصوصاً مراد آباد میں تو تھانوی صاحب کو امام احمد رضا نے آخری دعوت ملاقات بھی دی۔ جس میں صرف تحریری گفتگو کی شرط تھی۔ اس کیلئے ۲۷ صفر ۱۳۲۹ھ کی تاریخ بھی مقرر کر دی گئی۔ اس کا تفصیلی ذکر رسالہ "دافع الفساد عن مراد آباد" میں موجود ہے۔ اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر امام احمد رضا کا مندرجہ ذیل مکتوب قابل مطالعہ ہے اور اس باب میں حرف آخر ہے۔

نقل مفاوضۂ عالیہ امام بریلوی قدس سرہٗ

بنام

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علی من اتبع الھدیٰ فقیر بارگاہ عزیز قدیر عزجلالہٗ تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے، اب حسب معاہدہ قرار داد مراد آباد پھر محرک ہے۔ کہ آپ سوالات و مواخذات حسام الحرمین کی جواب دہی کو آمادہ ہوں۔ میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سنا دیں اور وہیں دستخطی پرچہ اسی وقت فریقین مقابل کو دیتے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کہہ کے بدلنے کی گنجائش نہ ہے

معاہدہ میں، ۲۰ صفر مناظرہ کے لئے مقرر ہوئی ہے۔ آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی، گیارہ روز کی مہلت کافی ہے۔ وہاں بات ہی کتنی ہے۔ اسی قدر کہ یہ کلمات شان اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں توہین ہیں یا نہیں؟ یہ بعونہٖ تعالےٰ دو منٹ میں اہل ایمان پر ظاہر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا فقیر اس عظیم ذو العرش کی قدرت و رحمت پر توکل کر کے یہی ۲۰ صفر روز جاں افروز دوشنبہ اس کیلئے مقرر کرتا ہے۔ آپ فوراً قبول کی تحریر اپنی مہری دستخطی روانہ کریں۔ اور ۲۰ صفر کی صبح مراد آباد میں ہوں.......... اور آپ بالذات اس امر اہم و اعظم دین کو طے کریں اپنے دل کی آپ جیسی بتا سکیں گے وکیل کیا بتائے گا۔ عاقل بالغ مستطیع غیر معذور کی توکیل کیوں منظور ہو۔ لہٰذا یہ معاملہ کفر و اسلام کا ہے۔ کفر و اسلام میں وکالت کیسی۔ اگر آپ خود کسی طرح سامنے نہیں آسکتے اور وکیل ہی کا سہارا ڈھونڈیئے تو یہی لکھ دیجئے۔ اتنا تو حسب معاہدہ آپ کو لکھنا ہی ہوگا کہ وہ آپ کا وکیل مطلق ہے۔ اس کا تمام ساختہ پرداختہ قبول سکوت منکول عدول سب آپ کا ہے اور اس قدر اور بھی ضرور لکھنا ہوگا کہ اگر بعون العزیز القدیر عز جلالہ آپ کا وکیل مغلوب یا معترف یا ساکت یا نادم ہوا تو کفر سے توبہ علی الاعلان آپ کو کرنی اور چھاپنی ہوگی کہ توبہ میں وکالت ناممکن ہے اور اعلانیہ کی توبہ اعلانیہ لازم۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آخر بار آپ ہی کے سر رہتا ہے کہ توبہ کرنی ہوئی تو آپ ہی پوچھے جائیں گے۔ پھر آپ خود ہی اس رفع اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں۔ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کو آپ تھے اور بات بنانے دوسرا آئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

آپ برسوں سے ساکت اور آپ کے حواری رفع خجلت کی سعی بے حاصل کرتے ہیں ہر بار ایک ہی جواب کے ہوتے ہیں۔ آخر بار کی یہ اخیر دعوت ہے۔ اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرض ہدایت ادا کر چکا۔ آئندہ کسی کے نوغے پر

التفات نہ ہوگا۔ منوا دینا میرا کام نہیں، اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہٗ

۱۵ ؍ صفر المظفر روز چہار شنبہ ۱۳۲۹ھ

مہر

علیٰ صاحبہا وآلہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ۔ آمین

مآل یہی ہوا کہ اکابر دیو بند گھبراتے رہے، خجالت و شرمندگی نبھاتے رہے۔ رجوع و اتحاد کی اپیل سے گریز کیا۔ اور ایک بہت بڑا فتنہ باقی رہ گیا۔

قارئین آپ نے امام احمد رضا کا مکتوب گرامی پڑھا۔ اب اسی موضوع سے متعلق یہ بھی پڑھتے چلئے کہ بریلوی (اہلسنت) اور دیو بندی (فرقہ وہابیہ) کے اختلافات کیا ہیں۔ اس سلسلہ میں مشہور مؤرخ مولانا حکیم نجم الغنی رامپوری م ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۲ء کی کتاب "مذاہب الاسلام" کی مندرجہ صفحات بڑی معلوماتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

فرقہ وہابیہ کے بعض عقائد

مولوی فضل احمد مفتی شہر لودھیانہ لکھتے ہیں کہ وہابیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک تو وہ ہیں جنہوں نے علانیہ ہم سے جدائی اختیار کر لی اور اجماع امت سے علیحدہ ہو کر تقلید شخصی کا انکار کر دیا۔ ان سے ہم کو کچھ سروکار نہیں۔ مگر دوسری قسم کے وہابیہ ان کا فتنہ نہایت عظیم و ضرر رساں ہے۔ یہ وہ لوگ جو ظاہر میں بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مقلد اور پکے حنفی ہیں اور تقلید امام کو تمام اصول و فروع میں واجب سمجھتے ہیں مگر عقائد میں اکثر غیر مقلدوں سے بالکل متفق ہیں۔ اس لئے امامت ان کی ناجائز اور وہ قابل نفرت ہیں۔ فہرست ان کے عقائد کی حسب ذیل ہے۔

(۱) خدائے تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ ملخصاً از رسالہ یکروزی مولفہ مولوی محمد اسمٰعیل

صاحب دہلوی صفحہ ۱۴۵ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۷ھ ہجری۔

(الف) اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست پس لانسلم بلفظہ الخ۔ یکروزی و تقویۃ الایمان مطبوعہ مطبع نول کشور بار دوم ۱۸۸۲ء۔

(ب) "امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا۔ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں ان اللہ علی کل شیئ قدیر کے خلاف ہے (بلفظہ براہین قاطعہ از مولوی خلیل احمد ساکن انبیٹھی صفحہ ۲ مطبوعہ مطبع بلالی اسٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ ۱۹۰۳ء۔ وصیانۃ الایمان از مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے۔
(ملخصاً تقویۃ الایمان صفحہ ۶۰)

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں
(ملخصاً ایضاً صفحہ ۱۴-۱۹)

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔
(ملخصاً ایضاً صفحہ ۵۵)

(۵) اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنا دے گا۔
(بلفظہ ملخصاً ایضاً صفحہ ۳۳)

(۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ حیات النبی نہیں مرکر مٹی ہو گئے۔
(بلفظہ ملخصاً ایضاً صفحہ ۶۰)

(۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں
(ملخصاً ایضاً صفحہ ۸۶-۲۳-۲۹-۴۰)

(۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب خدا تعالےٰ کا دیا ہوا ماننا بھی شرک ہے
(ایضاً صفحہ ۱۰-۲۶-۲۷)

(۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب داں جاننا شرک ہے (ایضاً

صفحہ ۲۷ ۔ ۵۸)

(۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے
(ایضاً صفحہ ۱۰ ۔ ۴۰)

(۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لئے کھڑا ہونا شرک ہے۔ (ایضاً صفحہ ۴۰ ۔ ۴۱ ۔ ۴۳)

(۱۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد رسول اللہ کہنا شرک ہے
(ملخصاً ایضاً صفحہ ۲۳)

(۱۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے
(ایضاً صفحہ ۳۱)

(۱۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں
(بلفظہ براہین قاطعہ صفحہ ۳)

(۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے
(ملخصاً بلفظہ براہین قاطعہ صفحہ ۵۱)

(۱۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم تو زید عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے
(بلفظہ حفظ الایمان مؤلفہ مولوی اشرف علی تھانوی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۲۹ھ صفحہ ۷)

(۱۷) خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں
(بسط البنان مؤلفہ مولوی اشرف علی صفحہ ۷)

مصرعہ " با خدا داریم کار و با خلائق کار نیست " بلفظہ

(۱۸) حق سبحانہ تعالے کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے
(ملخصاً ایضاح الحق از مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی صفحہ ۳۴ ۔ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۷ھ ہجری)

(۱۹) آنحضرت صلی علیہ وسلم کا مولود شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لئے کھڑا ہونا بدعت و شرک ہے۔ اور مثل کنہیا کے جنم کے ہے۔ (ملخصاً فتوی مولوی رشید احمد صفحہ ۱۳۔ براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد صفحہ ۲۲۶)

(۲۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ (بلفظہ صراط مستقیم از مولوی محمد اسمٰعیل صفحہ ۸۶۔ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ)

(۲۱) کعبہ شریف میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں وہ مذموم ہیں (بلفظہ سبیل الرشاد مؤلفہ مولوی رشید احمد)

(۲۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فاتحہ بارھویں شریف کی شیرینی میلاد شریف اور گیارھویں شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا کھانا حرام ہے۔ مثل ہنود (فتاوائے مولوی رشید احمد صفحہ ۱۶ ۔ ۱۷)

(۲۳) ختم فاتحہ بزرگان مثل سوم، دہم، چہلم وغیرہ کو ہنود کی رسم بیان کرتے ہیں (براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

یکسر ہزار سودا

آپ کی سفری مصروفیات کا اندازہ ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۴ء کے اس مکتوب سے بھی ہوگا۔ جس میں لاہور کے جلسۂ مذکورہ میں شرکت کا بھی ذکر ہے۔ آپنے تحریر فرمایا:۔ "نیز لاہور میں انجمن حزب الاحناف کے جلسے مقرر ہیں جہاں میری صدارت کی اشاعت کردی گئی اور میں وعدۂ شرکت کرچکا ہوں۔ بھیر فیروزپور کے احباب نے اصرار کیا ہے کہ میں لاہور سے وہاں آؤں۔ اور ایک شادی چند ماہ سے صرف میرے آنے پر ملتوی رکھی ہے جب میں وہاں پہونچوں گا تو تقرر تاریخ ہوگا۔ اور تقرر تاریخ میرے ہی ذمہ رکھا ہے۔ راہ میں امرتسر کے بعض احباب مصر ہیں کہ یہاں بھی قیام ہو ——— غرض یکسر ہزار سودا"۔[1]

---

[1] وجاہت رسول قادری ابن مولوی حاجی وزارت رسول حامدی کے نام مکتوب کی موصولہ فوٹو کاپی۔

لاہور میں آپ کا قیام

حضرت حجۃ الاسلام کا لاہور میں قیام عموماً حضرت شاہ محمد غوث قادری کے مزار پر انوار پر ہوتا ۔ لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں یہاں حاضر ہوتے اور خوب خوب استفادہ کرتے آپ کے مرید ہوتے ۔ علماء آپ سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ میں ماذون ومجاز ہوتے مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد لاہوری کو بھی آپ نے ماذون ومجاز فرمایا ۔ ۱۹۲۳ء میں امتحان کے لئے جامعہ نعمانیہ میں ۱۹۳۴ء میں حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب محدث الوری امیر انجمن حزب الاحناف لاہور کے عرس چہلم میں لاہور تشریف فرما ہوئے ۔ اس کے علاوہ آپ برابر ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۴ء تک حزب الاحناف کے جلسے کی صدارت کے لئے لاہور آتے رہے ۔ اور فیصلہ کن مناظرہ پر آپ کا یہ سفر لاہور اپنے حسن اختتام کو پہنچا ۔ بہرحال آپ کا سفر مسلسل ہوتا رہا ۔ یوم مسجد شہید گنج کے لئے لاہور کا ہو یا نجدیوں کے خلاف جلسہ خدام الحرمین میں شرکت کے لئے لکھنؤ کا ہو ۔ ہندوستان کے طول وعرض میں تادم آخر ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء تک جاری رہا (انوار امیر ملت ۔ محمد صادق قصوری ۹۶)

امرتسر کے سہ روزہ اخبار الفقیہ نے بریلی اور پیلی بھیت میں ۱۵ ، اور ۱۶ جون کو نجدیوں کی مذمت میں ہونے والے دو جلسوں کی کارروائی بڑی تفصیل سے شائع کی ہے ۔

پیلی بھیت میں تشریف آوری

پیلی بھیت حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی م ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء کی قیام گاہ تھا اور محدث سورتی کو امام احمد رضا سے جو مودت ومحبت تھی وہ شہرۂ آفاق ۔ پھر صاحبزادہ محدث سورتی مولانا عبدالاحد امام احمد رضا کے شاگرد اور خلیفہ تھے ۔ امام احمد رضا ہی نے آپ کو سلطان الواعظین کے خطاب سے نوازا ۔ آپ کو سفر حج میں بھی امام احمد رضا اور حجۃ الاسلام

ل محمد دین کلیم قادری ۔ تذکرہ مشائخ قادریہ ص ۲۵۳ ۔ ہفت روزہ رضائے مصطفے گوجرانوالہ ص ۳ ، ۱۰ رجمادی الاولیٰ ۱۳۸۰ھ

کی معیت کا شرف حاصل رہا۔ اور یہ حجۃ الاسلام کا بڑا اعزاز تھا اور الولد سر لابیہ کا اظہار کہ محدث سورتی کی نماز جنازہ آپ ہی نے پڑھائی۔ [1] انھیں خصوصیات کے پیش نظر حجۃ الاسلام کا پیلی بھیت میں آنا جانا تھا۔ حضرت اما میاں قادری رضوی نبیرۂ محدث سورتی رقمطراز ہیں۔

" وہ بائیس سال میں دس بارہ مرتبہ پیلی بھیت تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کی عادت کے مطابق سب سے پہلے حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ کے لئے تشریف لے جاتے اور وہیں جگہ قیام فرماتے۔ سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد کے مکان پر یا مولوی عبدالحق صاحب گرگھنوی م ۱۹۳۲ء ۱۳۵۰ھ کے یہاں۔ آخر میں ان دونوں حضرات کی وفات کے بعد آپ کا قیام مولوی محمد ابراہیم صاحب کی کوٹھی میں محدث سورتی کے مزار کے قریب ہوا کرتا تھا۔ پیلی بھیت میں آپ کی تشریف آوری اور چند روز قیام مسلمانوں کے لئے بڑی خوشی کا باعث ہوتے تھے۔ ہر آن اہل عقیدت گھیرے رہتے تھے اور قدم قدم پر لوگ پروانہ وار نثار ہوتے تھے۔ اعلیحضرت کی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اہلبیت، صحابہ کرام اور بزرگان دین کے ادب واحترام کے قیام میں آپ ہمیشہ مصروف منہمک رہے اور اعلیحضرت کے قیام کردہ مدرسہ اور ان کی تصانیف فتاوی کی ترتیب واشاعت کی جانب خصوصی توجہ فرماتے رہے۔ آپ کی حیات میں اعلیحضرت کی وفات اور جدائی کا غم بڑی حد تک لوگ محسوس نہیں کرتے تھے "۔

سوانح اعلیحضرت بریلوی مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۰ء صفحہ

اودے پور میں نزول اجلال

اودے پور میواڑ راجستھان کو شرف رہا ہے کہ سارا کا سارا علاقہ حضرت حجۃ الاسلام کے گیسوئے ارادت کا اسیر تھا۔ اور آپ کی روحانی مملکت کی راجدھانی۔ یہاں آپ کا

[1] خواجہ رضی حیدر۔ تذکرہ محدث سورتی۔ ص ۱۹۶ مطبوعہ کراچی پاکستان

قیام مسلسل رہتا۔ لوگ شب وروز دیوانہ وار آپ کی زیارت سراپا کرامت کرتے، پروانہ وار نثار ہوتے۔ زائرین کے سیلاب رواں میں آپ کا روئے تاباں زیارت گاہ عالم ہوتا۔ اس منظر کی چشم دید رپورٹ پڑھئے۔

"بارہ سال کی عمر میں پہلی بار حجۃ الاسلام کی زیارت کا شرف مجھے حاصل ہوا۔ اودے پور سلاوٹ واڑی محلہ کی جامع مسجد میں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ انسانوں کا ایک سیلاب حجۃ الاسلام کی زیارت کے لئے رواں دواں دیکھا۔ اور اتنے عظیم اجتماع میں مجھے بھی حجۃ الاسلام کی ایک جھلک دیکھنے کا موقعہ نصیب ہوا۔ اس سے پہلے میری آنکھوں نے ایسا گورا اور نورانی چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ بس ایک ہی جھلک ہر بڑے اور چھوٹے کو مبہوت کردیتی تھی۔ اور ہر آنے والا حلقۂ ارادت میں داخل ہوکر (مرید ہوکر) ہی لوٹ پاتا تھا۔ چونکہ ہزاروں لاکھوں اس فیض سے استفادہ کررہے تھے۔ لہٰذا کپڑے کی ململ جو کئی گزوں پر مشتمل ہوتی تھی وہ لمبی کردی جاتی تھی۔ اور لوگ اس طرح ململ کپڑے کو پکڑ لیتے تھے اور حلقۂ ارادت میں داخل ہوتے جاتے تھے۔ یہ عمل گھنٹوں جاری رہتا تھا۔ ایک ایسی کشش آپ کے وجود میں موجود تھی جو نہ صرف مسلمانوں بلکہ کئی غیر مسلموں کو اسلام کی سعادت حاصل ہونے کا سبب بنی۔ اور یہ فیضان جب تک وہ ذات اودے پور میں رہی یہ سلسلہ بڑھتا ہی گیا۔"

اودے پور میں آپ کا فیضان

آپ کے اودے پور دورہ کے بعد بیس سال کی عمر تک میں نے دیکھا کہ اودے پور میں ایک بھی وہابی ڈھونڈنے سے نہیں مل پاتا تھا۔ اور ۱۹۴۸ء جب میں پاکستان آگیا تو پھر تقریباً ہر سال اودے پور اور اجمیر شریف عرس میں حاضری کی سعادت حاصل رہی ہر گھر میں محفل میلاد اور صلوٰۃ وسلام کی برکتیں آج بھی وہاں موجود ہیں۔ [۱]

---

[۱] راقم الحروف کے نام جناب قمر الدین احمد انجم صدر پاکستان نعت کونسل کراچی کا گرامی نامہ

یہ واقعہ ہے کہ آپ کا سفر ہندوستان کے ہر علاقے میں ہوتا اور جہاں ہوتا وسیلۂ ظفر ہوتا۔ اور ہر جگہ ارادت وزیارت کا منظر دیدنی ہوتا۔

"اے تماشا گاہ عالم روئے تو!"

ہندوستان کے اکابر علماء کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ نگاہوں نے حجۃ الاسلام سے زیادہ حسین چہرہ نہیں دیکھا۔ پھر اس پہ لباس کی سج دھج مزید بر آں تھی۔ جو لباس بھی آپ زیب تن فرماتے وہ بھی آپ کے جمال سے جگمگا اٹھتا۔ جس مقام سے گذر ہوتا تو لوگ حُسنِ صوری دیکھکر انگشت بدنداں رہ جاتے اور سارا ماحول غزلخواں ہوتا ع

"دم میں جب تک دم ہے دیکھا کیجئے"

ان کی شگفتہ باتوں کا یہ عالم ہوتا کہ منھ سے پھول جھڑتے تھے۔ اہل مجلس کا یہ حال ہوتا کہ "وہ کہیں اور سنا کرے کوئی" حُسن خداداد ایسا کہ جس محفل میں ہوتے وہی جانِ محفل ہوتے۔ نگاہیں کھلی کی کھلی رہ جاتیں۔ دیدۂ ہوش پر نیم بیہوش ہونے کا گمان ہوتا۔ لوگ دنور دید میں ہکا بکا رہ جاتے اور آنے والا شخص بےخودی میں پکار اٹھتا

"ماھٰذا بشرا ان ھٰذا الّا ملک کریم"

ان کا حسن وجمال عمامہ کی بندش داڑھی کی وضع قطع اور پاکیزہ صاف ستھرا لباس اور بزرگی دلوں کو مسخر کر رہی تھی۔ وہابیہ و شیعہ حضرات نے کہا کہ ایسی نورانی صورت آج تک دیکھی نہ گئی اور نہ ایسی مدلل تقریر سنی۔

(مولانا ڈاکٹر محمد مصلح الدین صدیقی م ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء معارف رضا ص ۲۰۱)

آپ نہایت حسین وجمیل شخصیت کے مالک تھے سرخ وسفید چہرہ اس پہ سفید ریش اور آپ کا قدِ بالا ہزاروں لاکھوں کے مجمع میں پہچان لیا جاتا تھا۔

ادیب شہیر حضرت شمس بریلوی

حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک نور

مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلووں سے ایسا روشن تھا کہ بس دیکھنے والے کا یہی دل کرتا کہ وہ حضرت کے شمع کی طرح روشن چہرہ کو دیکھتا ہی رہے۔ اور آپ کی یہ زندہ کرامت تھی کہ کئی بڑے بڑے ہندو کا بیست ۳۴ ۱۹ء میں اجمیر شریف میں حضرت خواجہ غریب نواز کے عرس شریف کے موقع پر صرف آپ کا شمع کیطرح روشن چہرہ دیکھ کر ہی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ یہ روشن چہرہ بتاتا ہے کہ یہ حق وصداقت اور روحانیت کی تصویر ہیں۔

علامہ نور احمد قادری ایم اے فارسی۔ تاریخ اسلام انٹرنیشنل پلیشیز ایم۔ او۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایچ۔ پی۔ ایچ۔ یو۔ ایم۔ کے۔ ایل ای۔ اے۔ یو۔ کے۔ آنرز

(اعلیحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی۔ ص، مطبوعہ کراچی)

لاہور کا فیصلہ کن مناظرہ ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۴ء

مذاہب الاسلام کے حوالے سے فرقہ وہابیہ کے بعض عقائد میں آپنے یہ عقیدہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم تو زید وعمرو، بلکہ ہر صبی ومجنوں بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے"۔ بلفظہ۔ حفظ الایمان مؤلفہ مولوی اشرف علی تھانوی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۲۹ھ ص ۷) بھی ملاحظہ فرمایا۔ اور یہی عقیدہ لاہور کے فیصلہ کن مناظرہ کا موضوع قرار پایا۔ اس مناظرہ میں اہلسنت کی جانب سے دیوبندیوں کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے مقابلہ میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں علامہ بریلوی مناظر منتخب ہوئے۔

اہلسنت کا یہ فیصلہ نہایت مناسب تھا کہ مولوی اشرف علی تھانوی اپنے رسالہ حفظ الایمان میں اس عقیدہ کے لکھنے والے بقید حیات ہیں۔ وہ اس مناظرہ میں خود آکر اپنی مندرجہ بالا عبارت کو اسلامی اور اس عبارت کی روشنی میں اپنے آپ کو مسلمان ثابت کریں۔ اور یہ بھی طے پایا کہ وہ اگر خود نہ آسکیں تو کسی کو اپنا وکیل بنا کر بھیج دیں جس کی فتح وشکست تھانوی

صاحب کی فتح و شکست ہو۔ مخالفین نے یہ وعدہ بھی کرلیا کہ اگر مناظرہ میں مولانا تھانوی نہ آسکے تو ان کا وکیل ضرور آئے گا۔ مگر وہی ہوا جو اس سے پہلے ۱۳۲۹ھ میں ہوا۔ جس کی تفصیل آپ امام احمد رضا کے مکتوب بنام مولوی اشرف علی تھانوی میں پڑھ چکے ہیں۔

مناظرہ میں علماء و مشائخِ اہلسنّت کا ہجوم

چشمِ فلک شاہد ہے کہ مسجد وزیر خاں لاہور کا وسیع و عریض صحن حق و باطل کا فیصلہ کن مناظرہ دیکھنے کیلئے ہزاروں فرزندانِ توحید و رسالت سے بھرا ہوا تھا۔ عوام کا بے پناہ ہجوم پھر اس میں مشائخ اہلسنّت، حضرت حجۃ الاسلام علامہ بریلوی، شیخ طریقت مولانا شاہ علی حسین کچھوچھوی، حضرت صدر الافاضل مرادآبادی، حضرت پیر صدر الدین سجادہ نشین حضرت موسےٰ پاک شہید ملتانی، حضرت فقیہ اعظم کوٹلوی، مولانا شاہ محمد صاحب سیالکوٹی وغیرہم کی تشریف آوری بڑی ایمان پرور تھی۔ ہر شخص مناظرہ کا منتظر تھا۔ وقت آیا اور گیا مگر مولانا تھانوی آئے اور نہ ان کے وکیل۔ اور ملّتِ اسلامیہ کا وہ ناسور (گستاخانہ عبارت) جو ہنوز اہل حق کے سینوں کو چھلنی کر رہا ہے، ہمیشہ کے لئے باقی رہ گیا۔ ہاں! یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ حق کے سامنے باطل ہمیشہ مغلوب و محجوب رہا ہے۔ اور یہی ہوا کہ حضرت حجۃ الاسلام اس مناظرہ میں بھی فاتح و غالب رہے۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی اور ان کے ہم عقیدہ، مفتوح و مغلوب۔ (تلخیص ہفتہ وار رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ حجۃ الاسلام نمبر ۹۰ صہ ۲۴)

اہلسنّت کی اس عظیم الشان کامیابی پر مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور کی جانب سے حضرت حجۃ الاسلام کے اعزاز میں ایک شاندار جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ اہل پنجاب نے اپنی آنکھوں سے امام احمد رضا کا یہ ارشاد "حامد منی انا من حامد" حامد مجھ سے ہے میں حامد سے ہوں" کا نظارہ حامد رضا کی صورت میں بلاحجاب کیا۔ لوگوں نے حضرت حجۃ الاسلام کی خدمت میں نذریں عقیدت و محبت کی پیش کیں۔ شعراء نے ہدیۂ منظوم سے اپنے جذبات کا اظہار کیا عوام نے دل کھول کر نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت سے آپ کا خیر مقدم کیا۔ منظوم تہنیت

نامہ میں الحاج سید ایوب علی صاحب رضوی بریلوی کے مندرجہ ذیل اشعار مقبول زبان زد عوام ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

لاہور میں دولہا بنا حامد رضا

ہم سنیوں کے پیشوا حامد رضا حامد رضا — کیا نام ہے پیارا ترا حامد رضا حامد رضا
اعدا پہ ہے تیرِ قضا حامد رضا حامد رضا — احباب کی ہے تو بقا حامد رضا حامد رضا
چشم و چراغ اصفیا شمعِ جمال اتقیا — ممتاز خاصانِ خدا حامد رضا حامد رضا
گھر گھر ترا افسانہ ہے ہر دل ترا دیوانہ ہے — اے جانِ عبد المصطفےٰ[1] حامد رضا حامد رضا
صورت ہے نورانی تری سیرت ہے لاثانی تری — طینت ہے تیری مرحبا حامد رضا حامد رضا
بنگال تیرا مجرائی مشتاق تیرا بمبئی — پنجاب پروانہ ترا حامد رضا حامد رضا
ہندوستاں میں دھوم ہے کس بات کی معلوم ہے — لاہور میں[2] دولہا بنا حامد رضا حامد رضا
سمجھے تھے کیا اور کیا ہوا ارمان دل میں رہ گیا — تیرے ہی سر سہرا رہا حامد رضا حامد رضا
جلتے رہیں گے حاسدیں تیرے ہمیشہ بالیقیں — پھولے پھلے گا تو سدا حامد رضا حامد رضا

ایوب قصہ مختصر آیا نہ کوئی وقت پر
تیرے مقابل منچلا حامد رضا حامد رضا

---

[1] مراد اعلیٰحضرت قدس سرہٗ

[2] یہ اس [illegible] مناظرہ کی طرف اشارہ ہے جو مسجد وزیر خاں لاہور میں منعقد ہوا تھا۔ جس میں شہزادۂ اعلیٰحضرت حجۃ الاسلام بریلوی (علیہ الرحمہ) اور دیگر اکابر علماء و مشائخ اہل سنت تشریف لائے لیکن مخالفین میں سے کسی کو بھی آپ کے سامنے آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

"مرادین پارۂ ناں نہیں"

شخصیتیں اپنے معاملات سے پہچانی جاتی ہیں۔ خصوصاً ایسے حالات میں کہ ضرورت درپیش ہو۔ جلب منفعت کے لئے ماحول بھی سازگار ہو۔ پھر اپنے دامن کو حرص و ہوس کے نہ صرف کانٹوں بلکہ پھولوں سے بھی جھٹک دیا جائے۔ ایک باعمل عالم حق گو مصلح اور خود آشنا وخدا آشنا شیخ کے علاوہ کون کر سکتا ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام کا حلقۂ ارادت ہندوستان میں خاصا وسیع تھا۔ آپکے گیسوئے محبت کے اسیر امیر وغریب، علماء ومشائخ ارباب دولت وریاست سبھی لوگ تھے۔ مگر آپ کی زندگی میں حرص وہوس، جلب منفعت کا دور دور تک نام ونشان نظر نہیں آتا ہاں اپنی زندگی کے ہر نشیب وفراز میں اپنے والد ذیشان امام احمد رضا کی روش ہر وقت پیش نظر رکھتے۔ آپ کی مندرجہ ذیل تحریر اس حقیقت کی کتنی شاندار عکاس ہے ملاحظہ فرمائیے۔ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

عزیزم مولوی امانت رسول سلمٗ کا خط دیکھا۔ مولے تعالے انھیں دونوں جہاں کی نعمت ودولت سے سرفراز کرے۔ ان کی ہمدردی کا شکریہ۔ دل سے دعائے خیر کے سوا کیا ہو سکتا ہے مگر فقیر کوئی زبردست دنیادار عبدالدرہم عبدالدینار فقیر نہیں۔ اعلیٰحضرت قبلہ کی روش میرے لئے بہترین اسوہ ہے۔ میں نے ناظم نلگنڈہ عزیز محترم منشی شیخ محمد حسین صاحب مرحوم کی تحریک پر جب بارہ سو روپے ماہوار کی جگہ پر نظر نہ کی تو اب چھ سو روپے کی ملازمت کر کے کیا دنیا طلبی کروں گا۔ نواب رامپور نے پچاس ہزار روپے خانقاہ شریف کے نام سے دینے کا لالچ دیا اور بار بار ان کے خطوط بنام فقیر آئے مگر الحمد للمولے تعالے کہ فقیر نے اصلا توجہ نہ کی۔ مولیٰ تعالے دین حق کا خادم رکھے اور اس کی سچی خدمتوں کی توفیق رفیق

فرمائے اور خلوصِ نیت واخلاصِ عمل کے ساتھ خالصًا لوجہ اللہ خدمتِ دین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بجا لائے اسی پر مارے اور اسی پر محشور فرمائے آمین۔ میں جب کبھی حیدرآباد گیا ان سے ملوں گا انھیں مطلع کردوں گا یہ میرا کام نہیں کہ میں اپنی مبالغہ آمیز تعریفوں کے اشتہار چھپوا کر وہاں بھیجوں اور دنیا سازی سے طلب دنیا کا جال بچھاؤں۔ جب جاؤں گا اپنے کسی عزیز کے یہاں قیام کروں گا۔ جس سے میرا روحانی یا خون کا رشتہ ہو گا۔ بڑے بڑے رؤسا سے میرا کوئی علاقہ و واسطہ نہیں ؎۔ رہی دین کی خدمت وہ جس طرح میرا رب مجھ سے لے میں اس کیلئے ہر وقت حاضر ہوں۔ والدعا۔

فقیر محمد حامد رضا خان غفرلہٗ
خادم سجادہ وگدائے آستانہ رضویہ بریلی
دوم شعبان المعظم ۱۳۵۲ھ روز دوشنبہ لہ

"ان کے صاحبزادے حضرت مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ جن سے مجھ کو چند دن فیض حاصل کرنے کا موقع ملا۔ بڑے حسین وجمیل بڑے عالم بے انتہا خوش اخلاق تھے۔ ان کی خدمت میں بھی نظام حیدرآباد نے دارالافتاء کی نظامت کی درخواست کی اور اس سلسلے میں کافی دولت کا لالچ دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں جس دروازہ خدائے کریم کا فقیر ہوں میرے لئے وہی کافی ہے" ؎

؎ یہ استغنا کا وہ مقام ہے جو اللہ تعالےٰ اپنے خاص بندوں میں سے کسی کسی کو عطا فرماتا ہے ؎

نہ تخت وتاج میں نے لشکر وسپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

لہ وجاہت رسول قادری ابن مولوی حاجی وزارت رسول حامدی کے نام مکتوب کی موصولہ فوٹو کاپی

؎ منور حسین سیف الاسلام مولانا : نفوحیت ص ۶۹

ملتِ بیضا کیلئے خون کا نذرانہ

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں ۸ رنومبر ۱۹۳۵ء/۱۳۵۴ھ یوم مسجد شہید گنج کے سلسلے میں بعد نمازِ جمعہ شاہی مسجد لاہور سے ایک لاکھ فرزندانِ توحید و رسالت ایک میل لمبا اسلحہ بند جلوس پولیس کے پہرہ میں روانہ ہوا۔ اس تاریخی اجتماع میں حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ، مولانا شوکت علی نواب محمد اسمٰعیل خاں مولانا اعلام محبیک نیرنگ ایم ایل اے، مولانا مظہر الدین مدیر الایمان دہلی، مولانا عبدالقدیر بدایونی، مخدوم پیر صدرالدین گیلانی کے علاوہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی شریک تھے۔ (محمد صادق قصوری، انوار امیر ملت ص ۶۳-۶۶)

جب جلوس دہلی دروازہ لاہور سے گزر رہا تھا کسی ہندو نے ایک پتھر پھینکا جو حضرت حجۃ الاسلام کی پیشانی پر لگا اور خون بہنے لگا حضرت سید ابو البرکات نے اپنے رومال سے چھپا دیا تاکہ مسلمان مشتعل نہ ہوں (سیدی ابو البرکات ص ۳۵)

شجرۂ نسب

حضرت حجۃ الاسلام کی شادی حاجی وارث علی خاں (جن کا عقد حضرت مولانا نقی علی خاں کی بڑی صاحبزادی، امام احمد رضا کی بڑی بہن حجاب بیگم سے ہوا تھا[۵]) کی صاحبزادی کنیز عائشہ سے ہوئی۔ آپ وہ محترم خوش نصیب خاتون ہیں جن سے حضرت حجۃ الاسلام کا نام و نسب چلا۔ خادم تحریر آپ کا شجرۂ نسب مندرجہ ذیل ہے۔

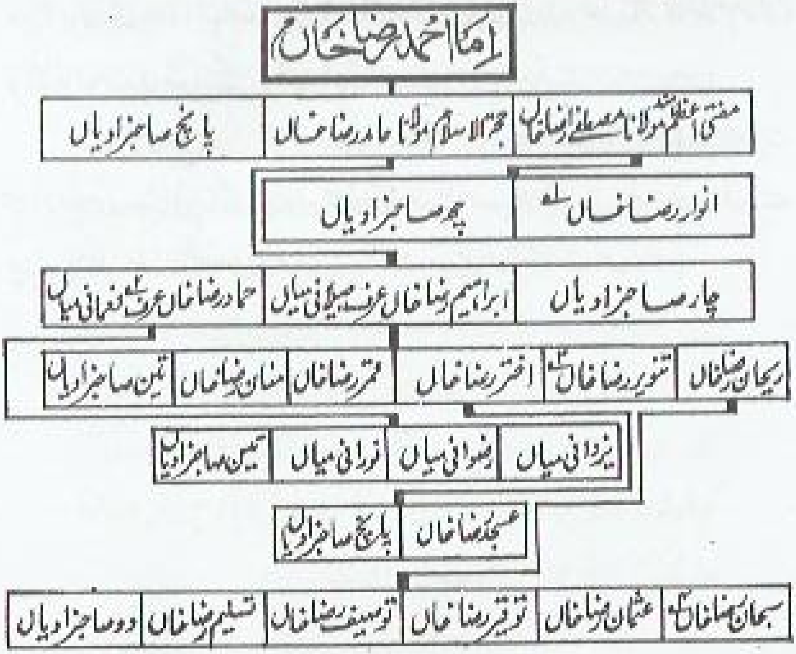

---

۱ دو سال کی عمر میں انتقال ہو گیا ۲ جن کا خاندان پاکستان میں ہے ۳ مفقود الخبر
۴ موجودہ سجادہ نشین و متولی خانقاہ رضویہ بریلی شریف
۵ مولانا ظفر الدین: حیات اعلیٰحضرت ص ۱۰

نبیرۂ اکبر کی ولادت باسعادت

دس ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ کا دن نہ صرف خانوادۂ امام احمد رضا بلکہ تمام متوسلین کے لئے بڑا یادگار دن تھا۔ جس میں نبیرۂ اکبر امام احمد رضا و صاحبزادۂ اکبر حجۃ الاسلام مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اس جشن مسرت میں امام احمد رضا بنفس نفیس شریک تھے۔ منظر اسلام کے طلبہ کے لئے ان کی خواہش کے مطابق خصوصی دعوت کا اہتمام کیا گیا۔

اس جشن مسرت میں شریک مولانا ظفر الدین فاضل بہاری رقمطراز ہیں

"حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب کے برابر لڑکیاں ہی پیدا ہوئیں اس لئے سب لوگوں کی دلی تمنا تھی کہ کوئی لڑکا پیدا ہوتا تاکہ اس کے ذریعے اعلیٰ حضرت کے حسب و نسب و فضل و کمال کا سلسلہ جاری رہتا۔ خداوند عالم کی شان کہ ۱۳۲۵ھ میں مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب قبلہ کی ولادت ہوئی۔ نہ صرف والدین اور اعلیٰحضرت بلکہ جملہ متوسلین کو از حد خوشی ہوئی۔ اس خوشی میں منجملہ اور باتوں کے اعلیٰحضرت نے جملہ طلبائے مدرسہ اہلسنت و جماعت منظر اسلام کی ان کی خواہش کے مطابق دعوت فرمائی۔ بنگالی طلباء سے فرمایا آپ لوگ کیا کھانا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا "مچھلی بھات" چنانچہ رہو مچھلی بہت وافر طریقے پر منگائی گئی۔ اور ان لوگوں کی حسب خواہش دعوت ہوئی۔ بہاری طلباء سے فرمایا آپ لوگوں کی کیا خواہش ہے؟ ہم لوگوں نے کہا "بریانی زردہ فیرنی کباب میٹھا ٹکڑا وغیرہ" بہاریوں کے لئے پر تکلف کھانا تیار کرایا گیا۔ پنجاب اور ولایتی طلباء کی خواہش ہوئی "دنبہ کا خوب چرب گوشت اور تنور کی پکی گرم گرم روٹیاں" غرض ان لوگوں کے لئے وافر طور پر اسی کا انتظام ہوا۔ اسوقت خاص عزیزوں مریدوں کے لئے جوڑا بھی تیار کیا گیا تھا۔ نہایت ہی مسرت سے لکھتا ہوں کہ میں بھی انھیں خاص لوگوں سے ہوں جن کے لئے جوڑا بھی تیار کرایا گیا تھا۔" (مولانا ظفر الدین، حیات اعلیٰحضرت ص ۳۷ - ۳۸)

استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی اس جشن مسرت میں شریک تھے اس

موقعہ پر آپ نے بڑے یادگار اشعار کہے۔ ان میں یہ مصرعہ "علم و عمر اقبال و طالع دے خدا" تو اتنا برجستہ تھا کہ تاریخ ولادت ۱۳۲۵ھ قرار پایا۔

حضرت جیلانی میاں کو یہ طرۂ امتیاز بھی حاصل رہا کہ امام احمد رضا نے خاندان اور بریلی کے معززین کی موجودگی میں ۳ ارشعبان المعظم بروز چہار شنبہ ۱۳۲۹ھ کو آپ کی بسم اللہ خوانی کرائی "بیعت لی اور خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔ (مفتی عبدالواجد قادری/حیات مفسر اعظم ہند ص ۱۲)

صرف یہ ہی نہیں بلکہ یہ فرما کر "میرا لپتا میری زبان ہوگا" جیلانی میاں کے جذبۂ احقاق حق وابطال باطل کی عظیم بشارت بھی دیدی۔ اور دین وملت کی خدمات سے بھرپور شاندار مستقبل کی نشاندہی فرمادی۔

علماء ومشائخ نے اس بشارت کا مظاہرہ منظر اسلام کے درجات۔ حدیث وتفسیر ہندوستان کے طول وعرض میں آپکی تقاریر اور مسلک اہلسنت وجماعت کی ہندوستان گیر خدمت واشاعت میں بچشم خود ملاحظہ فرمایا۔ آپ کی ذات "لسان رضا" کی بشارت کا مصداق ٹھہری اور مفسر اعظم کا لقب تو اتنا مشہور ہوا کہ علَم قرار پایا۔

آپ کی ذات یوں بھی نجیب الطرفین ٹھہری کہ امام احمد رضا نے اپنی پوتی (مفتی اعظم کی بڑی صاحبزادی) اور اپنے پوتے جیلانی میاں (حجۃ الاسلام کے بڑے صاحبزادے) کو اپنی گود میں بٹھا کر اپنے دونوں صاحبزادوں کی موجودگی میں فرمایا۔ میں تم دونوں کا وکیل ہوں اور اپنی وکالت میں ان دونوں کا نکاح کرتا ہوں۔ (راقم الحروف سے بزرگوں کی روایات)

امام احمد رضا کے ہاتھوں کا لگایا ہوا یہی حسب ونسب کا وہ پودا ہے جو ریحان رضا کی صورت بڑھا اور سبحان رضا کی صورت حامدی باغ میں لہلہا رہا ہے۔ اور "حامد منی انا من حامد" کی بشارت کا ظہور ہورہا ہے۔

حضرت مفسر اعظم ہند جیلانی میاں کی زندگی کے یہ تین بڑے روشن نقوش تھے ــــــــ

(۱) منظر اسلام ان کے آباؤاجداد کا شجر سدابہار تھا۔ اس کی آبیاری اور گل وغنچہ وجذبوتی ومشائخ کے سنوارنے میں زندگی بھر مصروف رہے۔ اس راہ میں بڑے صبر آزما مصائب سے آپکو گذرنا پڑا

تا آں کہ مدرسین کی بروقت تنخواہ کے لئے گھر کے زیورات تک رہن رکھ دیئے جاتے ۔ یہ تھا وہ ایثار جس نے دارالعلوم منظر اسلام کو منظر اسلام بنائے رکھا۔ حضرت مفتی سید محمد افضل حسین صاحب (جو اس دور میں منظر اسلام کی خدمت تدریس سے وابستہ رہے) نے صحیح ارشاد فرمایا کہ ایسا نازالا مہتمم میری نگاہوں نے نہیں دیکھا۔"

اگر صرف مکتب کی کرامت ہوتی تو ختم ہو جاتی مگر یہاں فیضان نظر بھی تھا جو ہر دور میں اپنا کام کرتا رہا۔ اغیار، حسّاد کی کار فرمائیاں، اپنوں کی چشم پوشیاں اور لیل و نہار کی تبدیلیاں آپ کے آڑے نہ آسکیں۔ آپکا کاروان علم وعمل شاہراہ رضا پر رواں دواں رہا۔

(۲) درس و تدریس میں انہماک کا یہ عالم تھا کہ مسلم شریف و شفا شریف پڑھاتے ہوئے ان کی شروح پیش نظر ہوتیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا کہ صاحب مسلم، امام مسلم بن الحجاج قشیری اور صاحب شفا قاضی عیاض کی روحانیت جلوہ گر ہے۔ کبھی کبھی تو ایسا ہوتا کہ الفاظ سے گذر کر معانی میں پہنچ جاتے اور قال کو چھوڑ کر سراپا حال ہو جاتے۔ اپنے اسلاف کرام کیطرح برکۃ المصطفےٰ فی الہند شیخ محقق محدث دہلوی سے خاصا شغف رکھتے۔ معتقدات میں ان کی تصانیف ازبر ہوتیں مسلک کے اثبات میں دلائل کے انبار لگا دیتے۔ ان کی عبارتیں جھوم جھوم کر پڑھتے یہاں تک کہ ان کے مزار سے بھی استفادہ کرتے۔ (مفتی عبدالواجد قادری، حیات مفسر اعظم ہند ص ۱۴)

(۳) مسلک اہلسنت کی اشاعت میں مسلسل کوشش فرماتے۔ خود ہندوستان گیر دورہ فرماتے اپنے تلامذہ و مریدین کو دور دراز مقامات میں روانہ کرتے۔ صوبہ بہار (جو جادی صوبہ ہے) کے شہروں اور گاؤں میں تشریف لے جاتے۔ نیپال کے آثار چڑھاؤ میں بھی آپکا سفر وسیلۂ ظفر جاری رہتا۔ آپ جہاں بھی جاتے رضا کی زبان ہوتے، حق آپ کا ہمرکاب اور باطل سرنگوں اور خراب ہوتا۔

کچھوچھا اور بریلی

اہلسنت کا شاندار ماضی شاہد ہے کہ شیخ المشائخ حضرت سید علی حسین کچھوچھوی اور امام احمد رضا فاضل بریلوی جہاں بھی ملتے ایکدوسرے کے لئے قیام فرماتے، دست بوسی

بلکہ قدم بوسی میں سبقت کرتے ۔ احترام بین الاکابر کا حسین منظر سامنے ہوتا[1] یہی منظر اس دور میں بھی محدث اعظم ہند کچھوچھوی اور مفتی اعظم ہند بریلوی کی ملاقات میں دیکھا جاتا۔ جیسے ہی ایک دوسرے کا سامنا ہوتا بے تحاشا آپس میں لپٹ جاتے دست بوسی میں سبقت کرتے بلکہ قدم بوسی کے لئے تیزی سے سعی فرماتے۔

نیپال کا سفر

مفتی اعظم ہند بریلی شریف سے نیپال کیلئے براستہ مظفر پور روانہ ہوئے۔ لکھنؤ سے واپ کے درجہ اول میں تشریف فرما ہو کر مفتی عبدالواجد سے فرمایا۔ " غالباً محدث اعظم ہند اسی گاڑی سے کہیں جا رہے ہیں انھیں دیکھا جائے اور اسی کلاس میں انھیں لایا جائے۔ مفتی عبدالواجد نے مختلف ڈبوں میں تلاش کرتے ہوئے محدث اعظم ہند کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کی اور جیلانی میاں کا معروضہ پیش کیا کہ وہ آپ کو مع سامان اپنے ڈبے میں بلا رہے ہیں۔ محدث اعظم نے فرمایا چلو میں وہیں آتا ہوں۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں سید والا جیلانی میاں کے ڈبے میں ابھی دروازہ ہی تک پہنچے تھے کہ جیلانی میاں نے قیام تعظیمی فرمایا۔ دونوں حضرات نے ڈبہ ہی میں ایک دوسرے کی دست بوسی میں سبقت کی۔ محدث اعظم اس سبقت میں بازی لے گئے اور پہلے جیلانی میاں کے ہاتھ چومے اور پھر جیلانی میاں نے یہ سعادت حاصل کی۔ یہی نہیں بلکہ قدم بوسی کے لئے ایک دوسرے کے آگے جھکے۔ پھر معانقہ فرمایا۔[2]

نسبت کا احترام

مندرجہ بالا سطور کا ایک ایک لفظ نسبت کے احترام کا ایک ایک گوشہ مستور اجاگر کر رہا ہے مابعد اسی دور خود بینی و خود آگہی میں یہ بھی پڑھتے چلئے کہ ضلع سرلاہی نیپال میں محدث اعظم

---

[1] مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری مولانا القدس بلخیاں کی راقم الحروف سے روایت

[2] راقم الحروف سے محبی مفتی عبدالواجد قادری کی رپورٹ جو ہالینڈ ۱۹۸۶ء میں قلمبند کر لی گئی۔

ہند کچھوچھوی تشریف فرما ہیں، ارادتمندوں کا ہجوم ہے لوگ مرید ہونے کے لئے آرہے ہیں مگر آپ اپنے ارادتمندوں کو مفسر اعظم ہند جیلانی میاں بریلوی کی خدمت میں مرید ہونے کیلئے بھیج رہے ہیں۔ یہ تھا اپنے استاذ گرامی امام احمد رضا کی نسبت کا احترام۔ غالب نے جانے کن اداؤں کو بلائے جان قرار دیا۔ مگر یہاں تو احساسِ شعری کا یہ عالم ہے ؎

حیاتِ جاں تھی خوشتر ان کی ہر بات
عبارت کیا اشارت کیا ادا کیا (غالب)

دار العلوم منظر اسلام ـــ ماہنامہ اعلیحضرت بریلی اپنے پس منظر میں

نشر و اشاعت اور مذہب حق اہلسنت وجماعت کی خدمت کے لئے جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی کا کارنامہ ہماری تاریخ کا عظیم حصہ ہے۔ بایں ہمہ ہر دور میں مسلک امام احمد رضا اہلسنت کی آواز گھر گھر پہنچانے کے لئے بریلی شریف سے ایک ماہنامے کی ضرورت مسلّم رہی ہے۔ ہمارے اکابرین خصوصاً حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں علامہ بریلوی کی سرپرستی اور ابوالمعانی مفتی ابرار حسن صدیقی کی ادارت میں ماہنامہ یادگار رضا کا بریلی سے اجرا ہوا۔ مولانا ابوالفرح محمد علی حامدی[1] نائب مدیر مقرر ہوئے۔ اس رسالے کا اہتمام حضرت جیلانی میاں کے سپرد ہوا۔ یہ ماہنامہ ذیا

---

[1] مولانا محمد علی قادری ساکن قصبہ آنولہ، حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی کے خاص شاگرد اور تربیت یافتہ تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جب میں حفظ قرآن اور ابتدائی اردو فارسی کتابوں سے فارغ ہوا تو میرے والد مرحوم نے بریلی شریف کے مدرسے میں بھیجنے کا ارادہ کیا۔ حضرت فاضل بریلوی کا آخری زمانۂ حیات تھا۔ جب والد صاحب بریلی پہنچے تو براہ راست اعلیحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے نہایت شفقت و محبت کا اظہار فرمایا اور میرا نام پوچھا۔ میں نے عرض کیا محمد علی نام سنکر بہت دعائیں دیں اور حضرت مولانا حامد رضا خاں کو بلایا اور ان کے سپرد کیا کہ یہ تمہارے ایڈیٹر مولانا محمد علی ہیں ان کی تعلیم و تربیت کرو۔ مولانا محمد علی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا حامد رضا خاں کی عنایت و بجز شفقت و محبت میرے حال پر رہی۔ ان کی حسن تعلیم و تربیت کا فیض ہے (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

تھا اور اخلاقی بھی، تمدنی بھی تھا اور تاریخی بھی، علمی بھی تھا اور ادبی بھی۔ اس کے مضامین گواہ ہیں کہ اس نے اپنے دور کے ہر چیلنج کا مقابلہ کیا۔ اور مقدس مذہب اسلام کا ہر حملے اور فتنے سے دفاع کیا۔ وقت کب کسی کا ساتھ دیتا ہے گذرتا چلا گیا۔ حجۃ الاسلام کا وصال ہو گیا اور یادگار رضا بھی ماضی کی یادگار بن کر رہ گیا۔ مگر بزرگوں کا فیضان حق ہے۔ ایک بار پھر حضرت حجۃ الاسلام کے عرس چہلم کی تقریب میں جمعیۃ حامدیہ کی تشکیل کا اعلان کر دیا گیا اس کے اغراض و مقاصد میں دار العلوم منظر اسلام۔ مرکزی جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کی بقا اور تحفظ کی سعی کا اعادہ کیا گیا حجۃ الاسلام کے سوانح سے متعلق ان کی پاک زندگی کے نمایاں واقعات و حالات کو اسلامی دنیا میں عام کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ایک ماہوار رسالہ " الحامد " کے اجرا کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ یہ سب کچھ ہماری مجلسوں اور خانقاہوں میں گفتگو کی حد تک ہوتا رہا۔ پھر لوگ ۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۷ء تک گردش ایام کا شکار رہے۔ اور جمعیۃ حامدیہ کا سارا منصوبہ ہندوستان کے سیاسی ہنگامے کی نذر ہو گیا۔ ملک تقسیم ہوا اور لوگ بھی لاکھوں کی تعداد میں ادھر ادھر تقسیم کر دیئے گئے۔ تا آں کہ " کیوں رضا آج گلی سونی ہے ۔ اٹھ مرے دھوم مچانے والے " کی دھوم بریلی میں ایک بار پھر مچی۔ اور امام احمد رضا کا خورد پوتا (مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں) دھوم مچاتا ہوا نظر آیا۔ دار العلوم منظر اسلام کی تدریسی دنیا میں بہار آگئی۔ مسجد رضوی رکوع و سجود سے آباد تھی خانقاہ قادریہ رضویہ میں قادری رضوی فیضان کی ہر طرف چہل پہل دوڑ گئی۔

باایں ہمہ ماہنامہ یادگار رضا بریلی کا ماضی ہنوز آواز دے رہا تھا۔ دنیائے اہلسنت کا تحریکی اشاعتی میدان خالی تھا۔ برکو چک کی تقسیم نے فکر و نظر اور علم و عمل کی دنیا میں تہلکہ مچا رکھا تھا کہ اس عالم یاس و ملال میں ایک صاحب کمال و جمال مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں امام احمد رضا ہی کا پوتا اٹھا اور اس نے مسلک اہلسنت کی اشاعت و حمایت کیلئے اعلیٰحضرت ہی کے نام سے

(صفحہ گذشتہ کا باقی حاشیہ)

کر میں بریلی سے فارغ التحصیل ہوا جب رسالہ یادگار رضا کا اجرا ہوا تو مجھے ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ اس موقعہ پر حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب نے فرمایا کہ ان کو تو خود اعلیٰحضرت ایڈیٹر فرما گئے ہیں۔

(پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادری معارف رضا کراچی ص ۱۱۳۔ ۱۹۸۲ء/۱۴۰۲ھ)

ایک ماہنامہ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ دسمبر ۱۹۶۰ء کو طلوع قمر کے عنوان سے مرکز اہلسنت بریلی سے جاری کر دیا۔ اس کے پہلے مدیر عبد المجید رضوی اور منیجر حافظ انعام اللہ تسنیم قرار پاتے۔ ماہنامہ اعلیٰحضرت کا پہلا شمارہ عرض حال کر رہا ہے۔

"عرصہ سے ایک ماہنامہ رسالے کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی، اہلسنت کے پاس نہ رسائل ہیں نہ اخبارات۔ خصوصاً ہندوستان میں اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ہر طرف باطل کی سیاہ کالی گھٹائیں چھاتی چلی جارہی ہیں اور اس کا کوئی مداوا نہیں ہو رہا اس سلسلے میں کرنے کی ضروری چیز روزانہ اخبار، ماہنامہ رسائل اور مدارس اہل سنت کی بڑے پیمانہ پر امداد ہے۔ اس سے بھی زیادہ باہمی تعاون، اعتماد اور کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی۔ مگر جو ہو رہا ہے اور اندازہ یہ ہے کہ ہوتا رہے گا۔ وہ ہے جمود، تعطل، بے حسی، افراتفری، مخلصوں و محنت کشوں اور کارکنوں کو تنگ کرنا، ان پر بیجا نکتہ چینیاں، گروپ بندیاں اور اس ٹائپ کی اور بہت کچھ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس ضرورت کے پیش نظر یہ رسالہ شائع ہو رہا ہے۔ خدا کرے اس کی اشاعت میں کوئی رکاوٹ نہ پڑے اس عزم پر شائع کیا جارہا ہے بہرحال ضرور شائع ہوتا ہے...... خدا نے چاہا مستقل شائع ہوگا...... یہ رسالہ ایسا ہی چلے گا جیسا دار العلوم...... ماہنامہ اعلیٰحضرت انشاء اللہ قمر تمام ہی ہوگا۔ ابھی تو ہلال ہی ہے۔ ایک دن آئیگا جب یہ بدر کامل ہو جائیگا اور یہ ہو کر رہے گا۔" (ص ۲ - ۳۲)

آج کا ماہنامہ اعلیٰحضرت پڑھئے اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کو دیکھئے۔ مشاہدہ ہوگا کہ "مومن کامل اللہ کے نور سے دیکھتا ہے" کتنا حق اور سچ ہے۔ مندرجہ بالا سطور میں ایک ولی کامل کی نگاہ حق آگاہ جس حسین مستقبل کو دیکھ رہی تھی وہ آج ہمارے سامنے ماہنامہ اعلیٰحضرت اور دار العلوم منظر اسلام کی صورت میں مسکرا رہا ہے۔

حافظ انعام اللہ صاحب تسنیم بریلوی کی وہ نظم بھی ملاحظہ فرماتے چلئے جو موصوف نے

فارسی زبان میں ماہنامہ "اعلیٰحضرت" کیلئے تحریر فرمائی ہے ؎

چراغ اعلیٰحضرت جلوہ گر شد ۔۔۔ چو مہر و ماہ بر چرخ صحافت
تعالی اللہ از تابانیٔ او ۔۔۔ بود روشن دلِ ہر اہلِ سنّت
بہ کشت نجدیت چوں برقِ خاطف ۔۔۔ چو بارانِ کرم بر اہلِ سنّت
بہ مدح مصطفےٰ رطب اللساں ہست ۔۔۔ چہ شیریں ہست کلامِ "اعلیٰحضرت"
نشاید چوں بہ بزمِ قدسیاں ہم ۔۔۔ زشورِ مرحبا رنگِ مسرت
بہ زیرِ سرپرستی براہیم ۔۔۔ رخِ تاباں نمودست "اعلیٰحضرت"
براہیم آں مفسر آں محدث ۔۔۔ کہ چوں او نیست کس در اہل سنّت
خرد افزا ہمہ اقوال او بند ۔۔۔ سبق بردہ ز لولاں او بہ حکمت
عرب ہم پیشوائے خویش خوانند ۔۔۔ زہے ایں عز و شانِ اعلیٰحضرت

طفیل ساقی تسنیم و کوثر
منم تشنہ مست اعلیٰحضرت

(ماخوذ ماہنامہ اعلیٰحضرت دسمبر ۱۹۶۰ء)

مفسر اعظم ہند حضرت جیلانی میاں اپنی آنے والی نسلوں اور سنیوں کیلئے علمی عملی، مسلکی، خانقاہی شاہراہ عمل اور طریقہ کار متعین کر کے ۱۱ صفر المظفر بروز ہفتہ ۱۳۸۵ھ ۱۲ جون ۱۹۶۵ء علی الصباح ۷ بجے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ وصال پر ملال کی خبر سے زیارت اور نماز جنازہ میں شرکت کے لئے پورا شہر ٹوٹ پڑا۔ رات کو ۱۰ بجے غسل دیا گیا۔ دوسرے دن اسلامیہ کالج بریلی کے وسیع میدان میں مولانا مفتی سید محمد افضل حسین شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور ۹/۳۰ بجے نبیرہ امام احمد رضا کو انھیں کے دائیں جانب آرام سے لٹا دیا گیا۔

نبیرۂ اصغر کی ولادت باسعادت

امام احمد رضا فاضل بریلوی کے چھوٹے پوتے اور حجۃ الاسلام کے چھوٹے صاحبزادے حماد رضا خاں نعمانی میاں ۱۳۳۴ھ ۱۹۱۶ء بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ اپنے جد امجد کے زیر سایہ پانچ سال تک پروان چڑھتے رہے۔ امام احمد رضا نے اپنے اس چھوٹے نبیرہ کا مولانا عبد السلام جبلپوری کے نام ایک مکتوب میں اسطرح ذکر فرمایا۔ چھوٹا نبیرہ بشدت اس میں مبتلا ہوا یہ سب بحمد اللہ کے بعد دگرے شفایاب ہوئے۔ وللہ الحمد دوم ربیع الاول شریف ۱۹۱۶ء ۱۳۳۴ھ"

(مولانا پروفیسر محمود احمد قادری، مکتوبات امام احمد رضا خاں بریلوی ص ۳۲)

حضرت نعمانی میاں نے اپنے والد ماجد حجۃ الاسلام کا پورا زمانہ پایا۔ سفر و حضر میں استفادہ کرتے رہے۔ آپکی شادی خانہ آبادی سیدہ طاہرہ خاتون بنت سید حسن محلہ ملوکپور بریلی سے ۱۹۴۰ء ۱۳۵۹ھ میں ہوئی آپکا وصال پر ملال ۵، ۱۳۷۶ھ ۱۹۵۶ء میں ہوا کراچی میں آپکا مدفن بنا۔ راقم الحروف نے مولانا حماد رضا خاں نعمانی میاں سے عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ آپکی اولاد ذکور میں ۳ اور اناث میں ۴ شادی شدہ پاکستان میں مقیم ہیں۔

نبیرۂ اکبر حجۃ الاسلام

حضرت حجۃ الاسلام کا بڑا پوتا مفتی اعظم ہند کا بڑا نواسہ مولانا محمد ریحان خاں صاحب سجادہ متولی خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ حامدیہ مرکز اہلسنت بریلی محلہ خواجہ قطب میں ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۱۹۳۴ء کو منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ اپنی ولادت سے رحلت تک آفتاب تاباں کیطرح چمکتا، ابر باراں کیطرح برستا، سنبل و ریحان کی طرح اپنی خوشبو بکھیرتا مرد میدان کیطرح گرجتا صرف ۵۲ سال کی عمر میں بعد مدرسہ خانقاہ اور ملک و ملت کی خدمات نمایاں انجام دیتا ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء کو اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا ؎

زندہ رہے تو دین کی خاطر تھی زندگی ۔ اور جان دی تو خدمت اسلام کر گئے

آپ کی سیرت و خدمات پر مشتمل راقم الحروف کا تاریخی مکتوب قطعۂ احساس منظوم نذرِ قارئین ہے۔

مخدومی و عزیزی حضرت مولانا سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں و برادران ذیشان۔ دودمان امام احمد رضا خان سراپا تشکر و امتنان اعزکم مولی المنان ہدیہ سلام مسنون!

"خبرِ ابتر" ——— "وحشت اثر" ——— موصول ہوئی کہ ——— "آہ! آہ! وہ کیسے جانشین اعلیٰحضرت" ——— "میرِ قافلۂ اعلیٰحضرت" ——— "آہ! وہ داعی خانقاہ عالیہ رضویہ" ——— "کوکب اسلام حضرت مولانا ریحان" ——— "حضرت ریحان درخشاں" ——— "علامۂ روزگار ملجائے خلائق" ——— "الحاج محمد ریحان رضا" ——— "شمعِ شبستانِ دیوانِ عام" ——— "بزرگ نہاد سجادہ نشین آستانۂ عالیہ" ——— "مرجع انام سجادہ نشین آستانہ" ——— "قادریہ رضویہ دائماً ابداً" ——— "جنت مکاں نبیرۂ حجۃ الاسلام" ——— "ریحانِ امام احمد رضا" ——— "ہادیِ زمانہ نوری رضوی" ——— "بزم گر قادری رضوی" ——— "نے انتقالاً وصال پرملال فرمایا" ———

ایک عظیم دور۔ فکری، تعلیمی، تعمیری۔ حضرت حجۃ الاسلام سے شروع ہو کر بظاہر حضرت ریحان رضا کے وصال پر ختم ہو گیا۔ امام احمد رضا کے یہ سہ تن خوشتر از صد تن تھے۔ آپکے فیضان کے یہ تینوں بڑے روشن مینار تھے۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ حامدیہ کا گل تتار اب اپنی ریحان بکھیر گیا۔ جو کچھ ہونا تھا، وہ ہوا مقدرات کا فیصلہ یہی تھا۔ ہاں صاحب سجادہ کے کاندھوں پر عظیم ذمہ داریاں آ گئیں ہیں۔ گریہ کا ہر رضا ہے۔ نہ چھلکے رکا ہے نہ اب رکے گا۔ رضا کی رضا شامل حال رہے گی۔ آپ کا ماضی صبر و شکر سے روشن ہے۔ اپنے والد گرامی اور جد سامی کی اعلیٰ روایات اور جد وفائی کی نمایاں خدمات کو پیش نظر رکھئے کار رضا میں پوری ثابت قدمی کے ساتھ قدم آگے بڑھائیے۔ آپ صاحب منزل ہیں اور نشان منزل آپ کے سامنے ہے۔

یہ چند جملے اس نسبت کے پیش نظر لکھ رہا ہوں جو راقم الحروف کو آپکے جدود کرام سے ہے آپ کے جد گرامی حضرت جیلانی میاں رحمۃ المولیٰ علیہ کے وصال پر ایک تفصیلی عریضہ آپ کے والد مرحوم و مغفور کو ۱۹۶۵ء میں لکھا تھا اور آہ آج آپ کو لکھ رہا ہوں۔ خبر قیامت اثر سنتے ہی آپ کے نام تعزیتی ٹیلیگرام روانہ کیا جا چکا ہے۔ ماریشس، جنوبی افریقہ، برطانیہ میں صف ماتم بچھی ہوئی ہے

ایصال ثواب کا سلسلہ جاری ہے۔ اپنے خطوط سے اس فقیر قادری کو آگہی بخشیں۔ تفصیلات کا منتظر ہوں۔ اس بندۂ درا اور اس کے اہل خانہ در قادری رضوی غلام کی جانب سے اپنے جملہ برادران ہمشیرگان والدہ محترمہ جدۂ مخدومہ کی خدمت میں بعد سلام مسنون کے بعد تعزیت پیش کیجئے۔ اپنے جد و ذیشان اور بارگاہ ریحان میں سلام پیش کریں۔ فقیر قادری سگ بارگاہ رضوی محمد ابراہیم خوشتر صدیقی

۶ر شوال المکرم ۱۴۰۵ھ / ۲۵ر جون ۱۹۸۵ء

قطعۂ تاریخی

کون دنیا سے گیا کہتے ہیں آہ! ⁂ منظر اسلام، مسجد، خانقاہ
شکر! یہ مصرعہ ملا تاریخ کا ⁂ "داخل جنت ہوا، ریحاں۔ الٰہ" (۱۴۰۵ھ)

آہ! کیا آئی خبر حضرت ریحاں گئے
کرکے دنیا میں بپا دین کا ساماں گئے

مسجد و مدرسہ و خانقاہ و سجادہ
ہر جگہ شور ہے ہم سب کے نگہباں گئے

تھا وہ سوداگری گو جد سے سوداگر کا
سامنے اس کے بڑھا کر سبھی دوکان گئے

جانے والے رہے اپنے تجاہل کا شکار
جو تھے انجان تھے اچھی طرح جان گئے

پھول مرجھائے جھکی شاخ گل کھل نہ سکی
شور ہے باغ رضا کے گل ریحان گئے

تو نے وہ منظر اسلام کو منظر بخشا
جو بھی اس باغ میں آتے وہ بہار آکے گئے

تیرے افکار نے تعمیر کو اک روپ دیا
تیرے انداز حسیں ایسے تھے سب مان گئے

تیری رحلت کا وہ غم کہ غم عالم ٹھہرا
تیری فرقت کا وہ صدمہ کہ دل و جان گئے

چاہے افریقہ و یورپ ہو کہ ہو بر صغیر
تم جہاں پہنچے رضا کا لئے فیضان گئے

دور بنگال ہو، یا نسل کی بندگی کا ہو ورود
تم ہر اک دور میں حق کا لئے فرمان گئے

گلشن مجاہد ملتی تھا وہ شاداب کہ آہ!
آگیا دور خزاں حضرت ریحان گئے

الحمدللہ یہ مقدر کہ اب وجد کے حضور
ماہ رمضان میں ریحان رضا خان گئے

ہوگئی آہ گل آج یقیناً سونی!
کون اب اٹھے کہ ریحان رضا خان گئے

بجھ گئی شمع شبستان رضا اے خوشتر
لوگ کہتے ہیں کہ ریحان رضا خان گئے

خوشتر قادری علیم

۱۹ ۶ ۹۱

مولانا ضیاء الدین احمد قادری

۳۰ ——— ھ ——— ۱۴

سلسلہ عالیہ قادریہ کے مشہور شیخ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی کے وصال پر ملال پر ہند و پاک کے مذہبی حلقے میں تا ہنوز صف ماتم بچھی ہوئی ہے حضرت موصوف کی سیرت سے متعلق یہ چند سطور ہدیۂ ناظرین ہیں۔

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری موضع کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ پنجاب متحدہ ہندوستان میں ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کا سال ولادت "یا غفور" ۱۲۹۷ھ سے برآمد ہوتا ہے۔ آپ کے والد کا نام عبد العظیم تھا۔ جد امجد سُنّی صحیح العقیدہ قادری بزرگ تھے۔ اس گھرانے کے جد اعلیٰ کا نام شیخ قطب الدین قادری تھا

آپ کا سلسلۂ نسب حضرت عبد الرحمٰن بن ابو بکر تک پہنچتا ہے۔ اس لئے آپ کا خاندان رحمانی کہلاتا ہے۔ آپ کا عہد طفلی تیرھویں صدی کا اختتام تھا۔ آپ کی ذات الحب فی اللہ و البغض فی اللہ کا مظہر تھی۔ جب کبھی لوگوں کے استفسار پر اپنے والد کا نام بادل ناخواستہ لیتے تو فرما دیتے میرے والد

بدعقیدہ تھے۔ اور بظاہر والد کی بدعقیدگی اُن کے ترکِ وطن اور بغداد اور مدینہ کی ہجرت کا سبب بنی۔

چودھویں صدی کا ہندوستان برطانوی ہندوستان تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں خانقاہوں، مدارس اور مساجد کی تباہی کے بعد ہندوستان میں تعلیم و تربیت، صحت و خدمت کے نام پر مشنری ادارے، شفا خانے اور کالج جگہ جگہ قائم کئے جا رہے تھے۔ اسلامی فکر و نظر کو مسیحی سانچوں میں ڈھالا جا رہا تھا اور چودھویں صدی کا ہندوستان ان برطانوی اقتدار کے سایہ میں پروان چڑھ رہا تھا۔

دین و مذہب کے نام پر وہابی نیچری، مرزائی جیسے فتنے انگریزوں کی پشت پناہی کر رہے تھے۔ ٹھیک اسی زمانے میں علمائے عاملین اپنے مواعظ حسنہ اور پرجوش تبلیغ سے جہاد باللسان فرما رہے تھے ـــــ انھیں ستودہ صفات علماء میں حضرت مولانا عبدالقادر بھیروی بھی تھے۔ جو بیگم شاہی مسجد لاہور میں احیاءِ حق و ابطالِ باطل کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ صاحب تذکرہ مولانا ضیاء الدین احمد نے درس نظامی کا آغاز اسی بیگم شاہی مسجد لاہور میں کیا۔ اور حضرت بھیروی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ یہ مولانا کے علم و آگہی کی پہلی منزل تھی۔ اور درس نظامیہ کا شاندار آغاز تھا۔ مگر یہ ذرہ آگہی ہوا طلب تھا اور قطرۂ تشنہ سمندر۔ ذوق و شوق جادۂ منزل۔ آپ نے پہلی بھیت یوپی کی راہ لی اور آپ کا جذبۂ قال آپ کو قالِ رسول کی منزل تک لے آیا۔ دورۂ حدیث کے شب و روز میسر آگئے۔ محدث شہرۂ آفاق محدث سورتی کی خدمت میں آپ نے دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ آپ کا قیام دو سال رہا۔

مکتب کی کرامت نے اپنا رنگ دکھایا۔ فکر و نظر کو شعور کا کمال میسر آیا اب ضرورت تھی فیضانِ نظر کی۔ قدرت نے دستگیری کی، عقل کو دل کی راہ مل گئی

ہر جمعرات کو مولانا پیلی بھیت سے بریلی شریف حاضر ہوتے ۔ اور اک صاحب فکر و نظر اس صدی کے مجدد مولانا شاہ احمد رضا خاں کی خدمت و صحبت میں رہتے ، نماز جمعہ انھیں کی اقتدا میں ادا کرتے ۔ یہ تھی ایک صاحب فیضان کی بارگاہ میں مولانا کی حاضری ۔ دل و نظر کی تربیت کے یادگار ایام اور ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء کا زریں دور ۔

مولانا وصی احمد محدث سورتی اور امام احمد رضا بریلوی کی تعلیم و تربیت سے شریعت و طریقت کی راہ روشن تھی ۔ حضرت دستگیر غوث اعظم کی محبت نے دستگیری فرمائی ۔ آپ نے ۱۹۰۰ء/۱۳۱۸ھ میں ہمیشہ کیلئے پنجاب کو چھوڑ دیا اور عشق و محبت کی آخری تربیت گاہ فیضان و عرفان کی دلکش منزل بغداد مقدس روانہ ہو گئے ۔

حضرت مولانا جوار غوث اعظم میں پہنچ کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے ۔ "ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما" آپ کا مقدر بنا ۔ آپ کا بغداد شریف میں قیام نو سال چھ ماہ رہا ۔ آپ کے یہ ماہ و سال جذب و مستی میں گذرے استغراق کا اس حد تک غلبہ رہا کہ جنون کے آثار پیدا ہو گئے ۔ بایں ہمہ آپ سکر و صحو کی منزلوں میں جان جاناں کے حضور محو جاناں رہے ۔ تا آں کہ مرید نے مراد کی منزل پالی اور خود آگاہ خدا آگاہ ہو گئے

انھیں مبارک ایام میں ایک عارف کامل حضرت سید حسین الحسنی الکروی نے آپ کے حال پر کرم فرمایا ۔ آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور آپ کو جذب و مستی کے عالم سے نکال کر سلوک و عرفان کی منزل تک پہونچا دیا ۔ حضرت کردی آپ کو اپنے ساتھ بستی چرچہ قلعہ کردستان لے آئے ۔ یہاں آپ نے سید حسین کی خدمت میں تقریباً ڈیڑھ سال قیام کیا ۔

جذبۂ عشق رسول بیدار تھا اور وصال محبوب آپ کا مقدر ۔ آپ نے روضۂ رسول پر حاضری کا ارادہ ظاہر کیا ۔ حضرت سید حسین الحسنی کردی نے سامان سفر

مہیا کیا۔ اور اپنی دعاؤں نصیحتوں کے ساتھ اس عاشق رسول کو مدینۃ الرسول کیلئے رخصت کیا۔ اس طرح آپ کا جذبۂ دروں جان سے جانِ جاناں اور منزل سے جانِ منزل تک لے آیا۔

آپ بغداد سے براستہ دمشق بذریعہ ریل، ۱۹۱۰/۱۳۲۷ھ میں مدینہ طیبہ پہنچکر مقیم ہوگئے۔ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اہل دل واہل نظر کی رفاقت میسر آئی۔ انھیں ایام میں آپنے حافظ الحدیث سید احمد الشمس المدنی سے بیضاوی شریف پڑھی۔ خود ارشاد فرمایا کہ میں حرمین طیبین میں جس بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوتا وہ آپ کے کمال سادگی سے متاثر ہوتا۔ آپ کو سلاسل طریقت وفضیلت میں خلافت واجازت سے نوازا۔ یہ تھا آپ کا دور استفادہ جو "بلکہ شرط قابلیت داد است" کے بالکل مطابق تھا۔ حضرت سید عبد الرحمٰن سراج کی مفتی اعظم حنفیہ سے بھی آپ کو اجازت حاصل تھی۔ حضرت علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی نے بھی آپ کو خلافت واجازت سے مدینۃ الرسول میں نوازا تھا۔

آپ جس عہد میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے وہ حکومت ترکیہ کا عہد تھا۔ ہر طرف برکت کے آثار ظاہر تھے۔ اسلامی تقاریب بڑے اہتمام سے منائی جاتی تھیں۔ اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام کی صدائیں بلند ہوتیں۔ عام وخاص رسول مدنی تاجدار کی محبت میں مست وسرشار نظر آتے۔ ہر سال شہنشاہ دوعالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے گنبد مزار پر غلاف سبز چڑھایا جاتا اور اس غلاف کی تیاری میں مدینے کی سادات شہزادیوں کی خدمات حاصل کی جاتیں۔ اور اُن کو اس خدمت کا نذرانہ ترک حکومت کی جانب سے پیش کیا جاتا۔ اسطرح سادات کرام کی گذر اوقات کیلئے روزینہ فراہم کیا جاتا۔ حضرت مولانا موصوف مدینۃ الرسول کے اُن شب وروز کو بڑی حسرت سے یاد فرماتے اور آبدیدہ ہوتے۔

یہ زمانہ برکت نشان شریف کی حکومت ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء تک رہا۔ تا آنکہ نجدیوں نے خروج کیا اور سعودیوں کی حکومت ۱۹۲۵ء میں برسرِ اقتدار آئی اور عہدِ ماضی کا یہ آفتاب اپنے نصف النہار پہنچکر غروب ہوگیا۔

یہ مسلم ہے کہ جو فنا فی الرسول ہوتا ہے وہ فنا فی الشیخ بھی ہوتا ہے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد اپنے شیخ کامل امام احمد رضا کے ہاتھ پر ۱۳۱۴ھ ہی میں اپنے زمانۂ قیام پیلی بھیت میں بک چکے تھے۔ ہاں بیعت اصلاحی کی تکمیل ابھی باقی تھی۔ مولانا نے ایک خواب دیکھا، قلب صافی نے یہ تعبیر دی کہ امام البریلوی کی زندگی کا یہ آخری سال ہے۔ اللہ اللہ! جس ولی صفات نے ۱۳۲۷ھ سے ۱۳۳۹ھ تک مدینہ سے سوائے حج باہر نکلنا گوارا نہ کیا، اب اس نے اپنے شیخ کامل کی آخری ملاقات کیلئے بریلی شریف سفر وسیلۂ ظفر کا قصد کرلیا۔ یہاں ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء میں پہنچکر اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں کی بارگاہ میں ۶۲ روز حاضر رہے۔ بیعت و خلافت سے نوازے گئے۔ وہاں آپ کو شریعت و طریقت کا ایک ساحل بیکراں نظر آیا۔ حضرت امام البریلوی کے شب و روز بھی دیکھے۔ عبادت وریاضت، تصنیف و تالیف کے بحر العقول مناظر بھی نظر آئے۔ احمد رضا کے پیکر میں اک کرامت مجسم اور استقامت مسلم تھا۔ جو از عجم تا عرب اپنے فیضان کے دریا بہا رہا تھا۔

حج کے ایام قریب تھے۔ حضرت مرشد بریلوی نے اپنے مدنی خلیفہ کو دعاؤں کے ساتھ حجاز مقدس واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ابھی یہ مدینہ کا مسافر حج کے بعد مدینہ پہنچا ہی تھا کہ صفر مظفر ۱۳۴۰ھ میں بریلی شریف سے ٹیلیگرام آیا کہ اعلیٰحضرت بریلوی وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی نے وصال کی امید لئے اپنی پوری زندگی مدینہ کی مجاورت میں گذار دی۔ اور دوری گوارہ نہ کی۔ مریدین، خلفاء

واعزا عرب وعجم میں تشریف آوری کی دعوت دیتے اور آپ یہ فرماتے کہ میرا وقت آخری ہے۔ میں مدینہ سے باہر جانا نہیں چاہتا۔ کہیں موت نہ آجائے۔ آپ کا مدینہ منورہ میں، ۱۳۲۲ھ سے ۱۴۰۱ھ تک دم واپسیں ۷۹ سال تک قیام رہا۔

سادگی آپ کا شعار تھی۔ آپ کی صورت خدا یاد اور سیرت سیرتِ رسول کا مظہر تھی۔ سنت رسول کی اتباع میں آپ نے بکریاں بھی پالیں۔ اس کے دودھ سے مہمانان رسول کی ضیافت فرماتے۔ حجاج وزائرین کا ٹھکانا آپ کا گھر تھا۔ آپ کی ذات قادری رضوی جلوہ گاہ تھی۔ آپ کا دولتکدہ قادری خانقاہ تھا۔ آپ شہرۂ آفاق قادری شیخ تھے۔ عرب وعجم میں آپ کے مریدین اور خلفاء کی تعداد ہزاروں ہے۔ آپ کا اصل مشغلہ حبِ رسول کی دولت جمیل، نعت رسول تھا۔ آپ کی ہر مجلس مجلس نعت ہوتی اور ہر محفل یادِ خدا و ذکر رسول سے آباد ہوتی۔ آپ کی بارگاہ میں عرب وعجم کے ہر علاقے کے لوگ آتے مجلس ونعت خوانی میں شریک ہوتے۔ ہندی حجازی ترکی شامی مصری ایرانی سوڈانی کردی سب اپنی اپنی زبان میں نعت رسول پڑھتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ سارا عالم نعت خواں ہے۔ اور آپ کی حبِ رسول دنیائے جمیل صرف نعت سے آباد ہے۔ آپ سب سے دو زانو بیٹھنے کی تاکید فرماتے، نعت سنتے، اشکبار ہوتے، مرحبا مرحبا فرماتے، سبحان اللہ صلی علیٰ کی گونج میں روتے۔ اپنے شیخ کامل امام احمد بریلوی کا مجموعۂ نعت "حدائق بخشش" سے خصوصاً بار بار نعت شریف سنتے "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کی گونج میں آپ کا قادری دولتکدہ حدائق بخشش معلوم ہوتا اٹھتے بیٹھتے اسی کے اشعار آپ کی زبان پہ ہوتے۔ اپنی خلوت وجلوت "بارگاہ رسول میں حاضری، احباب کی ملاقات اور خلوص ومحبت کے اظہار کیوقت اپنے شیخ کامل امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ کے اشعار سے کام لیتے مختصر یہ کہ آپ کی خلوت وجلوت کا انجام نعت رسول پر ہوتا۔ اختتام پہ عام

لنگر تقسیم ہوتا۔ مہمانانِ رسول آپکے مہمان ہوتے۔ صبح کا ناشتہ ہو یا دوپہر کا کھانا ہر آنے والے کو اصراراً شریک فرماتے۔ رات کی مجلس میں نعت رسول کا عالم بھی کچھ اور ہوتا، پھر صلوٰۃ وسلام اور دعا کے بعد تقسیم لنگر دربار ضیائی کا بڑا دلنواز منظر تھا۔ جو روزانہ دیکھنے میں آتا۔ کیف و سرور کی اس مجلس میں شریک ہونیوالے "ایک بار دیکھا ہے اور دوسری بار دیکھنے کی ہوس" دلوں میں لے کر رخصت ہو جاتے۔

آپ مصنف نہیں تھے مگر مصنفین آپ کے حضور اپنا تصنیفی مواد حاصل کرتے۔ آپ کی خدمت میں اہل قال آتے اور مست حال ہوکر واپس جاتے اور دونوں بقدر ظرف اپنا اپنا حصہ پاتے۔ عام و خاص آپ کو سیدی کہکر مخاطب کرتے۔ علمائے مدینہ آپ کا بڑا احترام کرتے۔ آپ سے ملنے وہ لوگ خود آتے اور آپ کو شیخ العلماء کہکر یاد کرتے۔ حضرت مبلغ عالم اسلام مولانا شاہ محمد عبد العلیم صدیقی مدنی سے رشتۂ مودت و اخوت تو دم واپسیں تک رہا۔ حضرت صدیقی کے ایام علالت و رحلت میں آپ اُن کے پاس بھی رہے اور اپنے فرزند گرامی مولانا محمد فضل الرحمٰن قادری مدنی کو اُن کی خدمت کیلئے مامور فرمایا۔ مولانا علی حسین البکر المدنی آپ کے محب و مخلص اور قدرداں تھے۔

آپ کی محبت میں غرباء و فقراء کو دیکھ کر سلف صالحین کی یاد تازہ ہوتی۔ تواضع و انکساری تو آپ کا مزاج تھا۔ آپ کی خدمت میں جو بھی آتا آپ حسب مراتب اس کی پذیرائی فرماتے۔ آپ کا دروازہ سب کے لئے کھلا اور دستر خوان کرم عام ہوتا۔

مریدین مخلصین کی اصلاح ہر وقت پیش نظر ہوتی۔ نماز پنجگانہ کی تاکید فرماتے۔ طہارت قلب و نظر کی تلقین کرتے۔ عقائد و اعمال کی تصحیح پر زور دیتے۔ مخلصین علماء اہل محبت کی قدر کرتے۔ افتراق و انتشار سے ہمیشہ

الگ رہنے کی تاکید فرماتے۔ ہر شخص کو اس کے فرائض کی انجام دہی کی ہدایت کرتے۔ صبر و شکر کے کلمات ہمیشہ آپ کی زبان پر ہوتے ——— آپ مدینۃ الرسول میں حضرت حسان کے نقش قدم اور امام بوصیری کی راہ پہ گامزن اور حضرت جامی کا سرور لئے مست و سرشار اور اپنے شیخ کامل امام احمد رضا بریلوی کے مسلک کی یادگار تھے۔ طریقت کا ہر خانوادہ آپ سے مانوس تھا۔ آپ مذہب حق اہلسنت وجماعت کے اعلم العلماء و شیخ المشائخ تھے۔

آپنے اتباع سنت میں سائلانہ زندگی بھی بسر فرمائی۔ عبادت و ریاضت سکر و محو کی منزلوں سے گذر کر ۵۰ سال کی عمر میں پہلا نکاح کیا۔ پھر پہلی اہلیہ کی مفارقت کے بعد دوسرا نکاح بھی مدینہ ہی میں کیا۔ آپ کی باقیات صالحات میں آپ کے جانشین برحق مولانا فضل الرحمٰن قادری مدنی اور ایک صاحبزادی ہیں۔ آپ ہی کی پوتی حضرت قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کی شریک حیات ہیں۔ مذکور العدر بزرگوں کے علاوہ دوسرے بزرگوں سے بھی آپکے تعلقات دیرینہ تھے۔ حضرت محدث علی پوری، پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کا تو مدینہ منورہ میں قیام بھی آپ کے پاس ہوتا۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں نوری بریلوی کی قدم بوسی اور دست بوسی میں سبقت فرماتے۔ ایک بار حج کا ارادہ صرف اس لئے فرمایا کہ مرشد زادے حضرت مفتی اعظم ہند کے زیر سایہ عرفات میں قیام اور دعاؤں میں شمولیت میسر آئے۔ مدینہ میں حضرت موصوف کے پاس ایک شخص مرید ہونے آیا تو آپنے اس کو تنبیہ فرمائی اور کہا کہ شہنشاہ کی موجودگی میں مجھ سے طالب ہورہا ہے۔ پھر وہیں مرشد زادے سے اسکو بیعت کرایا۔

حضرت حافظ ملت حافظ عبد العزیز مبارک پوری، مفتی اعظم پاکستان مولانا ابو البرکات، محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد، حضرت مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن، حضرت مولانا محمد عبد الغفور صاحب ہزاروی اور علامہ احمد سعید کاظمی

قدست اسرارہم العزیز۔ وغیرہم علمائے اہلسنت ومشائخ طریقت آپکی خدمت میں ضرور آتے۔ اور آپ سب کی پذیرائی فرماتے۔ آپ کا آستانہ ہر دور میں ایک بین الاقوامی پلیٹ فارم رہا۔ جہاں عرب وعجم کے علماء عوام ایکدوسرے سے ملتے، قومی وملی مسائل پر تبادلۂ خیالات کرتے۔ فیصلے ہوتے اور دین وملت کے پیغام کو لے کر آپ کی دعاؤں کے ساتھ لوگ اپنے اپنے علاقے میں جاتے۔ نئے جوش اور نئی امنگوں کے ساتھ درس وتدریس وعظ وتلقین اور تصنیف وتالیف کے کاموں میں مشغول ہو جاتے۔

یہ تھا حضرت شیخ مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی کا عالمی فیضان اور یہ تھے مدینۃ الرسول میں ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان آفریں صبح وشام۔

معاصر

مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی

مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی ابن محمد تقی خاں (م ۱۳۲۵ھ؍۱۹۰۷ء) ۲۰ شعبان ۱۲۸۳ھ؍۵ جنوری ۱۸۶۷ء کو شیروانی خاندان بھیکم پور میں پیدا ہوئے اور اس خاندان کے گل سر سبد کہلائے۔ مولانا کی تعلیم و تربیت بڑے اہتمام سے خالص مشرقی ماحول میں ہوئی۔ مشرقی زبانوں پر خاصا عبور تھا، مزاج خالص علمی تھا۔ ذوق و شوق کا یہ عالم تھا کہ اپنی جیب خاص سے ایک کثیر رقم خرچ کر کے حبیب گنج میں ایک ایسا نادر اور قیمتی کتب خانہ جمع کیا کہ اس کی شہرت ملک سے باہر پہنچی۔ اسی علم و فضل کی بنیاد پر مسلم یونیورسٹی علیگڈھ میں شعبہ دینیات کے سربراہ مقرر ہوئے۔ یہاں تک کہ میر عثمان علی خاں بہادر نظام دکن نے آپکو ریاست کا صدر الصدور بنا کر حیدر آباد بلا لیا۔ وہاں نظام دکن نے بڑی پذیرائی کی اور مولانا کو صدر یار جنگ کے خطاب سے نوازا [۱]

مولانا کے خصوصی مراسم تادم اخیر مولانا سید سلیمان اشرف سے قائم رہے۔ مولانا شیروانی جب تک علی گڈھ میں رہے سید صاحب مرحوم کی صحبت میں گھنٹوں بیٹھتے۔ ان کی علمی تصنیفی برتری کے دل سے قائل تھے۔ مولانا سید سلیمان اشرف کی "الانہار" کو شبلی کی شعر العجم پر فوقیت دیتے [۲]۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا اپنے مسلک میں آزاد خیال ہوتے ہوئے بھی ترک موالات کے زمانہ میں تحریک سے الگ رہے۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی کی تدریسی مہارت کے مداح تھے [۳]

حضرت حجۃ الاسلام سے تعلقات کی بنیاد خالص علمی تھی۔ پھر دونوں رئیس ابن رئیس تھے۔ مولانا نے دار العلوم منظر اسلام بریلی کا معائنہ بھی فرمایا اور یہاں کی تدریسی صلاحیتوں سے متاثر ہو کر حیدر آباد دکن سے ایک ماہانہ وظیفہ مقرر کرایا جو تقسیم ہند تک جاری رہا۔ [۴]

مولانا کا انتقال ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ؍۱۱ اگست ۱۹۵۰ء علیگڈھ میں ہوا۔ اپنے موروثی قبرستان بھیکم پور کی نزد حبیب گنج آسودۂ خواب ہوئے۔

---

[۱] ابو الکلام آزاد: مقدمہ غبار خاطر، ص ۸ - ۹

[۲] [۳] محمود احمد قادری: تذکرۂ علمائے اہلسنت ص ۱۰۰ - ۵۳

[۴] مولانا حسنین رضا خاں صاحب کا ارشاد

مولانا شاہ عبدالباری فرنگی محلی لکھنؤ

فاضل اکمل مولانا عبدالباری ابن حضرت مولانا شاہ عبدالوہاب ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء کو فرنگی محل لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ شیخ ایسے کہ اَباً عن جدٍ صاحب خانقاہ، مدرس ایسے کہ جامع معقول و منقول، شیخ الحدیث ایسے کہ بڑے بڑے علماء نے آپ سے درس حدیث لیا اور آخر تک درس حدیث دیتے رہے۔ آپ ہی کی کوشش سے فرنگی محل لکھنؤ میں مدرسہ نظامیہ قائم ہوا۔ تحریک خلافت، تحریک موالات میں یہ بھی گاندھی کی آندھی میں آگئے مگر صاحب نسبت تھے۔ بزرگوں کا فیضان کام آگیا۔ امام احمد رضا پھر آپ کے شہزادہ اکبر حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب کی توجہ دلانے پر آپ نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور خلاف شرع باتوں سے رجوع کر لیا۔ حرمین طیبین میں مزارات کے انہدام نجدیوں کے ہاتھوں قبور کے مسمار کئے جانے کے خلاف، خدام الکعبہ، خدام الحرمین کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ آپ ہی کے حکم سے مولوی اشرف علی تھانوی کی بہشتی زیور اور حفظ الایمان فرنگی محل میں جلائی گئی۔ آپ نے تھانوی صاحب کو حفظ الایمان کی کفری عبارت سے توبہ کے لئے بار بار متوجہ کیا۔ مگر توبہ کی توفیق نہ ہوئی[1]۔

آپ علمائے فرنگی محل کے شیخ تھے۔ آپ کے وصال ۴ رجب المرجب ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء پر فرنگی محل کا ایک عہد ختم ہو گیا۔

مولانا رحیم الٰہی منظفر نگری

امام المعقولات حضرت مولانا سید عبدالعزیز انبیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ درسیات پر پوری مہارت تھی۔ تدریس کا انداز بڑا دلنشین پایا تھا۔ امام احمد رضا بریلوی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ یہ طرۂ امتیاز آپ کو حاصل تھا کہ مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں آپ کے تلمیذ بلند مرتبت تھے۔ آپ کے تلامذہ میں اکابر علماء مناظر اعظم مولانا حشمت علی خاں لکھنوی م ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء مولانا غلام جیلانی اعظمی، مولانا حامد حسن فاروقی، مولانا عزیز الحسن پھپھوند وی م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء مولانا احسان علی منظفر پوری محدث بریلی م ۱۴۰۲ھ

---

[1] محمد مسعود احمد پروفیسر: تحریک آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم ص ۱۰۲ - ۱۰۳

[2] محمود احمد قادری مولانا: تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۱۷۳ - ۱۷۴

۱۹۰۲ء کے نام بھی آتے ہیں۔ پوری زندگی تدریس میں گذری۔ عمر کا آخری حصہ ضعف بینائی کی وجہ سے وطن میں گذرا۔ ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء صفر المظفر میں بریلی شریف حاضری دی۔ احباب تلامذہ سے ملاقات کے بعد وطن واپس ہوئے۔ گاڑی میں اختلاج قلب کا دورہ پڑا اور پھر کچھ پتہ نہ چل سکا۔ شہید تدریس نے سفر میں مرتبہ شہادت پالیا۔ ؎

مولانا شاہ عبدالسلام جبل پوری

معاصرین میں تنہا آپ کو شرف حاصل تھا کہ آپ امام احمد رضا کے درس میں حضرت حجۃ الاسلام کے شریک اسباق تھے۔ آپ کو عبدالاسلام کا لقب پیر و مرشد کی بارگاہ سے عطا ہوا تھا۔ امام احمد رضا نے آپ کو علمی عملی ذہنی اخلاقی تعلیم و تربیت کے ساتھ بیعت و خلافت سے ۱۳۱۳ھ ۱۸۹۶ء میں سرفراز فرمایا آپ تحریک ندوہ کی بیخ کنی سے لیکر تا وصال اپنے پیر و مرشد کی ہدایات کے مطابق احیاء سنت اور سرکوبی بدعت میں ہر ہر مقام پر پیش پیش رہے۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ آپ کے صاحبزادے مولانا مفتی محمد برہان الحق بھی امام احمد رضا کے تلمیذ اور خلیفہ تھے۔ آپ کا وصال جبلپور میں ۱۰ رجمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ ۱۹۵۲ء کو ہوا۔ امام احمد رضا نے اپنے خلفاء میں آپ دونوں کا ذکر اسطرح فرمایا ؎

عبد سلام سلامت جس سے ٭ سخت آفات میں آتے یہ ہیں
آل الرحمٰن ، برھان الحق ٭ شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

آپ کی آخری آرام گاہ محلہ دارالسلام جبلپور میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

مولانا امجد علی اعظمی

مولانا امجد علی اعظمی بن مولانا حکیم جمال الدین ۱۲۹۶ھ ۱۸۷۸ء قصبہ گھوسی اعظمگڈھ یوپی ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتب اپنے جد امجد مولانا خدا بخش اور رشتہ کے بڑے بھائی مولانا محمد صدیق سے پڑھیں ــــــــــــــــ پھر انھیں کے مشورے سے شہر علم و حکمت جون پور آکر حضرت امام الحکمۃ مولانا ہدایت اللہ خاں صاحب

؎ محمود احمد قادری مولانا: تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۸۹ وغیرہ
؎ محمد برہان الحق مفتی جبلپوری: اکرام امام احمد رضا ص ۳۲-۳۵-۴۲۔
؎ الاستمداد علی الارتداد: امام احمد رضا

جون پوری سے ایسا استفادہ کیا کہ خود مفید الطالبین بن گئے۔ پھر محدث سورتی کا شہرۂ آفاق مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت آپ کی منزل تکمیل بنا۔ علم طب کا موروثی ذوق آپ کو لکھنؤ لے آیا ۱۳۲۲ھ میں حکیم عبد الولی سے علم طب حاصل کیا۔ ۱۳۲۳ھ سے ۱۳۲۶ھ تک اپنے استاذ محدث سورتی کے مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں درس دیتے رہے۔ اور پٹنہ عظیم آباد میں ایک سال تک مطب بھی کرتے رہے کہ امام احمد رضا کو بریلی میں ایک مدرس کی ضرورت ہوئی۔ حضرت محدث سورتی نے آپ کو پٹنہ عظیم آباد عشق و محبت کی آخری قتل گاہ بریلی شریف روانہ کر دیا۔ پھر کیا تھا، پھر کیا تھا اک لعل کو معدن بدخشاں اور آبجو کو ساحل مراد۔ وقت کے سب سے بڑے فقیہ نے انھیں صدر الشریعہ کے لقب سے نوازا۔ معاصرین نے ان کو مسلسل شب و روز دینی مصروفیات کی بنا پر ان کو کام کی مشین قرار دیا۔ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں امام احمد رضا کے دست حق پرست پر ایسی بیعت کی کہ اٹھارہ سال تک شیخ کامل کی بارگاہ میں حاضر رہے۔[1] اور فنافی الشیخ کے مرتبۂ کمال کو پہونچے اور خلافت سے نوازے گئے۔ مرشد کامل نے "میرا امجد مجد کا پکا"، کہکر بزرگی و دینداری کی گواہی دیدی۔ فقیہ ایسے کہ صدر الشریعہ آپ کے نام کا جزو اعظم قرار پایا۔ پوری زندگی احکام شریعت کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے۔ آپ کے معاصرین نے آپ کی کتاب لاجواب "بہار شریعت" کو شریعت کا باغ سدا بہار تسلیم کرلیا۔ مدرس ایسے کہ اس صدی کی تدریسی دنیا پر آپ کا اور آپ کے تلامذہ کا سکہ چل رہا ہے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔ جن میں محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد لائل پوری، حافظ ملت مولانا حافظ محمد عبد العزیز محدث مبارکپوری، مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن رئیس اڑیسہ، امین شریعت مولانا شاہ رفاقت حسین، مولانا قاضی شمس الدین جونپوری فاضل جلیل مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی، مناظر اعظم مولانا حشمت علیخاں لکھنوی، مولانا غلام یزدانی صدر المدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی، مولانا تقدس علیخاں شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ خیر پور پاکستان، فقیہ عصر مولانا مفتی اعجاز ولی خاں قادری لاہور، مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی شیخ الحدیث براؤں شریف

---

[1] ۱۳۴۳ھ میں دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف کی صدارت کیلئے آپ نے معذرت کرلی اور استاذ شیخ کی ترک مجاورت پر راضی نہ ہوئے۔ تا آنکہ صاحب سجادہ حضرت حجۃ الاسلام نے مولانا سید سلیمان اشرف کی درخواست پر اجازت دیدی۔

مولانا احسان علی صدیقی محدث بریلی مظفر پوری، مولانا ولی النبی صاحب بیلی شریف، مولانا سید آل مصطفیٰ مارہروی، علامہ عبد المصطفیٰ ازہری کراچی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شہرۂ آفاق ہوئے اور مولانا ذکار الدین شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ کراچی، مولانا قاری محبوب رضا خاں کراچی، مولانا سید ظہیر الدین علیگڈھ بھی بقید حیات ہیں۔

۲ ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ / ۶ ستمبر ۱۹۴۸ء بروز دوشنبہ مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں کی معیت میں حج وزیارت کے ارادے سے رات کو بمبئی پہنچے۔ اسی رات ۱۲ بجکر ۹ منٹ پہ وصال فرما کر حج وزیارت کی سعادت ابدی حاصل کر لی ؎

قدم رکھنے کی نوبت بھی نہ آئی تھی سفینے میں
مدینے کا مسافر ہند سے پہنچا مدینے میں

مولانا عبد الاحد محدث پیلی بھیتی

سلطان الواعظین مولانا عبد الاحد، محدث سورتی حضرت مولانا وصی احمد کے تنہا و یکتا صاحبزادے تھے ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء میں پیلی بھیت میں پیدا ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں کی خدمت میں بریلی حاضر ہو گئے اور آپ ہی سے دورہ حدیث پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ امام احمد رضا نے خود اپنے دستِ مبارک سے دستار بندی کی۔ اپنے والد ماجد محدث سورتی سے علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد تکمیل الطب کالج لکھنؤ میں طب کی تکمیل کی اور ایک عرصہ تک طبابت کا سلسلہ جاری رکھا۔ پھر مدرسہ حنفیہ پٹنہ عظیم آباد میں چند سال تک درس نظامی کے جملہ فنون پڑھاتے رہے۔ پھر آخر عمر تک مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں درس حدیث دیتے رہے۔ آپکے مواعظ حسنہ کی دھوم پورے ہندوستان میں تھی۔ آواز بڑی پاٹ دار پائی تھی۔ امام احمد رضا نے ایک خصوصی تقریب میں سلطان الواعظین کا خطاب عطا فرمایا۔ اور اپنی کتاب "الاستمداد" میں خلفاء کے تذکرہ میں آپ کا ذکر اس طرح فرمایا ؎

اک اک وعظ عبد الاحد ؓ کتنے نتھنے پھلاتے یہ ہیں

یہ شرف بھی آپ کو حاصل رہا کہ آپنے حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں کے ساتھ امام احمد رضا خاں کی معیت میں فریضۂ حج ادا کیا۔ حرمین طیبین میں ساتھ ساتھ رہے۔ وہاں کے دینی تصنیفی مسلکی رکی

مراحل میں حق رفاقت وخدمت ادا کرتے رہے۔ آخر عمر تک تحریک خلافت تحریک ترک موالات، تحریک مسجد شہید گنج مچھلی بازار کانپور، ہندو مسلم اتحاد، حجاز میں نجدیوں کے مظالم کے خلاف اپنے پیر و مرشد امام احمد رضا کے مسلک اور ہدایات کے مطابق صف اول میں ہر طرح نبرد آزما رہے۔ حجۃ الاسلام سے خصوصی مراسم تھے۔ آپ کا نہایت احترام کرتے تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں امام احمد رضا سے ماذون ومجاز تھے۔ آپ کا وصال ۱۳ر شعبان ۱۳۵۲ھ/یکم دسمبر ۱۹۳۳ء کو لکھنؤ میں ہوا۔ گنج مرادآباد کے باغ میں اپنے خسر مولانا عبدالکریم گنج مرادآبادی کے پہلو میں آرام فرمایا۔ آپ کی باقیات صالحات کا سلسلہ قاری احمد پیلی بھیتی اور ان کے صاحبزادے خواجہ رضی حیدر اور دیگر اولاد ذکور وانا ث سے جاری ہے۔ آپ کے وصال سے مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت کا عہد زریں ختم ہو گیا۔ مسجد بی بی جی مرحومہ کے جلسۂ تعزیت میں حضرت حجۃ الاسلام نے دعائے مغفرت فرمائی۔

(خواجہ رضی حیدر، محدث سورتی۔ محمود احمد قادری مولانا، تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۱۶۸-۱۶۹)

تلامذہ

حجۃ الاسلام کے تلامذہ کی فہرست میں مفتی اعظم کا نام نامی جہاں تسبیح کے دانوں میں امام کی حیثیت رکھتا ہے، وہاں حجۃ الاسلام کی زندگی کا یہ گوشہ مستور بھی جگمگا اٹھتا ہے کہ آپ امام احمد رضا کی موجودگی میں مسند تدریس پر فائز ہوئے۔ اور آپ نے نہ صرف باہر بلکہ گھر والوں کو بھی پڑھایا۔ مندرجہ ذیل سطور میں یہ حقیقت آشکار ہے

احوالِ پاکیزہ مکرم مفتی اعظم

۱۹ ——— ۶ ——— ۹۱

صورت و سیرت شریعت و طریقت کے محاسن کو اگر مجسم کر دیا جائے تو وہ مفتی اعظم عالم اسلام مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری رضوی نوری بریلوی کا سراپا قرار پائے گا

آپ کی ولادت و رحلت، محاسن و فضائل کا عنوان اتنا ہمہ گیر ہے کہ لکھنے والے مسلسل لکھ رہے ہیں۔ مگر یہ قصہ تمام ابھی ناتمام ہے"

مفتی اعظم اپنے بڑے بھائی حجۃ الاسلام سے عمر میں ۱۰ سال چھوٹے تھے۔ آپ نے اپنے بڑے بھائی سے پڑھا بھی ہے اور استفادہ بھی کیا ہے۔ مگر اصل وہ صحبت و تربیت ہے جو آپ نے اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا سے حاصل کی۔ جس نے آپ کو سب کچھ بنا دیا۔ خود تحریر فرماتے ہیں۔

"فقیر جب تک سن شعور کو نہ پہنچا تھا اور اچھے برے کی تمیز نہ تھی، بھلائی برائی کا ہوش نہ تھا اس وقت ہیں ایسے خیال ہوا کیا معنی۔ پھر جب سن شعور کو پہنچا تو اور زیادہ بے شعور ہوا، جوانی دیوانی مشہور ہے مگر الصحبۃ مؤثرۃ صحبت بغیر رنگ لائے نہیں رہتی۔ اور پھر اچھوں کی صحبت اور وہ بھی کن کی جنھیں سید العلماء کہیں تو حق یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا جنھیں تاج العرفاء کہیں بجا، جنھیں مجدد وقت اور امام اولیاء سے تعبیر کریں تو صحیح، جنھیں حرمین طیبین کے علمائے کرام نے مدائح جلیلہ سے سراہا۔ "انہ سید الفرد الامام"، کہا ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ اپنا شیخ طریقت بنایا، ان سے سندیں

لیں، جاز میں لیں انھیں اپنا استاد مانا۔ پھر ایسے کی صحبت کیسی بابرکت صحبت ہوگی سچ تو یہ ہے کہ اس صحبت کی برکت نے انسان کر دیا...... جبکی نظر عنایت نے پکا مسلمان بنا دیا۔" الملفوظ، ص ۴

راقم الحروف "احوال پاکیزہ و کرم مفتی اعظم" ۱۹۸۱ء کے تاریخی عنوان سے منقبت اور تاریخی مادوں پر مشتمل سیرت منظوم ہدیہ قارئین کر رہا ہے۔

فراقِ مفتی اعظم ہند

مرثیہ مرشد زمانہ ۱۴۰۲ھ — ۱۹۸۱ء — مرثیہ سردار اصفیاء ۱۴۰۲ھ

کیا بتاؤں کون کیا مقتدا جاتا رہا — مقتدا کرتے تھے جبکی اقتدا جاتا رہا
خوبصورت خوب سیرت خوش لقا جاتا رہا — خوبی خوباں کا جو معیار تھا جاتا رہا
حق شعار و حق نگر حق آشنا جاتا رہا — حق نگار و حق نظر حق رہنما جاتا رہا
پارسائی کی سند ملتی تھی جبکی ذات سے — پارساؤں میں وہ ایسا پارسا جاتا رہا
آفتاب نور پہنچا جس کا تا نصف النہار — وہ ہوا زائل تو عالم نور کا جاتا رہا
اٹھ گیا نوری میاں کا وارث حق اٹھ گیا — جانشین حضرت احمد رضا جاتا رہا
کس کو ڈھونڈیں کسکو پاویں اور کریں کس سے سوال — خود تھا ہر اک بات کا جو فیصلہ جاتا رہا
نطق ہی خاموش ہو جاتا کبھی جس کے حضور — وہ فصیح بے بدل اسلام کا جاتا رہا
مجلس بیعت میں آ جاتے تھے جبکی غوث کا — دوستدار و نائب غوث الوریٰ جاتا رہا
اے بریلی اے زمین تاجدار علم و فن — جو امانت دار تھا اسلاف کا جاتا رہا
جانے والے تجھ پہ ہوں سو سو خدا کی رحمتیں — تو گیا کیا حوصلہ اسلام کا جاتا رہا
مصطفیٰ تھا نام جس کا وہ تھا مصطفیٰ[1] — صورت و سیرت میں تھا جو مصطفیٰ[3] جاتا رہا
مصطفیٰ[2] منزل میں تو اور مصطفیٰ[3] منزل ترا — از بریلی تا مدینہ رہنما جاتا رہا

---

۱ پسندیدہ ۲ مراد قیام گاہ مدینہ میں جہاں آپکا قیام ہوا اس کا نام بھی مصطفیٰ منزل تھا
۳ ذات نبوت مراد ہے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

اے شبیہ حضرت احمد رضا پائندہ باد — تو گیا تو آہ اب احمد رضا جاتا رہا

گھول جو دیتا تھا رس کانوں میں میٹھے بول سے — اے سراپا گوش وہ شیریں ندا جاتا رہا

مدرسہ ہو کوئی مسجد ہو یا کوئی خانقاہ — ہر مکاں میں تو مکیں[1] لا ریب تھا جاتا رہا

منزل گم کردہ منزل ہدایت کا نشاں — مرشد ہادی ہمارا آسرا جاتا رہا

زندگی بھر تھی رضائے مصطفیٰ جسکو عزیز — وہ رضائے مصطفیٰ کا مصطفیٰ جاتا رہا

ڈوب کر بحر فنا میں وہ بقا کے گھاٹ تک — بہر دیدار شہ اہل بقا جاتا رہا

احمد نوری نے دی جسکی ولادت کی خبر — اس بشارت کی خبر کا مبتدا جاتا رہا

دل گیا تو غم نہیں کہ دلربا کے پاس تھا — غم تو یہ ہے آج اپنا دلربا جاتا رہا

ہر دل بیکل کو کل ملتی تھی جسکی دید سے — اس دل بے آسرا کا آسرا جاتا رہا

احمد نوری نے دی جسکو خلافت ہند میں — تا ابد نوری کا وہ نوری رضا جاتا رہا

دست بھی جسکا براہ راست دست غوث تھا — جو مریدوں پر تھا یعنی کالسماء جاتا رہا

جو رہا شیر علی ادا ہر دم خدا کی راہ میں — "وہ وفائے حق امام الاتقیاء جاتا رہا"

ڈٹ گیا جو جو ہمیشہ موج صد طوفاں میں — کشتیٔ امت کا ایسا "ناخدا" جاتا رہا

مملکت نفس امارہ ہوا جس کے حضور — جو بہر خاص تھا تیر قضا جاتا رہا

لمحہ لمحہ جو مجسم شاغل و ذاکر رہا — شغل ذکر و فکر وہ مشغلہ جاتا رہا

فرط ذوق صبر و اجر و شانع چل بسا — ہم گنہگاروں کے دل کا وسیلہ جاتا رہا

ہوگیا محراب و منبر آہ سونا ہو گیا — راکع و خاشع امام الاولیا جاتا رہا

ہوگیا تاریک عالم اور ظلمت بڑھ گئی — چھپ گیا دن آفتاب پرضیا جاتا رہا

ناز تھا جس کے وجود ناز پہ خود ناز کو — وہ سراپا نازش اہل ولا جاتا رہا

پیر وہ ایسا کہ لاکھوں لاکھ ہوں جسکے مرید — اس صدی کا بے بدل وہ رہنما جاتا رہا

ذات تھی جس کی مریدوں کیلئے حصن حصین — وہ حفاظت کا مکمل دائرہ جاتا رہا

---

[1] اس سے حضرت ممدوح کا فیضان مراد ہے

ہمسفر حیران منزل دور شب رہ پرخطر — قافلے کی خیر میر قافلہ جاتا رہا

جس نے دی تھی یہ دعا خوشتر کو خوشتر کر خدا

آہ! وہ خوشتر کا خوشتر خوش ادا جاتا رہا

شیخ المشائخ مرشد العلماء، قطب الاولیاء، رئیس الاتقیاء، شاہزادہ امام احمد رضا حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں نوری کی وفات حسرت آیات پر قطعات اور تاریخی مادے

"تواریخ وصالِ محبوب"

۱۴۰۲ھ

وادی ہاتف صبحدم این چہ خبر ٭ گریہ کردند آدمی جن و ملک

آں رئیس الاتقیا زد و الاعزام ٭ کرد رحلت نیک فرجام فلک

۱۹۸۱ء — ۱۴۰۲ھ

"کعبۂ دل مرشدی آلِ الرحمٰن مولانا مصطفےٰ" ۱۴۰۲ھ — "رضا نوری اہل جود و عطا" ۱۴۰۲ھ — "مشابہ احمد رضا" ۱۴۰۲ھ — "ولی زمان خاتم الفقہاء" ۱۴۰۲ھ — "قبلہ طالبان صاحبزادۂ احمد رضا" ۱۴۰۲ھ — "تارک دنیا مرشد العلماء" ۱۴۰۲ھ — "ولی نجیب عدیل مصطفےٰ رضا" ۱۴۰۲ھ — "فقیہ اعظم دین اسلام" ۱۴۰۲ھ — "دین پناہ ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن" ۱۴۰۲ھ — "محمد مصطفےٰ رضا ولی باللہ" ۱۴۰۲ھ — "مزاج شناس اعلیحضرت" ۱۹۸۱ء — "ابن محقق ولی مجدد اعلیحضرت" ۱۹۸۱ء — "مولد مصطفےٰ رضا" ۱۳۱۰ھ — "تاریخ نیک وجود" ۱۳۱۰ھ — "تاریخ جلوس" ۱۳۱۰ھ — "مصطفےٰ رضا پاک زاد آمد" ۱۳۱۰ھ — "گدائے نوری کی ولادت باسعادت" ۱۳۱۰ھ — "ولی کامل خاتم اکابر" ۱۴۰۲ھ — "سنی نوری رضوی" ۱۴۰۲ھ — "آماجگاہ قادری رضوی" ۱۴۰۲ھ — "خلیفۂ عدیم البدل ابوالحسین احمد نوری" ۱۴۰۲ھ — "زیب فصحا خاتم الخلفاء" ۱۹۸۱ء — "منزل مہبان غوث الوری" ۱۹۸۱ء — "سیدی مفتی اعظم ہند قدوۂ اصفیاء" ۱۹۸۱ء — "رضی اللہ القدوس عنہ" ۱۴۰۲ھ — "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سوئے بہشت عازم است" ۱۹۸۱ء — "فقا سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ" ۱۴۰۲ھ — "ان کا ابراہیم غلام" ۱۴۰۲ھ — "واصف سیدی خوشتر صدیقی" ۱۹۸۱ء

پیشکش: فقیر قادری سگ بارگاہ رضوی محمد ابراہیم خوشتر صدیقی بانی سربراہ سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل — ماذون و مجاز سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ حامدیہ مصطفویہ رضویہ۔

حضور مفتی اعظم عالم اسلام مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں نوری رضوی بریلوی نور اللہ مرقدہ نے اپنا کلام اپنے دست فیض عام سے لکھا ہوا راقم الحروف فقیر قادری سگِ بارگاہ رضوی محمد ابراہیم خوشتر صدیقی کو عطا فرمایا۔ اور اپنے کاشانہ اقدس بریلی شریف میں عید میلاد کی تقریب میں اسی سے پڑھوا کر سنا۔ یہ نعت "نعت شفاعت طلب" کے تاریخی عنوان ۱۳۴۳ سے پہلی بار "تذکرہ جمیل" کے قارئین کی نذر کر رہا ہوں۔

نعت شفاعت طلب

۱۲ ـــــــ ھ ـــــــ ۱۴

پڑھوں وہ مطلع نوری ثنائے مہر انور کا
ہو جس سے قلب روشن جیسے مطلع مہر محشر کا

ثنا نوری چمکتا مطلع وصف رخ انور کا
وہ جس کے سامنے ہو ماند چہرہ ماہ خاور کا

سر عرش علی پہنچا قدم محبوب داور کا
زبان قدسیاں پر شور ہے اللہ اکبر کا

بنا عرش بریں مسند کف پائے منور کا
خدا ہی جانتا ہے مرتبہ سرکار کے سر کا

دو عالم صدقہ پاتے ہیں سحر سرکار کے در کا
اسی سرکار سے ملتا ہے جو کچھ ہے مقدر کا

مٹے ظلمت جہاں کی نور کا تڑکا ہو عالم میں
نقاب روئے انور اے مرے خورشید اب سرکا

بڑے دربار میں پہنچایا مجھکو میری قسمت نے
مری جاں صدقے کیا کہنا مرے اچھے مقدر کا

ہے خشک و تر پہ قبضہ جس کا وہ شاہ جہاں یہ ہے
یہی ہے بادشاہ بر کا یہی سلطاں سمندر کا

ضیا بخشی تری سرکار کی عالم پہ روشن ہے
مہ و خورشید صدقہ پاتے ہیں پیارے ترے در کا

نگاہ مہر سے اپنی بنایا مہر ذروں کو
الٰہی نور دن دونا ہو مہر ذرہ پرور کا

طبق پر آسماں کے لکھتا میں نعت شہ والا
قلم اے کاش مل جاتا مجھے جبریل کے پر کا

مقابل ذرہ در کے ذرا سا منہ نکل آیا
بہت شہرہ سنا کرتے تھے ہم خورشید محشر کا

جمال حق نما دیکھیں عیاں نور خدا پائیں
کلیم آئیں اٹھا دیکھیں ذرا پردہ ترے در کا

نہ سایا رخ کا ہرگز نہ سایہ نور کا ہرگز
تو سایہ کیسا اس جان جہاں کے جسم انور کا

وہ آئینہ اگر دیکھیں تو اپنے آپ کو دیکھیں
کہاں ہے آئینہ میں اور کوئی ان کے برابر کا

محال عقل ہے تیرا مماثل اے مرے سرور
توہم بھی نہیں کر سکتا مماثل تیرے ہمسر کا

خدا شاہد رضا کا آپ کی طالب رضا ہوگا — تعالی اللہ رتبہ میرے عالی میرے یاور کا
دیا جاتا تھا پچا جاتا ہوں میں آقا دہائی ہے — یہ بھاری بوجھ عصیاں کا مرے سر کا ذرا سرکا
ہمیشہ رہ سکی دنیا کسی کی ہیں و شہ والے گلی — رہیں یا ہم آباد سر پہ سایہ سرور کا
رہے ہے دونوں جہاں میں منہ اجالا اپنا اے آقا — نصیبہ جگمگا اٹھے مری ہر ایک دختر کا
یہ ان کے بچے ان کی ماں رہیں ہر دم یہیں شاداں — رہے بالخیر ان کے سر پہ سایہ ان کے یاور کا
یہ سب دونوں جہاں میں تیری تفصیل اور کچھ تبلیغی — نہ دیکھے ان میں غم کوئی کبھی اولاد و شوہر کا

جو آب و تاب دندان منور دیکھ لے تو رضی
مرا بحر سخن سرچشمہ ہو خوش آب گوہر کا

علامہ حسنین رضا خاں بریلوی

حضرت علامہ مولانا حسنین رضا خاں ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے آپ مفتی اعظم سے عمر میں چھ ماہ بڑے تھے۔ آپ امام احمد رضا کے برادر زادہ، تلمیذ اور خلیفہ تھے۔ آپ نے حجۃ الاسلام سے بھی مفتی اعظم کی معیت میں کتابیں پڑھی ہیں۔ دار العلوم منظر اسلام بریلی کی تعلیمی خدمات کے ساتھ اشاعتی میدان میں بھی آپ نے بڑا کام کیا ہے۔ حسنی پریس، جماعت رضائے مصطفیٰ اور ماہنامہ جریدۃ "الرضا" آپ کی زندگی کے کارہائے نمایاں ہیں۔ حسنی پریس سے امام احمد رضا کی تصانیف کی اشاعت میں آپ کا بڑا حصہ ہے۔ آپ ایک کامیاب مدرس، نامور مصنف، منجھے ہوئے مضمون نگار اور باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا وصال ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء میں ہوا۔ خانقاہ قادریہ رضویہ نوریہ بریلی آپ کا مدفن قرار پایا۔ آپ کو بھی حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی سے شرف بیعت حاصل تھا۔ آپ کی باقیات صالحات میں مولانا سبطین رضا خاں، مولانا تحسین رضا خاں، مولانا حبیب رضا

؎ حضرت مولانا تحسین رضا خاں صاحب کے منجھلے صاحبزادے جامع معقول و منقول، کامیاب مدرس، بیدار مغز عالم باعمل، خلیفۂ مفتی اعظم ہند بڑی دلنواز شخصیت کے مالک ہیں ـــــ ۱۹۲۰ء/۱۳۴۰ھ محلہ سوداگران بریلی میں پیدا ہوئے درس نظامیہ کی تکمیل دار العلوم منظر اسلام و منظر اسلام بریلی میں کی۔ دورۂ حدیث محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد سے لائلپور پاکستان میں پڑھا۔ السنہ شرقیہ کے امتحانات الٰہ آباد بورڈ سے امتیاز کے (باقی آئندہ صفحہ پر)

خاں اور ایک صاحبزادی (اہلیہ مولانا اختر رضا خاں ازہری) ہیں۔ اس سلسلہ زریں میں قطب العالم مولانا رضا علیخاں بریلوی سے ان تینوں صاحبزادگان تک علم دین اور خدمت دین کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ نے سنی رضوی اکاڈمی ماریشس کے جشن تاسیس پر ۱۹۶۰ء ۱۳۸۰ھ کو ایک بڑا ایمان افروز اور تاریخی پیغام ارسال فرمایا تھا

حضرت علامہ مولانا تقدس علی خاں

مولانا تقدس علی خاں اپنے والد ذیشان الحاج سردار ولی خاں م ۱۳۹۵ھ ابن حکیم ہادی علی خاں کے گھر بریلی میں پیدا ہوئے۔ استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی نے تاریخی نام "تقدس علی خاں" ۱۳۲۵ عطا فرمایا۔ آپ کے پردادا رئیس الحکماء تقی علی خاں ابن کاظم علی خاں امام احمد رضا کے جد امجد مولانا رضا علی خاں کے سگے بھائی تھے۔ آپ اپنے چاروں بھائیوں تقدس علی خاں، اعجاز ولی خاں، عبد العلی خاں، مقدس علی خاں میں سب سے بڑے تھے۔ آپ کا شجرۂ نسب کاظم علیخاں میں امام احمد رضا سے مل جاتا ہے۔ آپ حسب ونسب کے اعتبار سے کاظمی اور بیعت کے اعتبار سے رضوی اور اجازت وخلافت کے اعتبار سے حامدی ہیں۔ آپ امام احمد رضا کے فرزند معنوی اور حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں کے ارشد تلمیذ، فرزند

(صفحہ گزشتہ کا باقی حاشیہ) درجات پاس کئے۔ پڑھنے کے زمانے ہی سے پڑھانے کا سلسلہ جاری ہے۔ جتنا پڑھا اس سے کہیں زیادہ پڑھایا۔ مگر پھر بھی نام ونمود سے دور شہرت سے نفور اپنوں اور بیگانوں کے مشکور اور عند اللہ ماجور ہیں۔ باقیات میں تین صاحبزادے حسان رضا خاں، رضوان رضا خاں، حسیب رضا خاں اور ایک صاحبزادی ہیں۔ راقم الحروف کے لئے یہ باعث شرف ہے کہ وہ محب موصوف کا ہم عمر، ہم مزاج، ہم پیالہ، ہم نوالہ ہے اور دورۂ حدیث کے علاوہ قاضی مبارک وغیرہ بعض کتابوں میں ہم درس رہا ہے۔ آپ سے مودت ورفاقت کا سلسلہ اس عیسوی کے پانچویں عشرے سے اب تک جاری ہے۔ تقریباً یہ کہنا صحیح ہوگا۔

* یہ نصف صدی کا قصہ ہے دو چار گھڑی کی بات نہیں

* "الارواح جنود مجندۃ" کے حدیثی ارشاد کے مطابق اس جہاں میں تو اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے اور رفیق مذکور کی طبع یک گیر محکم گیر سے یہی امید ہے کہ دوسرے جہاں میں بھی ایسا ہی ہوگا ۔

یہ کیفیت اسے ملتی ہے جس کے مقدر میں ہو   مے الفت نہ خم میں ہے نہ شیشے میں نہ ساغر میں

مندرجہ بالا سطور محب گرامی قدر کیلئے صرف واقعاتی ہیں ان میں تعلقات کو کوئی دخل نہیں۔

نسبتی اور چاروں سلاسل میں خلیفہ و مجاز ہیں۔ نیز حضر و سفر میں رفیق و خادم اور اعزا میں سب سے زیادہ قریب تھے۔ آپ کو امام احمد رضا سے ۱۳۳۲ھ سے شرفِ بیعت حاصل ہے۔ آپ نے شرحِ جامی کا خطبہ براہِ راست امام احمد رضا سے پڑھا ہے۔ بہت سے علما خصوصاً محدثِ اعظم مولانا سردار احمد نے آپ سے یہی خطبہ پڑھکر رضوی نسبت تلمذ کا حصول کیا ہے۔ مدرسہ عالیہ رامپور اور دار العلوم منظر اسلام بریلی میں آپ تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آپ کے اساتذہ میں شمس العلما مولانا ظہور الحسین فاروقی مجددی رامپوری صدر المدرسین دار العلوم منظر اسلام، مولانا نور الحسین فاروقی مجددی رامپوری، مولانا رحم الٰہی، مولانا حسنین رضا خاں، صدر الشریعہ مولانا امجد علی اور حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں ہیں۔ آپنے درسیات کے علاوہ رد المحتار کا مستقل درس بھی پڑھایا اور فتویٰ نویسی کی مشق بھی کرائی۔ ۱۳۴۵ھ میں دار العلوم منظر اسلام بریلی سے فراغت کے بعد اسی دار العلوم کے نائب مہتمم رہے اور اسی سے اپنی تدریس کا آغاز کیا اور آپ کا یہ سال تدریس تاریخی "تدریس تقدس علی" قرار پایا۔ اگرچہ آپ نائب مہتمم تھے مگر دار العلوم، عرس قادری وغیرہ کا سارا اہتمام آپ سے متعلق تھا۔ اور "نائب صاحب" کے لقب سے آپ مشہور ہوئے۔ آپ جس محفل میں ہوتے جانِ محفل ہوتے۔ اعلام و اسما میں نئے نئے معنی پیدا کرنا، علمی معنویت کے ساتھ، مذاق و مزاح کا رنگ پیدا کرنا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ آپ پوری زندگی تدریسی، مجلسی، مسلکی، قومی میدان میں سرگرم عمل رہے۔ عرس قادری رضوی، یوم رضا، ملی اور مسلکی اجتماع کی مسند صدارت کو زینت بخشتے رہے۔ ۵ مئی ۱۹۵۲ء سے جامعہ راشدیہ پیر جوگوٹھ ضلع خیرپور سندھ کے شیخ الجامعہ کے منصب پر تا حیات فائز رہے۔ آپ کی تدریسی زندگی ساٹھ سال شب و روز میں رواں دواں نظر آتی ہے آپ سُنّی کانفرنس مراد آباد کی دونوں تقریب (۲۷ اکتوبر ۱۹۳۹ء، ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء) میں شریک رہے اور تحریکِ پاکستان کے ہراول دستے میں آپکی خدمات نمایاں رہیں۔ امام احمد رضا کے مسلک کی اشاعت اور رضوی مسجد و مدرسہ خانقاہ کی تعمیر آپ کی زندگی کے کارہائے نمایاں ہیں۔ پیر جوگوٹھ میں امام احمد رضا کی یاد میں "مسجد رضا" تعمیر کی اور زندگی بھر اسی مسجد کی خدمت کرتے رہے۔

آپ نے حرمین طیبین کا پہلا سفر ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء میں بریلی شریف ہندوستان سے کیا۔ راقم الحروف کا یہ زمانۂ تعلیم تھا۔ مگر موصوف مذکور کی تعلیم و تربیت سے مالا مال تھا۔ اس سفر سراپا ظفر سے

واپسی پر دار العلوم منظر اسلام میں ایک شاندار جلسہ تہنیت کا انعقاد ہوا۔ اس فقیر نے یہ تاریخی رباعی پیش کی ؎

جھولیاں نعمتِ دارین سے بھر کر اپنی — پھر وطن کو مرے مخدوم و مکرم آئے
شاد و مسرور ہیں کس درجہ وہ اللہ اللہ — کتنے انعام خدا جانے وہاں سے پائے
ہوئی تاریخ یہ خوشتر زِ سر کیف دوام — "دل کو پر نور تجلی سے بنا کر لائے" (۱۹۵۱ء)

آپ نے دوسرا سفر حج و زیارت ۱۳۸۸ھ ۱۹۶۹ء میں کیا۔ یہ فقیر قادری مع اہل و عیال اس مبارک سفر میں حضرت موصوف کی معیت کا شرف حاصل کرتا رہا۔ پھر آپ نے پاکستان سے تیسرا حج و زیارت کا سفر کیا۔ اور عمرہ و زیارت مدینہ منورہ تا دم اخیر مسلسل بارہ سال تک کرتے رہے۔

اس راقم الحروف کو ۲ر شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ شرح جامی کا خطبہ پڑھا کر امام احمد رضا کی نسبت تلمذ سے نوازا اور سلاسل اربعہ میں خلافت و اجازت سے مالا مال فرمایا۔ ہند و پاک کو اپنے علمی و روحانی فیضان سے نوازتے ہوئے ۲۲ر فروری بروز پیر ۱۹۸۰ء خدائے واحد قدوس کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اپنے والد گرامی وقار کے پہلو میں پیر جو گوٹھ خیر پور سندھ میں آرام فرمایا۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

فاضل جلیل مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں رضوی بریلوی

آپ وقت کے نامور فقیہہ راسخ العقیدہ سنی عالم دین اور پاکستان میں رضویت کے علمبردار ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۱۴ء بروز منگل بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے پردادا رئیس الحکماء نقی علی خاں ابن کاظم علیخاں حضرت مولانا رضا علیخاں جد امجد امام احمد رضا خاں کے حقیقی بھائی تھے۔ اس طرح آپ کا سلسلۂ نسب کاظم علیخاں میں امام احمد رضا سے مل جاتا ہے۔

عقیقہ کی تقریب پر آپ کا نام "محمد" رکھا گیا۔ اعجاز ولی خاں عرف قرار پایا۔ ۲۵ شعبان ۱۳۳۶ھ کو امام احمد رضا فاضل بریلوی نے بسم اللہ شروع کرائی اور قرآن حافظ عبدالکریم قادری بریلوی سے پڑھا۔ مولانا تقدس علیخاں رضوی شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جوگوٹھ سندھ، برادر اکبر مولانا مختار احمد سلطان پوری اور مولانا حسنین رضا خاں بریلوی سے متوسطات تعلیم حاصل کی۔ حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں بریلوی سے شرح جامی اور مولانا سردار ولی خاں عرف عزو میاں سے جلالین پڑھی۔ آپ نے درسیات کی تکمیل حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت سے مدرسہ سعیدیہ دادوں علیگڈھ میں کی۔ مفتی اعظم ہند نے ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء سند حدیث عطا فرمائی۔ آپ نے تدریسی دنیا میں بڑا نام پیدا کیا۔ بریلی شریف، جھنگ، جہلم، لاہور میں کتب معقول و منقول کی تدریس میں بڑی شہرت حاصل کی۔ شیخ الحدیث والفقہ کی حیثیت سے تو آپ کی ذات مسلم تھی۔ بریلی شریف ہی سے آپ نے فتویٰ نویسی کا آغاز کیا۔ اور پاکستان میں اس منصب جلیل پر آپ مفتی اعظم ہند کے وارث و امین تھے۔ جمیعۃ علمائے پاکستان کی تنظیم میں آپ نے بڑا نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ کو حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں بریلوی سے سند حدیث حاصل تھی۔ اور شرف تلمذ بھی تھا۔ آپ سلاسل اربعہ میں حضرت موصوف سے ماذون و مجاز تھے۔

امام احمد رضا کے خاندان میں آپ کو علم جفر سے قدرے مناسبت تھی۔ اس کا مشاہدہ راقم الحروف نے خود کیا ہے۔ آپ نے چند سال پہلے ہی مجھے اپنے وصال کی خبر دی۔ پھر میں نے رمضان سے پہلے اسکی تصدیق چاہی کہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق رحلت آپ کی رمضان میں ہوگی، ہنوز برقرار ہے آپ نے جواباً ارشاد فرمایا اب قدرے تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔ اب یہ سانحہ شوال میں ہوگا۔ چنانچہ آپکا

وصال ۲۳ر شوال ۱۳۹۳ھ ۱۹ر نومبر ۱۹۷۳ء لاہور میں ہوا۔ اور اپنی خواہش کے مطابق مدینۃ الاولیاء لاہور میانی صاحب میں آسودۂ خواب ہو گئے۔

آپ کی اولاد امجاد میں محمد یوسف ظفر پاشا (ولادت ۵ر اگست ۱۹۴۵ء) بی ایس سی انجینئر ایم بی اے برطانیہ۔ تحسین فاطمہ ایم ایس سی فزکس گولڈ میڈلسٹ (ولادت مارچ ۱۹۵۳ء) کراچی پاکستان میں مقیم ہیں۔ راقم الحروف کے لکھے ہوئے تاریخی قطعات مزار پاک کی تختی پر کندہ ہیں۔

اٹھ گیا دنیا سے وہ عالی نسب ✧ ہر سخن جس کا تھا پیغام طرب
سال رحلت کا ہے "تاریخ وقوع" ✧ تیئیسویں شوال سہ شنبہ کی شب
۱۳۹۳ھ

رخصت ہوا جہان سے کوئی باکمال ✧ وہ جس کی زمیں فلک غم سے ہے نڈھال
عقبیٰ کی فکر دیکھا جس کو رہا ملال ✧ "باد انجیر عاقبت" اس کا سن وصال
۱۳ ۹۲۰ ۱۳

تحدیث نعمت کے طور پر لکھ رہا ہوں کہ تاریخی استخراج کے فن میں حضرت شفیق عصر سے میں نے استفادہ کیا ہے

محدث اعظم پاکستان حضرت شیخ الحدیث
مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہٗ العزیز

حضرت شیخ الحدیث ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں قصبہ دیال گڑھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام چودھری میراں بخش تھا والدہ نے سردار محمد کہکر پکارا۔ والد نے سردار احمد نام رکھا۔ اور آپ نے خود اپنا نام "محمد سردار احمد" تحریر فرمایا [1]

ابتدائی تعلیم قصبہ دیا گڑھ میں پائی۔ اسلامیہ ہائی اسکول بٹالہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ایف اے کی تیاری کے لئے ۱۹۲۶ء میں لاہور تشریف لائے
ع "کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست" کا وقت آ گیا۔

متحدہ ہندوستان کے صوبہ پنجاب کا مرکز علم و فن لاہور کی مرکزی انجمن حزب الاحناف کا عظیم الشان جلسہ بیرون دہلی دروازہ اپنے زیر شامیانہ ملک و ملت اور دنیائے اہلسنت کے تمام شہرۂ آفاق علماء و مشائخ کا دلکش نظارہ پیش کر رہا تھا کہ علم و عمل کا تاج محل حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے دوران خطاب یہ اعلان فرمایا۔

---

[1] راقم الحروف نے حضرت کی ایماء تصنیف "اسلامی قانون وراثت" پر اپنی منظوم تقریظ کا مقطع

"سردار محمد پہ قربان میں ہو جاؤں ؛ خوشتر یہ تمنا ہے پوری ہو یہ حسرت ہے"

جب خدمت میں پیش کیا تو حضرت نے دعاؤں سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ "میری ماں نے مجھے "سردار محمد" ہی کہکر پکارا"۔

"حضرات! امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے شاہزادے (صاحبزادے) حضرت فیض ورجت مفتی انام مرجع الخواص والعوام حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں فلاں گاڑی سے تشریف لارہے ہیں"۔

اس اعلان کو ہزاروں کے اجتماع میں ایک اسٹوڈنٹ سراپا گوش سردار احمد نامی بھی سن رہا تھا۔ اور یہ فیصلہ کئے بغیر نہ رہ سکا اور اس کا یہ فیصلہ درست تھا کہ جس شخصیت کا تعارف اپنے وقت کا صدر الافاضل فضیلت و کرامت کے خوبصورت الفاظ سے کر رہا ہو وہ شخصیت خود کتنی بلند مرتبت اور امام شریعت وطریقت ہوگی۔ اور یہ اندازہ بالکل صحیح ثابت ہوا۔ چنانچہ قدرت نے حضرت حجۃ الاسلام کی صورت میں سردار احمد کو ایک ایسا سردار فراہم کر دیا جسکی تعلیم وتربیت نے ایک انگریزی پڑھنے والے اسٹوڈنٹ کو عالم، فاضل، شیخ الحدیث اور محدث اعظم پاکستان بنا دیا۔

"داد او را قابلیت شرط نیست، بلکہ شرط قابلیت داد است۔"

سردار احمد حجۃ الاسلام کی بارگاہ میں

امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کا شاہزادہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں لاہور میں جلوہ فرما تھا۔ عوام کی بات نہیں، خواص کے دیدہ ودل بھی فرش راہ تھے۔ اب بیرون دہلی دروازہ لاہور کا جلسہ گاہ جلوہ گاہ اہل نظر تھا۔ حضرت موصوف کا حسن خداداد نگاہوں کو خیرہ کر رہا تھا "لاہور میں دولہا بنا حامد رضا حامد رضا" کی چاروں طرف دھوم تھی کہ یہی سردار احمد کشاں کشاں حضرت حجۃ الاسلام کی بارگاہ تک رسا ہوا۔ زیارت ودست بوسی کی سعادت میسر آئی۔ فیضان نظر اپنا کام کر گیا اب لاہور سے یہی ایف اے کا طالب علم اسیر حجۃ الاسلام ہو کر مرکز ایمان وآگہی بریلی شریف کیجانب رواں دواں تھا۔

تعلیم و تربیت

شہر بریلی محلہ سوداگران خانقاہ عالیہ رضویہ کی گلی میں ایک طالب علم صرف ونحو کی ابتدائی کتاب ہاتھ میں لئے سرکاری لالٹین کی روشنی میں کھڑا محو مطالعہ تھا۔ تحصیلِ علم کے یہ انداز بڑے دلکش تھے۔ رات کے سناٹے کا عالم اس طالب علم کے درخشاں مستقبل کو آواز دے رہا تھا۔ کہ اتنے میں مربی روحانی وہادی رحمانی حضرت حجۃ الاسلام کی نگاہ حق آگاہ علم وعمل کے اس رسیا طالب علم پر جا پڑی۔ آپ کی شفقت بے نہایت نے آواز دی "تقدس میاں!" (مولانا تقدس علیخاں فرزند نسبتی حضرت حجۃ الاسلام) سردار احمد کو مطالعہ کیلئے اُن کے کمرے میں روشنی فراہم کی جائے۔

واقعات بتا رہے ہیں کہ چراغ کی روشنی میں یہی طالب علم اپنا دیدہ و دل فروزاں کرتا۔ حضرت موصوف کے زیر سایہ تعلیم و تربیت کے منازل بڑی تیزی سے طے کر رہا تھا۔ اب اس کے طعام و قیام کا انتظام بھی رضوی دولتکدہ سے متعلق تھا۔ تا آنکہ لوگ یہ گمان کرنے لگے کہ یہ طالب علم خاندانِ رضا کا ایک فرد ہے۔

دیکھنے والوں کا یہ بیان ہے کہ یہی طالب علم مسجد میں ہوتا تو عابد وزاہد خانقاہ میں ہوتا تو فنائی الشیخ اور درسگاہ میں ہوتا تو تحصیل علم میں شاغل اور سراپا ادب تلمیذ نظر آتا۔

صرف ونحو کی خشک مگر دلچسپ وادیوں سے گذرتا جب اس کو تفقہ فی الدین کی منزل نظر آئی تو اس نے اپنے آپ کو وقت کے سب سے بڑے فقیہ حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ الحاج مصطفےٰ رضا خاں کے حضور پایا۔ اب فقہ المعضل کے ابواب روشن تھے اور فقہ کی اس بنیادی منزل میں مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالےٰ

علیہ جیسا استاد میسر آگیا۔

یہ واقعہ ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام کی تربیت اور حضرت مفتی اعظم کی تدریس نے مولانا سردار احمد کو ایک ایسے بحر العلوم (حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ) کے ساحل تک پہونچادیا جو خیر آبادی علوم کا گنجینہ اور رضوی معارف کا خزینہ تھا۔

بریلی سے اجمیر

یہ قادری فیضان کہئیے یا چشتی نسبت کہ اب مولانا کی منزل دار الخیر اجمیر خواجہ خواجگاں کی چوکھٹ اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت و خدمت میں علوم وفنون کی تکمیل تھی۔ چنانچہ رضوی خانقاہ کا یہ پروردہ جامعۂ معینیہ عثمانیہ اجمیر مقدس میں اپنے علم وعرفان کی پیاس مسلسل آٹھ سال تک بجھاتا رہا۔ اور اپنے استاد کے حضور معقول اور منقول علوم کی منزلیں طے کرتا یہاں تک پروان چڑھا کہ یہ شجرہ علمی سدا بہار ہوگیا۔

اجمیر مقدس کے قیام میں حافظ ملت مولانا حافظ عبد العزیز محدث مبارکپوری بانی دار العلوم اشرفیہ مبارکپور حضرت مولانا غلام یزدانی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی و حضرت صدر الصدور مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ علماء جو آپ کے شریک درس تھے۔ وہ سب کے سب اپنے علم وفضل میں مشاہیر روزگار رہے۔

حضرت شیخ الحدیث نے ان ماہ وسال میں کتب درسیہ کے ساتھ ساتھ امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی کی تصنیفات کا بڑا گہرا مطالعہ فرمایا۔ خود ہی ارشاد فرمایا کہ امام اہل سنت قدس سرہٗ کے رسائل وکتب نے میرے لئے وجدان ویقین کی تمام راہیں کشادہ کردیں۔ کتاب سنت

اجماعِ امت کے تمام نصوص کو آئینہ کر دیا۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کسی مسئلے کے ماخذ کی تلاش میں راتیں گزر جاتیں۔ چنانچہ حضرت صدر الشریعہ کی عالم بنانے والی کتاب "بہارِ شریعت" کے کسی مسئلے پر کسی نے اعتراض کیا۔ اور آپ نے اس کے ماخذ کی تلاش میں فتح القدیر کی تمام جلدیں دیکھ ڈالیں۔

یہ روزانہ کا معمول تھا کہ عصر و مغرب کے درمیان حضرت صدر الشریعہ کے ساتھ چہل قدمی میں بھی کوئی نہ کوئی کتاب آپ کے ہاتھ میں ضرور ہوتی۔ اور کہیں بھی کوئی موقعہ میسر آجاتا تو علم کے حصول میں کوئی منٹ ضائع نہیں فرماتے چناں چہ فاضل خیر آبادی کی شرح مرقاۃ انھیں اوقات میں آپ نے پڑھی۔

حضرت شیخ الحدیث کی زندگی میں اپنے اکابر سے بے پناہ شغف اور اساتذ کا جذبۂ احترام بدرجۂ اتم پایا جاتا ہے۔ اپنے استاذ الکل فی الکل حضرت صدر الشریعہ کا نام لیتے تو ادب و احترام کا پیکر نظر آتے۔ اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا کا نام نامی تو اُن کا وظیفہ تھا اُن سے یا اُنکے تلامذہ اور تلامذہ کے تلامذہ سے متعلق مساجد مدارس میں ہر جگہ آپ کو نسبت رضا نمایاں نظر آئے گی۔ چنانچہ برصغیر ہند و پاک کے علاوہ برطانیہ، جنوبی افریقہ، مارشیس میں مسجد رضا سنی رضوی سوسائٹی، خانقاہ قادریہ رضویہ، سنی رضوی اکیڈمی، سنی رضوی عید گاہ، قادری رضوی مرکزی مسجد اور جامعہ رضویہ آپ ہی کی اور آپ کے ارشد تلامذہ کی یادگار ہیں۔

یہ سب کچھ نتیجہ ہے الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا کہ اس رنگ میں حضرت موصوف اپنی مثال آپ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی زندگی سلف صالحین کی طرح احقاق حق و ابطال باطل کے جذبے سے بھرپور نظر آتی ہے۔ کیا مجال کہ خلاف سنت کوئی عمل اُن کے سامنے آئے۔ اور وہ اصلاح نہ کریں۔ دفع مضرت کے مقابلے میں جلب منفعت نام کی کوئی چیز اُن کی زندگی میں نظر نہیں آتی۔ اس راہ

میں جو مصائب و آلام سامنے آتے صبر و شکر کے ساتھ سہتے اور ہر حال میں مسلک اہلسنّت کی ترویج و احیا فرماتے۔ اسلاف کے مسلک اور علمی برتری کیخلاف کوئی لفظ سننا گوارہ نہیں فرماتے۔ جامعہ معینیہ عثمانیہ اجمیر مقدس کا ایک واقعہ خود راقم الحروف سے بیان فرمایا۔

"جامعہ میں ایک فاضل مدرس جامع معقول و منقول تھے۔ ایکدن درس میں الامام البریلوی کی تفقہ فی الدین کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ اعلیحضرت فاضل بریلوی فقہ میں ماہر تھے۔ اس جملہ میں فقہ کی قید احترازی تھی۔ اشارۃً فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی علوم معقول پر مہارت کا انکار تھا" ——— حضرت شیخ الحدیث یہ سنکر تڑپ اٹھے اور دوسرے ہی دن حضرت کی معرکۃ الآرا اور امکان کذب باری تعالےٰ کے رد پر منفرد کتاب "سبحٰن السبوح" کا ایک ورق کھول کر فاضل مدرس کے سامنے درس میں بیٹھ گئے۔ اور اس پر اظہار خیال چاہا۔ مدرس مذکور فاضل تھے۔ دو چار بار دیکھتے ہی کہا میں پہلے مطالعہ کرلوں پھر کتاب کے باب میں کچھ کہہ سکوں گا۔ چنانچہ دوسرا اور تیسرا دن بھی آگیا۔ اور یہ کہکر فاضل مذکور نے کتاب اور مصنف قدس سرہٗ کی انفرادی حیثیت کا برملا اقرار کرلیا کہ "سبحٰن السبوح" اپنے موضوع میں لاجواب ہے۔ قاضی اور افق المبین جیسی کتب معقول کے علمی مباحث کا خلاصہ اس میں موجود ہے۔ اور اس کا مصنف یقیناً علوم معقول (منطق و فلسفہ) پر استحضار رکھتا ہے۔

شیخ الحدیث نے درس نظامی کی تکمیل میں بڑی محنت شاقہ فرمائی۔ اپنی کہنیوں کے بل پوری پوری رات کتب درسیہ کا مطالعہ فرماتے۔ اپنے استاذ گرامی حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہے۔ عصر و مغرب کے درمیان بھی حصول علم کا موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ الامام البریلوی کی تصنیفات اور تحقیقات عالیہ تو آپ کا جزو ایمان و یقین تھیں۔ حضرت بحر

العلوم اور فاضل خیرآبادی کی کتابوں کو بڑی وقعت دیتے ۔ ردِ وہابیہ اور رافضیہ میں ان بزرگوں کی عبارتیں جھوم جھوم کر پڑھتے پڑھاتے اور داد تحسین دیتے۔

آپکے مشائخ حدیث میں حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، حضرت سید آل رسول مارہروی اور اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدست اسرارہم کے اسمأ نمایاں ہیں۔ اسی طرح علوم منطق وفلسفہ میں آپ کا سلسلہ زریں امام حق مولینا فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچتا ہے۔

ان فضائل ومحاسن کے علاوہ آپکو سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں حضرت شاہ محمد سراج الحق چشتی گرودواسپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت وخلافت کا شرف بھی حاصل تھا۔ مزید برآں سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں آپ اپنے مربی ظاہری وباطنی حضرت حجۃ الاسلام شاہ محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے ماذون و مجاز تھے۔ افاضل علمار کی ایک بڑی تعداد آپکے گیسوئے طریقت کی اسیر ہے۔ آپکے خلفاء وتلامذہ کے ذریعے اس سلسلے کے مریدین پاکستان کے علاوہ برطانیہ افریقہ مارشیس اور سری لنکا میں بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ ؎

حضرت شیخ الحدیث کی ذات میں ان سلاسل کا طرۂ امتیاز "احقاق وابطال باطل" کا بے پناہ جذبہ موجود تھا۔ بے دینوں کا رد بڑی قوت سے فرماتے۔ اپنے تلامذہ اور مسترشدین کو اس کا حکم دیتے۔ اور ایسے موقعے پر الامام البریلوی کے یہ اشعار جھوم جھوم کر پڑھتے ؎

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ٭ ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
شرک ٹھہرے جسمیں تعظیم رسول ٭ اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

؎ حضرت محدث اعظم پاکستان کے اس شرف کا تو جواب ہی نہیں کہ آپنے اپنے ان دونوں شیوخ کی نماز جنازہ اکابر علمار کی موجودگی میں پڑھائی۔

اجمیر سے بریلی

آخر وہ وقت آ ہی گیا کہ صدر الشریعہ کا تلمیذ جلیل مفتی اعظم ہند کا چاند اور حجۃ الاسلام کا امیر اپنی ارادت و عقیدت کی آخری قرار گاہ "بریلی" واپس ہوا۔ اور یادگار اعلیٰحضرت منظر اسلام میں ہدایہ اخیرین سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام جہاں آپکو مطالعہ کے لئے لائبریری فراہم کی گئی تھی۔ اب آپکو وہاں ہر کوچک میں علم و دانش کی روشنی پھیلانے کے لئے مقرر کیا جا چکا تھا۔ بریلی کی صبح کیجئے یا علم و فضل کے سورج کا طلوع، کہ اس نئے نگہ ومِ اعظم کی آمد سے منظر اسلام میں غیر معمولی چہل پہل تھی۔ ہدایہ اخیرین شروع ہونے والا تھا۔ طلباء متن شرح پھر حاشیہ کی عبارتوں کو یاد کرکے سوال و جواب سے آراستہ اپنے استاد گرامی کے سامنے حاضر تھے۔

حضرت سیدی و استاذی شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ نے یہ واقعہ خود راقم الحروف سے بیان فرمایا کہ طلباء اس سے پہلے کہ مسائل فقہ میں کچھ کہتے، شرح و متن میں الجھتے اعتراض اٹھاتے کہ آپ نے فقہ اور اصول فقہ سے متعلق چند سوالات ارشاد فرمائے۔ ہدایہ اخیرین کے طلبہ دم بخود لاجواب تھے۔ فقہ دانی کا سارا نشہ ہرن تھا۔ اور انھیں یہ شعور ہو چلا تھا کہ آج قطرے نے بحر علم کے ساحل کو پا لیا ہے۔

ادھر یہ لطف چھیڑ چھاڑ تھی اور ادھر حضرت شیخ الحدیث کا مرکز آرزو مرجع خواص و عوام حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں اس علمی منظر سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ فرط مسرت سے آپ کی باچھیں کھلی تھیں — اپنے صاحبزادے جیلانی میاں سے بار بار ارشاد فرما رہے تھے، دیکھو! کل کی بات ہے یہ مولانا نے اسی مدرسہ میں میزان شروع کی تھی۔ اور آج خود علم کے میزان دکھائی دے رہے ہیں۔ ادھر مسلسل وارد تحسین تھی اور ادھر شیخ الحدیث کی تقریر

ہدایہ اخیرین میں فقہ اور موضوع فقہ پر سیر حاصل گفتگو فرما رہے تھے۔

تدریس کا یہ انتہائی حسین آغاز تھا کہ منظر اسلام بریلی کے در و دیوار آباد اور طلبا رشاد تھے۔ فیضان رضا کا دریا موج پر تھا۔ پھر اسی فیضان نے جب حضرت موصوف کو جامعہ رضویہ منظر اسلام مسجد بی بی جی صاحبہ بریلی شریف میں شیخ الحدیث کی مسند پر فائز کیا تو برمائے افغانستان تک کے طلباء آپکے ارد گرد جمع ہو گئے۔ ہر طرف قال اللہ وقال الرسول کا غلغلہ بلند تھا۔ منظر اسلام میں دورہ حدیث کا یہ مبارک دور برصغیر کی تقسیم تک رہا۔

قیام پاکستان کے بعد حضرت شیخ الحدیث نے مفتی اعظم ہند کے اشارے کے مطابق لائلپور پنجاب کو اپنا مستقر بنالیا۔ اور اس طرح پاکستان شیخ الحدیث کی ذات میں محدث اعظم پاکستان میسر آ گیا۔

بریلی سے لائلپور

خالق کائنات کو یہ منظور تھا کہ لائلپور کی زرخیز زمین خدام دین وملت علمائے اہل سنت سے آباد ہو۔ چناں چہ محدث اعظم پاکستان نے جھنگ بازار کے گول میں نماز جمعہ کا آغاز فرمایا۔ مخلوق خدا دور دور سے آپ کا وعظ سننے کے لئے ٹوٹ پڑی۔ آپ کی گفتار نے ہزاروں باکردار افراد پیدا کئے۔ اور مذہب حق اہلسنت وجماعت کی وہ حمایت فرمائی۔ کہ نہ صرف لائلپور بلکہ پاکستان کا ہر شہر دین حجازی کا مرکز بن گیا۔ مساجد و مدارس وخانقاہ قیل وقال محمد سے گونجنے لگے۔

نظامی درس، خیرآبادی حکمت اور رضوی مسلک اہل سنت کی نشر واشاعت کے لئے جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی بنیاد رکھی۔ دورہ حدیث شریف آپ نے خود پڑھانا شروع کر دیا۔ آپکے علم وفضل کی آواز اس قدر بلند ہوئی کہ نہ صرف طلباء بلکہ علماء نے آپکے چاروں طرف ڈیرے ڈال دیئے۔ تا آنکہ جامعہ رضویہ کے فارغ

التحصیل علماء نہ صرف پاک و ہند بلکہ سری لنکا، ماریشس، جنوبی افریقہ اور برطانیہ خدمت دین کے لئے پھیل گئے۔ اور جہاں جہاں پہونچے فتح و نصرت نے اُن کے قدم چوم لئے۔

معمولات

سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عامل اہل سنت و جماعت کا حامی اور پاکستان کا محدث اعظم، یہی اوصاف آپکے معمولات کا بھی عنوان ہیں بصورت وہ سیرت میں کوئی بات خلاف شرع پاتے تو سخت برہم ہوتے مسئلہ شرعیہ سے آگاہ فرماتے، توبہ کراتے اور آئندہ شریعت کے مطابق عمل کرنے کی تلقین کرتے۔

وظیفۂ شب و روز

طلوع صبح سے پہلے بیدار ہونا، ضروریات سے فارغ ہو کر ذکر و مناجات کرنا۔ شاہی مسجد میں نماز پنجگانہ کی جماعت میں تکبیر اولیٰ سے پہلے حاضر ہونا، درس و تدریس کی مسلسل مصروفیات کے باوجود اشاعت مسلک اہل سنت کے لئے جلسوں میں شرکت بھی فرماتے۔ خدام و مریدین کی درخواست رد نہیں فرماتے۔ سب کی سُنتے اور سب کو سُناتے، مگر اپنے معمولات میں فرق نہیں آنے دیتے جو کام جس وقت اور جس مقام کے لئے متعین ہوتا اُسی وقت اور اسی مقام میں اُسے ادا فرماتے۔ نماز جمعہ کے لئے اگرچہ کراچی جا کر عرس قادری رضوی میں شرکت کرتے ہی کیوں نہ واپس آنا پڑے، لائلپور ہی آتے۔ ان شب و روز کی مصروفیات کے باوجود تدریس کے اوقات میں بروقت تشریف فرما ہوتے، حدیث پڑھاتے ہوئے کوئی صاحب کیوں نہ آجائیں توجہ نہیں فرماتے۔ ان اوقات میں دست بوسی اور گفتگو سخت ناپسند فرماتے۔ قصیدہ بردہ اور امام اہل سنت

اعلیٰحضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے اشعار جو وقت جہاں بھی میسر آجاتا اکثر اپنے تلامذہ اور نعت خواں سے سنتے اور شاد شاد ہوتے۔ بایں ہمہ عصر ومغرب کے درمیان استفتاء اور خطوط کے جوابات عطا فرماتے۔ مہمانوں سے ملاقات، آنے والوں کی پذیرائی، بعد عشاء اہم معاملات پر غور۔ خدام دین، خدام رضا کو دینی مشورے، مسجد ومدرسہ کے تعمیری منصوبے۔ یہاں تک کہ چادر شب ہر کس وناکس پر تن جاتی، طلبہ دن کے تھکے ہارے مطالعہ کرتے کرتے سو جاتے مگر جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی چار دیواری میں دین کا درد پہلو میں اور ملت اسلامیہ اہلسنت وجماعت کا غم دماغ میں لئے ایک شیخ الحدیث کی ذات ہوتی جو بیدار نظر آتی۔

مختصر یہ کہ آپ کے لیل ونہار خدمت دین اور خدمت خلق سے ہمیشہ روشن رہتے۔ اور آپ کی خلوت وجلوت سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ نظر آتی۔

یہ مشاہدہ تو برسوں کا ہے کہ کھانے پینے لینے دینے میں سنت کے مطابق ہمیشہ الأیمن بیمش نظر ہوتا۔ چائے پینے میں یہ اہتمام ہوتا کہ داہنے ہاتھ سے فرش پہ رکھی ہوئی پرچ اٹھا کر چائے نوش فرماتے۔ اسی طرح مسجد کی حاضری میں جوتے سے بایاں پاؤں پہلے اور دایاں بعد میں نکالتے۔ اور مسجد میں دایاں پاؤں پہلے اور بایاں بعد میں داخل فرماتے۔ اسی طرح مسجد سے نکلتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے اور دایاں بعد میں نکالتے اس طرح کہ بایاں پاؤں جوتہ پر رکھتے اور دایاں پہلے جوتے میں داخل فرماتے پھر بایاں۔

محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے شب وروز کی یہ ادائیں حقیقتیں جنہیں سنت اور سنت پر عمل کی کرامت کا صدور ہر وقت نظر آتا تھا۔

حج وزیارت کیلئے دوبارہ حاضری

حرمین طیبین میں پہلی حاضری کا شرف حضرت شیخ الحدیث بریلی شریف سے

مفتی اعظم ہند کے ساتھ ۱۹۴۵ء میں حاصل کر چکے تھے۔ اور بقول حضرت جامی سے

مشرف گرچہ شد بے چارۂ جامی ؎ خدایا ایں کرم بارِ دِگر کن

دس سال ۱۹۵۵ء تک حج وزیارت کی دوبارہ حاضری کے لئے بے چین رہے کہ مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا بلاوا ۱۹۵۶ء میں آگیا۔

اس سفر وسیلۂ ظفر کیلئے کئی درخواستیں لائبریرے دی گئیں۔ جو نامنظور ہو گئیں۔ اور راقم الحروف کا نام قرعہ اندازی میں نکل آیا۔ اور "قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند" مجھے اس سفر حج وزیارت میں کراچی سے مکہ ومدینہ جاتے آتے حضرت کی معیت وخدمت کا شرف حاصل رہا ہے

دادا ور اقابلیت شرط نیست ؎ بلکہ شرط قابلیت داد اوست

انداز سفر یہ رہا کہ اس کی پہلی منزل (قبل حج) مدینہ رہا۔ اور آخری منزل (بعد حج) بھی مدینہ رہا۔ آپ کا کل قیام مدینہ میں ۳۰ یوم رہا۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سنّی صحیح العقیدہ افراد کے ساتھ نماز باجماعت ادا فرماتے رہے۔ گنبد خضریٰ کی چھاؤں میں قیام کا شرف حاصل رہا۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خصائص کبریٰ کا مطالعہ فرماتے۔ اور نگاہیں گنبد خضری پہ ہوتی ہیں "کعبہ کے بدر الدجی تم پہ کروڑوں درود" اور "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کا نذرانہ صبح وشام پیش کرتے۔

حرمین طیبین میں آپ نے مسلک حق اہل سنت وجماعت پر جس استقامت اور بارگاہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جس محبت وارادت کا مظاہرہ فرمایا، وہ آپ کی سیرت کا بڑا درخشاں باب ہے۔ جو آپ کی مستقل سوانح میں زیب عنوان ہوگا۔

اس دور میں استقامت جلی الشریعت کی یہ بڑی روشن مثال ہے کہ آپ نے فوٹو سے مستثنیٰ پاسپورٹ پر حج وزیارت کا سفر کیا۔

تلامذہ

عالم الغیب والشہادۃ نے آپکے درس میں بڑی برکت عطا فرمائی تھی۔ علوم وفنون کے علاوہ حدیث میں آپکے تلامذہ کی تعداد برکوچک ہند وپاک میں سیکڑوں سے متجاوز ہے۔ چند مشاہیر تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

- علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری ایم این اے شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی۔
- مولانا وقارالدین ناظم تعلیمات نائب شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی۔
- مولانا غلام رسول لائلپوری شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور۔
- مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی مفتی دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور۔
- مولانا تحسین رضا خانصاحب سابق صدر المدرسین مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف
- مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی، ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ لاہور۔
- مولینا الحاج ابوداؤد محمد صادق، مدیر ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ
- مولانا الحاج محمد صابر القادری نسیم بستوی، مدیر ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف بستی ہند
- مولانا مفتی مجیب الاسلام اعظمی ہند۔
- مولانا عبدالرشید شیخ الحدیث جھنگ۔
- مولانا ابوالحسنات محمد اشرف چشتی سیالوی شیخ الحدیث سیال شریف۔
- مولانا حافظ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ، واں بھچراں۔
- مولانا سید جلال الدین شاہ بھکی شریف۔
- مولانا عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ مناظر اہلسنت سانگلہ ہل۔
- مولانا ابوالمعالی محمد معین الدین شافعی، ناظم اعلیٰ جامعہ قادریہ لائلپور
- مولانا ابوالشاہ محمد عبدالقادر شہید لائلپوری قدس سرہٗ لائلپور۔
- مولانا سید زاہد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، جامعہ نوریہ رضویہ لائلپور۔

- مولانا مفتی محمد امین مہتمم جامعہ امینیہ لائلپور
- مولانا ابوالانوار محمد مختار احمد لائلپوری
- مولانا حافظ احسان الحق صدر مدرس جامعہ امینیہ لائلپور
- مولانا مفتی محمد حسین سکھروی جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر
- مولانا سید حسین الدین شاہ ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی
- مولانا فیض احمد اویسی شیخ الحدیث جامعہ اویسیہ بہاول پور[1]
- مولانا عبد المصطفےٰ الاعظمی شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ گھوسی ضلع اعظم گڈھ[2]
- راقم الحروف محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی جنوبی افریقہ

نائب اعلیحضرت کی رحلت

مختصر یہ کہ آفتاب علم وفضل ساٹھ سال تک اپنی کرنوں سے بے شمار عوام و خواص طلباء علماء ملت اسلامیہ اہلسنت کو اپنے فیضان سے تابدار کرتا ہوا یکم شعبان ۱۳۸۲ھ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ء کی درمیانی رات کو کراچی میں غروب ہوگیا۔ آپ کا جسد مبارک شاہین ایکسپریس کے ذریعے کراچی سے لائل پور لایا گیا۔ اسٹیشن سے جامعہ رضویہ تک علماء مشائخ عوام کے بے پناہ ہجوم نے ایمان افروز نظارہ بھی دیکھا کہ آپکے جنازہ پر نور کی پھوار پڑ رہی تھی۔ اور ابر کا نام ونشان نہ تھا۔ نماز جنازہ مولانا ابوالشاہ محمد عبد القادر احمد آبادی شہید اہلسنت قدس سرہ نے آپکی وصیت کے مطابق پڑھائی۔ نماز جنازہ میں تین لاکھ فرزندان توحید ورسالت کی شرکت علماء و مشائخ کے سفر آخرت کی آخری تقریب میں فقید المثال ہے۔ آپ کا مزار آپ ہی کی بنائی ہوئی سنی رضوی جامع مسجد لائل پور میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

---

[1] محمد عبد الحکیم شرف قادری مولانا، تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۱۵۳، ۱۵۴
[2] تذکرہ علمائے اہل سنت مولانا ص ۱۵۶، ۱۵۷

مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں قدس سرہ العزیز نے خود اپنے اعظم خلفاء اور تلمیذ جلیل کی تاریخ وصال اپنے اشعار میں ارشاد فرمائی ہے

مرگیا فیضان جس کی موت سے ⁂ ہائے وہ فیض زنہما جاتا رہا
"یا مجیب اغفرلہ" تاریخ ہے ⁂ کس برس وہ رہنما جاتا رہا
ذیو کا سر کاٹ کر نوری کہو ⁂ چاند روشن علم کا جاتا رہا

باقیات صالحات

آپکی باقیات صالحات میں تین صاحبزادے اپنے والد گرامی وقار کے مسند کے امین اور حامی دین متین ہیں۔ آپ کی کنیت ابو الفضل کی رعایت سے تینوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی سجادہ نشین

صاحبزادہ غازی فضل احمد رضا

صاحبزادہ حاجی فضل کریم دامت برکاتہم العالیہ

مندرجہ بالا سطور صاف بتا رہے ہیں کہ "محدث نامدار پاکستان" کی تابندہ زندگی کا مرقع ابھی نا مکمل اور راقم الحروف کی سعی ناتمام ہے

یہ کہہ دو ارباب میکدہ سے یہ جام کیا تم سبو لنڈھا دو
وہ سیر کیا ہو سکے گا جو تشنہ کام شیخ الحدیث آیا

حضرت حجۃ الاسلامؒ کے سلاسلِ طریقت

آپکے مرشد گرامی وقار حضرت نورالعارفین مولانا سید ابوالحسین احمد نوری (م ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء) اور مرشد گرامی ہی کے حکم سے آپکے والد ماجد امام احمد رضا قادری برکاتی نے آپکو تمام سلاسل عالیہ اور تمام علوم عقلیہ نقلیہ جملہ وظائف اور اوراد و اشغال میں ماذون و مجاز فرمایا۔

امام احمد رضا نے اس کا ذکر سند مسند جانشینی میں ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۵ء کو اپنے مرشد سراپا فضل و کمال سید آل رسول (م ۱۲۹۶ھ ۱۸۷۹ء) کے روز عرس سراپا قدس اسطرح کیا۔

"بلاشک میں اپنے عزیز تر بیٹے محمد معروف بمولوی حامد رضا خاں کو تمام سلاسل اور تمام علوم اور سارے اذکار و اشغال اور اوراد و اعمال اور ہر اس چیز کی جسکی مجھے اپنے برگزیدہ مشائخ کرام سے اجازت پہنچی اجازت دے چکا تھا اور میرا اجازت دینا اس کے مرشد برحق شیخ طریقت نورالکاملین خلاصۃ الواصلین سید نا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ النوری کے حکم سے تھا"۱ اردو ترجمہ مختصراً

طریقت و معرفت کے جن تیرہ سلاسل میں آپکو اجازت و خلافت حاصل تھی وہ یہ ہیں۔ (۱) قادریہ برکاتیہ جدیدہ (۲) قادریہ آبائیہ قدیمہ (۳) قادریہ اہدائیہ (۴) قادریہ رزاقیہ (۵) قادریہ منوریہ (۶) چشتیہ نظامیہ قدیمہ (۷) چشتیہ جدیدہ (۸) سہروردیہ قدیمہ (۹) سہروردیہ جدیدہ (۱۰) نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ (۱۱) نقشبندیہ علائیہ علویہ (۱۲) بدیعیہ (۱۳) علویہ منامیہ

۱؎ سند مسند جانشینی ص ۸۔ مرتبہ عنایت محمد خاں غوری

ان میں افضل سلاسل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ مندرجہ ذیل ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام کا شجرۂ طریقت

شجرۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مدینہ طیبہ

مولائے کائنات
۲۱ رمضان ۴۰ھ نجف اشرف

سیدنا امام حسین
۱۰ محرم ۶۱ھ کربلا

سیدنا امام زین العابدین
۱۸ محرم ۹۴ھ مدینہ طیبہ

سیدنا امام باقر
۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ مدینہ طیبہ

سیدنا امام جعفر
۱۵ رجب ۱۴۸ھ مدینہ طیبہ

سیدنا امام موسیٰ کاظم
۵ رجب ۱۸۳ھ بغداد شریف

سیدنا امام علی رضا
۲۱ رمضان ۲۰۳ھ مشہد مقدس

سیدنا شیخ معروف کرخی
۲ محرم ۲۰۰ھ بغداد شریف

سیدنا شیخ سری سقطی
۱۳ رمضان ۲۵۳ھ بغداد شریف

سیدنا جنید بغدادی
۲۷ رجب ۲۹۷ یا ۲۹۸ یا ۲۹۹ بغداد شریف

سیدنا ابوبکر شبلی
۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ بغداد شریف

سیدنا عبدالواحد تمیمی
۲۶ جمادی الآخری ۴۲۵ھ بغداد شریف

سیدنا ابوالفرح طرطوسی
۳ شعبان ۴۴۷ھ بغداد شریف

سیدنا ابوالحسن علی ہنکاری
یکم محرم ۴۸۶ھ بغداد شریف

سیدنا ابوسعید مخزومی
۷ شعبان ۵۱۳ھ بغداد شریف

سیدنا غوث اعظم جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۱ / ۱۷ ربیع الآخر ۵۶۱ھ بغداد شریف

سیدنا عبدالرزاق
۶ شوال ۶۰۳ھ بغداد شریف

سیدنا ابوصالح نصر
۲۷ رجب ۶۳۲ھ بغداد شریف

سیدنا محی الدین ابونصر
۲۷ ربیع الاول ۶۵۶ھ بغداد شریف

سیدنا سید علی
۲۶ شوال ۷۰۰ھ بغداد شریف

سیدنا سید موسیٰ
۱۳ رجب ۷۶۳ھ بغداد شریف

سیدنا سید حسن
۲۶ شوال ۷۸۱ھ بغداد شریف

سیدنا سید احمد جیلانی
۱۹ محرم ۸۵۳ھ بغداد شریف

سیدنا بہاء الدین
۱۱ ذی الحجہ ۹۲۱ھ دولت آباد دکن

سیدنا ابراہیم ایرجی
۵ ربیع الآخر ۹۵۳ھ محلہ دروازہ اجمیری دہلی

سیدنا شیخ جمال الاولیاء
شب عید الفطر ۱۰۴۷ھ کوڑا جہان آباد

سیدنا قاضی ضیاء الدین
۲۱ رجب ۹۸۹ھ قصبہ نیوتنی

سیدنا محمد بھکاری بادشاہ
۹ ذی قعدہ ۱۰۲۱ھ کاکوری لکھنؤ

سیدنا سید محمد ۹ر شعبان ۱۰۷۱ھ کالپی شریف	سیدنا سید احمد ۱۹ر صفر [illegible] کالپی شریف	سیدنا فضل اللہ ۱۴ر ذی قعدہ ۱۱۱۱ھ کالپی شریف
سیدنا شاہ حمزہ ۱۴ر رمضان ۱۱۹۸ھ مارہرہ شریف	سیدنا شاہ آل محمد ۱۶ر رمضان ۱۱۶۴ھ مارہرہ شریف	سیدنا شاہ برکت اللہ ۱۰ر محرم ۱۱۴۲ھ مارہرہ شریف
سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں ۱۷ر ربیع الاول ۱۲۳۵ھ مارہرہ شریف	سیدنا شاہ آل رسول ۱۸ر ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ مارہرہ شریف	سیدنا ابوالحسین احمد نوری ۱۱ر رجب ۱۳۲۴ھ مارہرہ شریف
	مجدد اعظم اعلیٰحضرت امام احمد رضا ۲۵ر صفر ۱۳۴۰ھ بریلی شریف	حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ بریلی شریف

سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدیمہ کے مشائخ کرام مندرجہ ذیل ہیں

سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدیمہ

نمبر	اسمائے گرامی	وصال	مدفن
۱	سیدالمرسلین صلے اللہ علیہ وسلم	۱۲ر ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ منورہ
۲	حضرت امیرالمومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ	۲۱ر رمضان ۴۰ھ	نجف اشرف
۳	خواجہ حسن بصری	۴ر محرم ۱۱۱ھ	بصرہ
۴	خواجہ عبدالواحد بن زید	۲۷ر صفر ۱۷۶ھ	بصرہ
۵	خواجہ فضیل بن عیاض	۲۶ر جمادی الاولیٰ ۱۸۱ھ	مکہ معظمہ
۶	خواجہ حذیفہ مرعشی	۴ر شوال ۲۵۲ھ	مرعش شام
۷	خواجہ ہبیرہ بصری	۷ر شوال ۲۷۹ھ	بصرہ
۸	خواجہ ممشاد علی دینوری	۱۴ر محرم ۲۹۹ھ	دینور عراق
۹	خواجہ ابواسحٰق شامی چشتی	۱۴ر ربیع الثانی ۳۲۹ھ	عکہ شام
۱۰	خواجہ ابواحمد ابدال چشتی	۱ر جمادی الثانی ۳۵۵ھ	چشت
۱۱	خواجہ محمد بن احمد چشتی	ربیع الثانی ۴۱۱ھ	〃
۱۲	خواجہ ناصرالدین ابویوسف بن محمد چشتی	۳ر ربیع الاول ۴۵۹ھ	〃

۱۳	سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن چشتی	۶ رجب سنہ ۶۳۳ھ	اجمیر شریف
۱۴	حضرت قطب الدین بختیار کاکی	۱۴ ربیع الاول سنہ ۶۳۳ھ	دہلی
۱۵	حضرت فرید الحق والدین گنج شکر	۵ محرم سنہ ۶۶۴ھ	پاکپٹن
۱۶	حضرت خواجہ نظام الدین بدایونی	۱۷ ربیع الثانی سنہ ۷۲۵ھ	دہلی
۱۷	حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی	۱۸ رمضان سنہ ۷۵۷ھ	
۱۸	حضرت سید جلال بخاری مخدوم جہانیاں	سنہ ۷۸۵ھ	
۱۹	میر سید راجو قتال		
۲۰	مخدوم شیخ سارنگ	سنہ ۸۵۵ھ	لکھنؤ
۲۱	حضرت شاہ مینا	۳ صفر سنہ ۸۷۰ھ	"
۲۲	شیخ سعد بڈھن خیرآبادی	سنہ ۸۸۲ھ	خیرآباد
۲۳	شاہ صفی	۱۴ محرم سنہ ۹۴۳ھ	صافی پور
۲۴	شاہ حسین	سنہ ۹۷۶ھ	سکندرہ
۲۵	میر عبد الواحد	۳ رمضان سنہ ۱۰۱۷ھ	بلگرام
۲۶	شاہ عبد الجلیل	۸ صفر سنہ ۱۰۵۷ھ	مارہرہ شریف
۲۷	شاہ اویس	۲۰ رجب سنہ ۱۰۹۷ھ	"
۲۸	شاہ برکت اللہ	۱۰ محرم سنہ ۱۱۴۲ھ	"
۲۹	آل محمد	۱۶ رمضان سنہ ۱۱۶۴ھ	"
۳۰	سید شاہ حمزہ	۱۴ رمضان سنہ ۱۱۹۸ھ	"
۳۱	سید آل احمد اچھے میاں	۱۷ ربیع الاول سنہ ۱۲۳۵ھ	"
۳۲	سید شاہ آل رسول	۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۶ھ	"
۳۳	شاہ ابو الحسین احمد نوری	۱۱ رجب سنہ ۱۳۲۴ھ	"
۳۴	شاہ امام احمد رضا قادری برکاتی	۲۵ صفر سنہ ۱۳۴۰ھ	بریلی شریف
۳۵	مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں	۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ بریلی شریف قدست اسرارہم	

حضرت حجۃ الاسلام کا شجرۂ سہروردیہ مندرجہ ذیل ہے۔

سلسلۂ سہروردیہ

۱	سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	مدینہ طیبہ
۲	حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ	۲۱ رمضان سنہ ۴۰ھ	نجف اشرف
۳	خواجہ حسن بصری	۴ محرم سنہ ۱۱۱ھ	بصرہ
۴	شیخ حبیب عجمی	سنہ ۱۵۶ھ	
۵	شیخ داؤد طائی	سنہ ۱۶۳ھ	
۶	خواجہ معروف کرخی	۲ محرم سنہ ۲۰۰ھ	بغداد شریف
۷	خواجہ سری سقطی	۱۳ رمضان سنہ ۲۵۳ھ	"
۸	خواجہ جنید بغدادی	۲۷ رجب ۲۹۷ھ ۲۹۸ھ ۲۹۹ھ	"
۹	خواجہ ممشاد علو دینوری	۴ محرم سنہ ۲۹۹ھ	دینور
۱۰	خواجہ ابو احمد اسود دینوری		"
۱۱	خواجہ محمد المعروف بعمویہ		
۱۲	خواجہ وجیہ الدین ابو حفص		
۱۳	شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی		
۱۴	شیخ شہاب الدین سہروردی	سنہ ۶۳۲ھ	بغداد
۱۵	شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی	سنہ ۶۶۱ھ	ملتان
۱۶	شیخ صدر الدین		"
۱۷	شیخ رکن الدین	سنہ ۷۹۶ھ	"
۱۸	مخدوم جہانیاں	سنہ ۷۵۸ھ	
۱۹	سید راجو		

۲۰	شیخ سارنگ	سنہ ۸۵۵ھ	لکھنؤ
۲۱	حضرت مخدوم شاہ مینا	۲۳ر صفر سنہ ۸۸۴ھ	؍؍
۲۲	شیخ سعد بڈھن خیرآبادی	سنہ ۸۸۲ھ	خیرآباد
۲۳	شاہ صفی	۱۹ر محرم سنہ ۹۴۴ھ	سائی پور
۲۴	شاہ حسین	سنہ ۹۷۶ھ	سکندرہ آباد
۲۵	میر عبد الواحد	۳ر رمضان سنہ ۱۰۱۷ھ	بلگرام
۲۶	شاہ عبد الجلیل	۸ر صفر سنہ ۱۰۵۷ھ	مارہرہ
۲۷	شاہ اویس	۲۰ر رجب سنہ ۱۰۹۷ھ	؍؍
۲۸	شاہ برکت اللہ	۱۰ر محرم سنہ ۱۱۴۲ھ	؍؍
۲۹	شاہ آل محمد	۱۶ر رمضان سنہ ۱۱۶۴ھ	؍؍
۳۰	سید شاہ حمزہ	۱۴ر رمضان سنہ ۱۱۹۸ھ	؍؍
۳۱	شاہ آل احمد اچھے میاں	۱۷ر ربیع الاول سنہ ۱۲۳۵ھ	؍؍
۳۲	سید شاہ آل رسول	۱۸ر ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۶ھ	؍؍
۳۳	شاہ ابو الحسین احمد نوری	۱۱ر رجب سنہ ۱۳۲۴ھ	؍؍
۳۴	شاہ امام احمد رضا قادری برکاتی	۲۵ر صفر سنہ ۱۳۴۰ھ	بریلی
۳۵	شاہ محمد حامد رضا نوری بریلوی	۱۷ر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۶۲ھ	؍؍

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

سلسلہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ علویہ صدیقیہ کے مشائخ کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں :-

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ علویہ

۱	حضور پر نور سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ منورہ
۲	حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ	۲۱ رمضان ۴۰ھ	نجف اشرف
۳	حضرت امام حسین " "	۱۰ محرم ۶۱ھ	کربلا
۴	حضرت امام زین العابدین	۱۸ محرم ۹۴ھ	مدینہ منورہ
۵	حضرت امام محمد باقر	۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ	"
۶	حضرت امام جعفر صادق	۱۵ رجب المرجب ۱۴۸ھ	"
۷	حضرت بایزید بسطامی	۱۵/۱۴ شعبان ۲۶۱ھ	بسطام
۸	خواجہ ابوالحسن خرقانی	۱۰ محرم ۴۲۴ھ ۴۲۵ھ	خرقان نزد شہر قزوین
۹	شیخ ابوالقاسم کرگانی	۴۵۰ھ	کرگان
۱۰	شیخ ابو علی فارمدی طوسی	۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ	طوس
۱۱	شیخ ابو یوسف ہمدانی	۲۷ رجب ۵۳۵ھ	مرو
۱۲	خواجہ عبدالخالق غجدوانی	۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ	غجدوان نزد شہر بخارا
۱۳	خواجہ محمد عارف ریوگری	یکم شوال ۶۱۵ھ ۶۱۶ھ	موضع ریوگر نزد بخارا
۱۴	خواجہ محمود انجیر فغنوی	۱۷ ربیع الاول ۷۱۵ھ	وابکنی
۱۵	خواجہ عزیزان علی رامیتنی	۲۷ رمضان ۲۸ ذیقعدہ ۷۲۱ھ	خوارزم
۱۶	خواجہ محمد بابا سماسی	۱۰ جمادی الاولیٰ ۷۵۵ھ	سماس
۱۷	خواجہ سید امیر کلال	۸ جمادی الاولیٰ ۸ جمادی الاخریٰ ۷۷۲ھ	موضع سوخار مضافات بخارا
۱۸	حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند	۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ	بخارا
۱۹	حضرت خواجہ یعقوب چرخی	۵ صفر ۸۵۱ھ	موضع ہلفتو مضافات حصار

۲۰	حضرت خواجہ عبید اللہ احرار	۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ	سمرقند
۲۱	خواجہ عبد الحق		
۲۲	خواجہ یحییٰ		
۲۳	حضرت شیخ ابو العلاء سید عبد اللہ		آگرہ
۲۴	سید محمد کالپوی	۶ شعبان ۱۰۷۱ھ	کالپی
۲۵	میر سید احمد کالپوی	۱۰ صفر ۱۰۸۴ھ	کالپی
۲۶	میر سید شاہ فضل اللہ	۱۴ ذیقعدہ ۱۱۱۱ھ	کالپی
۲۷	حضرت شاہ برکت اللہ	۱۰ محرم ۱۱۴۲ھ	مارہرہ
۲۸	حضرت شاہ آل محمد	۱۶ رمضان ۱۱۶۴ھ	مارہرہ
۲۹	سید شاہ حمزہ	۱۴ رمضان ۱۱۸۹ھ	مارہرہ
۳۰	سید آل احمد اچھے میاں	۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ	مارہرہ
۳۱	سید شاہ آل رسول	۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ	مارہرہ
۳۲	سید شاہ ابو الحسین احمد نوری	۱۱ رجب ۱۳۲۴ھ	مارہرہ
۳۳	شاہ امام احمد رضا قادری برکاتی	۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ	بریلی
۳۴	شاہ محمد حامد رضا	۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ	؍؍

سلسلہ نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ کی ترتیب مندرجہ ذیل ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ

۱	سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ منورہ
۲	حضرت ابو بکر صدیق	۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ	مدینہ منورہ
۳	حضرت سلیمان فارسی	۱۰ رجب ۳۳ھ ۳۴ھ	مدائن
۴	حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر	۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۰۱ یا ۱۰۶ھ	مدینہ منورہ

۵	حضرت امام جعفر صادق	۱۵ رجب ۱۴۸ھ	مدینہ منورہ
۶	حضرت خواجہ بایزید بسطامی	۱۵ ؍ شعبان ۲۶۱ھ	بسطام

بقیہ ترتیب سلسلۂ مندرجہ بالا کے مطابق ہے۔

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

مندرجہ بالا سلاسل میں آخری سلسلہ بیعت؛ علویہ منامیہ، رسول گرامی وقار صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے کیونکہ حضرت حجۃ الاسلام نے اپنے شیخ طریقت حضرت شاہ ابو الحسین احمد نوری اور اپنے والد امام احمد رضا قادری برکاتی کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان دونوں نے اپنے مرشد سید آل رسول احمدی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور انھوں نے صرف اس سلسلے میں شاہ عبد العزیز دہلوی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور انہوں نے اپنے خواب میں امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہوں نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی جسکا ہاتھ اللہ کا ہاتھ اور جنکی بیعت اللہ کی بیعت ہے۔ یعنی ہم سب کے آقا ہم سب کے مولے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر۔ تو بحمدہ تعالےٰ یہ سند شاہ محمد حامد رضا سے جلیل الشان آقا تک صحیح مسلم کی اعلیٰ سند رباعی کیطرح صرف چار واسطوں سے پہنچتی ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام جامع السلاسل بزرگ تھے۔ انھوں نے براہ راست اپنے مرشد برحق نور العارفین شاہ ابوالحسین احمد نوری اور اپنے والد ذیشان امام احمد رضا خاں قادری برکاتی سے استفادہ کیا تھا۔ آپکو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ میں اجازت مطلقہ وخلافت کاملہ حاصل تھی۔ آپ اُن تمام سلاسل واسناد کے حامل تھے جن کا بیان "النور والبہائی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء"[1] اور "الاجازاۃ المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ"[2] میں موجود ہے۔ اسکی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔
قرآن مجید۔ کتب احادیث صحاح، سُنن۔ مسانید۔ جوامع۔ معاجم۔ اجزاء۔ شروح کتب اصول حدیث۔ کتب اسماء الرجال۔ فقہ۔ تفسیر۔ قرأت۔ تجوید۔ کلام۔ اصول فقہ۔ سیر۔ تواریخ۔ ادب۔ نحو۔ صرف۔ لغت۔ معانی۔ بیان۔ بدیع۔ منطق۔ حکمت۔ ہندسہ۔ ہیئات۔ زیجات اور مقاصد وآلات کی بقیہ کتابیں۔
ان کے علاوہ مندرجہ ذیل تمام اذکار واشغال اور اعمال کی بھی آپکو اجازت حاصل تھی۔ وہ یہ

---

[1] یہ عربی کا رسالہ حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری کا مصنفہ ہے۔ سلاسل طریقت واسناد احادیث صحاح "مسلسل بالاولیۃ" حصن حصین، دلائل الخیرات، حزب البحر، اذکار واشغال واعمال وغیرہ پر نہایت مفید ہے۔ عموماً خلفاء سلسلہ کو دیا جاتا تھا۔ فقیر قادری سگ بارگاہ رضوی اقم الحروف کو حضرت مفتی اعظم ہند نور اللہ مرقدہٗ کی بارگاہ سے ۱۹۶۳ء میں عطا ہوا۔

[2] یہ عربی کا رسالہ بھی سلاسل واسناد علوم وفنون اذکار واشغال واعمال وغیرہ پر مشتمل خاصان خدا کے لئے امام احمد رضا کے فیضان کا شاہکار ہے۔ پھر اس پر حضرت حجۃ الاسلام کی تمہید امام احمد رضا کے حالات وواقعات پر عربی تحریر کا بڑا نادر نمونہ ہے۔

ہیں۔ قرآن عظیم کے خواص۔ اسماءِ الٰہیہ[1]۔ دلائل الخیرات[2]۔ حصن حصین[3]۔ قصرِ شین[4]۔ اسماءِ اربعینیہ[5]۔ حزب البحر[6]۔ حزب البر[7]۔ حزب النصر[8]۔ سلسلہ شاذلیہ کے تمام احزاب[10]۔ ایک لاکھ چار ولیوں کا حرز[11]۔ حرز الامیرین[12]۔ حرز یمانی[13]۔ دعاءِ المغنی[14]۔ دعاءِ حیدری[15]۔ دعاءِ عزرائیلی[16]۔ دعاءِ سریانی[17]۔ قصیدہ خمریہ جس کا مشہور نام قصیدہ غوثیہ ہے[18]۔ صلوٰۃ غوثیہ[19] (صلوٰۃ الاسرار) قصیدہ بردہ[20]۔ دعاءِ بشمخ[21]۔ تکبیرِ عاشقاں[22]۔ نیم تکبیر[23]۔ ارسال الہواتف[24]۔

حدیث "مسلسل بالاولیت"[1] کی سند

یہ حدیث حجۃ الاسلام کو اپنے مرشدِ گرامی کی طرف سے تین سندوں کے ساتھ حاصل ہوئی ہے۔ پہلی سید شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی کی طرف سے، دوسری شاہ عبد العزیز دہلوی کی طرف سے اور تیسری مولانا صوفی احمد حسن مرادآبادی کی طرف سے ہے۔

شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی کی سند

حجۃ الاسلام

1. شاہ ابو الحسین احمد نوری امام احمد رضا
2. سید شاہ آل رسول
3. سید آل احمد اچھے میاں
4. سید شاہ حمزہ بن سید آل محمد بلگرامی
5. سید طفیل محمد اترولی
6. سید مبارک فخر الدین بلگرامی
7. شیخ ابو الرضا ابن اسمٰعیل دہلوی نواسہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی
8. شیخ عبد الحق محدث دہلوی
9. شیخ عبد الوہاب بن فتح اللہ بروجی
10. شیخ محمد بن ملیح الیمنی
11. شیخ وجیہ الدین عبد الرحمٰن بن ابراہیم علوی
12. شیخ شمس الدین سخاوی

؎ اگر ہر راوی "ھو اول حدیث سمعتہ منہ" (اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے اُن سے سنی) پر متفق ہو تو اس کو "مسلسل بالاولیت" کہتے ہیں۔

۱۳ شیخ الشہاب ابوالفضل احمد بن علی العسقلانی علامہ ابن حجر	۲۰ ابوصالح احمد ابن عبدالملک المؤذن
۱۴ ابوالفضل عبدالرحیم بن حسین العراقی	۲۱ ابوطاہر محمد بن محمد محمش الزیادی
۱۵ شیخ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد التدمیری	۲۲ ابوحامد احمد بن محمد بن یحیٰی بن بلال البزار
۱۶ ابوالفتح محمد بن محمد بن ابراہیم المیدومی	۲۳ عبدالرحمٰن بن بشیر بن الحکم
۱۷ ابوالفرج عبداللطیف بن عبدالمنعم الحرانی	۲۴ سفیان بن عیینہ
۱۸ حافظ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی	۲۵ سفیان بن عمر بن دینار
۱۹ ابوسعید اسمٰعیل بن ابی صالح احمد بن عبد الملک نیشاپوری	۲۶ ابوقابوس مولیٰ عبداللہ بن عمرو بن العاص
	۲۷ عبداللہ بن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال الراحمون یرحمھم الرحمٰن وتبارک وتعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء

انھوں نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رب رحمان تبارک وتعالےٰ رحم فرماتا ہے تم ان پر رحم کرو جو زمین پر ہیں تو تم پر وہ رحم کرے گا جو آسمان پر ہے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی کی سند

○ حجۃ الاسلام ○ شاہ ابوالحسین احمد نوری امام احمد رضا ○ سید شاہ آل رسول ○ شاہ عبدالعزیز دہلوی ○ شاہ ولی اللہ دہلوی ○ سید عمر ○ شیخ عبداللہ بن سالم البصری ○ شیخ یحیٰی بن محمد شاوی ○ شیخ سعید بن ابراہیم الجزائری المفتی قدورہ ○ شیخ محقق سعید بن محمد المقری ○ شیخ محمد تجی الوہرانی ○ شیخ سید ابراہیم التازی ○ شیخ ابوالفتح محمد بن ابوبکر بن الحسین

المراغی ○ شیخ زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی ○ ابوالفتح محمد بن محمد بن ابراہیم البکری المیدومی۔

اس کے بعد سند اور متن وہی ہے جس کا ذکر سند شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں ہوا۔

مولینا صوفی احمد حسن مرادآبادی کی سند

○ حجتہ الاسلام ○ شاہ ابوالحسین احمد نوری ○ مولانا احمد حسن صوفی مرادآبادی ○ شیخ احمد بن محمد الدمیالی ○ شیخ محمد بن عبدالعزیز ○ شیخ ابوالخیر بن عموس الرشیدی ○ شیخ الاسلام اشرف زکریا بن محمد الانصاری۔

اس کے بعد شیخ الشہاب ابوالفضل احمد بن حجر عسقلانی سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تک سند اور متن وہی ہے جس کا پہلے ذکر ہوا۔

اس سند کو حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری نے عالی قرار دیا اور تحریر فرمایا کہ میرے اور شیخ حافظ زین الدین عراقی کے درمیان اس میں صرف چھ واسطے ہیں۔ اور پہلی سند میں بارہ اور دوسری میں گیارہ ہیں۔

الحدیث المسلسل بالاضافۃ (ضیافت الاسودین)

اس حدیث کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر راوی بیان کرتا ہے کہ میرے شیخ نے یہ حدیث روایت کرتے ہوئے پانی اور کھجور کی ضیافت سے بھی نوازا۔ پانی اور کھجور کو اہل عرب "اسودین" کہتے ہیں۔ اس حدیث میں ضیافت کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جس نے ایک مومن کی ضیافت کی اس نے گویا حضرت آدم کی ضیافت کی۔ جس نے دو کی ضیافت کی اس نے گویا حضرت آدم و حوا کی ضیافت کی۔ جس نے تین مسلمانوں کی ضیافت کی اس نے گویا حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل کی ضیافت کی۔ چار کی صورت میں

توریت، انجیل، زبور اور قرآن پڑھنے کا ثواب حاصل کیا۔ اور پانچ کی صورت میں گویا پیدائش عالم سے قیامت تک پانچوں نمازیں باجماعت ادا کیں۔ اور چھ کی حالت میں گویا اولادِ اسمٰعیل سے ساٹھ غلام آزاد کئے۔ سات کی صورت میں اس پر جہنم کے ساتوں دروازے بند کئے گئے اور آٹھ میں جنت کے آٹھوں دروازے اس پر کھول دیئے گئے۔ نو کی حالت میں اللہ تعالےٰ اس کیلئے تمام گنہگاروں کے عدد کے برابر نیکیاں تحریر فرماتا ہے۔ اور جس نے دس مومنوں کی ضیافت کی اللہ تعالےٰ اس شخص کو نماز پڑھنے والے روزہ رکھنے والے اور قیامت تک حج کرنے والے کے ثواب کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔

شیخ شمس الدین بن الجزری نے اس حدیث کو غریب قرار دیا۔ مگر اس کی سند میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز۔ شاہ ولی اللہ جیسے محدثین کا پایا جانا اس حدیث کی صحت پر دلالت کرتا ہے۔

اس حدیث کی سند بھی حجۃ الاسلام کو دونوں طریقوں (شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز دہلوی سے) حاصل ہے۔

الحدیث المسلسل بالمصافحہ

اس حدیث میں ہر راوی اپنے مروی عنہٗ (جس سے وہ روایت کر رہا ہے) سے مصافحہ کرتا ہے۔ اور یہ مبارک سلسلہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تک پہونچتا ہے کہ انہوں نے ریشم سے زیادہ نرم ہاتھ والے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔

اس روشن حدیث کی سند بھی حجۃ الاسلام کو دونوں طریقوں سے (طریق شیخ عبدالحق محدث دہلوی، طریق شیخ شاہ عبدالعزیز دہلوی) حاصل ہے۔ اس کے علاوہ آپکو اپنے مرشد برحق حضرت ابوالحسین احمد نوری مارہروی سے "مصافحہ جنیہ، مصافحہ

خضریہ، مصافحہ معمریہ اور مصافحہ مناسیہ کے اسناد کی اجازت بھی حاصل ہے۔ یہ اجازت آپ کو اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا فاضل بریلوی سے بھی حاصل ہے۔

سند فقہ حنفی

حجۃ الاسلام کی یہ سند عالی آپکے والد ماجد امام احمد رضا کے ذریعے ۲۰ واسطوں سے امام اعظم ابوحنیفہ تک پھر امام اعظم سے حضرت امام حماد بن سلیمان، امام ابراہیم نخعی، حضرت علقمہ حضرت اسود، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہم کے واسطوں سے حضرت سید المرسلین شارع شرع مبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے ————

اس سند کی خوبی یہ ہے کہ اس میں تمام اساتذہ و مشائخ حنفی ہیں۔ فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۵

سلاسل علوم

سلسلۂ تلمذ خیرآبادی حجۃ الاسلام۔ امام احمد رضا، مولانا عبدالعلی رامپوری، مولانا محمد فضل حق خیرآبادی

سلسلۂ تلمذ دہلوی و بریلوی حجۃ الاسلام، امام احمد رضا۔ سید آل رسول۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

حجۃ الاسلام امام احمد رضا۔ مولانا نقی علیخاں بریلوی۔ مولانا رضا علیخاں بریلوی۔ مولانا خلیل الرحمٰن محمد آبادی۔ فاضل محمد سندی۔ ابوالعیاش محمد عبدالعلی لکھنوی

حجۃ الاسلام امام احمد رضا فاضل بریلوی۔ سید احمد بن زین دحلان مکی۔ شیخ عثمان دمیاطی۔

حجۃ الاسلام امام احمد رضا فاضل بریلوی۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ السراج مکی۔ جمال بن عبداللہ عمر مکی حنفی

حجۃ الاسلام امام احمد رضا فاضل بریلوی۔ حسین بن صالح جمال اللیل۔ عابد سندی المدنی۔

حجۃ الاسلام امام احمد رضا فاضل بریلوی۔ سید شاہ ابوالحسین احمد نوری۔ شاہ صوفی علی حسین مرادآبادی

لہ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو "الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ"

کہ اس سند کی بڑی خوبی یہ ہے کہ حجۃ الاسلام سے امام بخاری تک صرف بارہ واسطے ہیں (حیات اعلیحضرت)

مرشدِ گرامی

نور العارفین ابو الحسین احمد نوری حضرت میاں صاحب کی ولادت باسعادت مارہرہ مقدسہ میں اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ ظہور حسن کے گھر ۱۹؍ شوال ۱۲۵۵ھ ۲۶؍ دسمبر ۱۸۳۹ء کو ہوئی۔ آپ صرف ڈھائی سال کے تھے کہ والدہ ماجدہ نے رحلت فرمائی۔ اور آپ جب گیارہ سال کے ہوئے تو والد ماجد نے بھی انتقال فرمایا۔ اس طرح آپ کی پوری پوری کفالت و تربیت جدۂ کریمہ اور حضرت جد کریم خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی نے کی۔ آپ ہی کی نگرانی میں آپ نے تعلیم و تربیت عبادت و ریاضت کے تمام مراحل طے کئے اپنے جد کریم ہی کے دست اقدس پر ۱۲؍ ربیع الاول ۱۲۶۷ھ فروری ۱۸۵۱ء بیعت کر کے تمام سلاسل طریقت جملہ اذکار و اشغال اور اوراد و معمولاتِ خاندان برکات کی اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے [۱]

امام احمد رضا ان کے خلیفۂ اعظم تھے [۲] ان کے اساتذہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے [۳] آپ خانوادۂ امام احمد رضا کے شیخ تھے۔ آپ ہی کے گیسوئے طریقت کے اسیر حضرت حسن رضا خاں، مولانا محمد رضا خاں، مولینا شاہ محمد حامد رضا خاں، مولانا حسنین رضا خاں، مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں وغیرہم برادران

---

[۱] مولانا غلام شبیر قادری نوری بدایونی تذکرہ نوری ص ۵۴، ۵۵، ۵۷

[۲] " " " " ۱۵۹

[۳] مولانا ظفر الدین فاضل بہاری حیات اعلیٰ حضرت ص ۳۵

وصاجزادگان اہل خاندان امام احمد رضا تھے۔

آپکے خلفاء میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد رضا خاں، مولانا علامہ محمد حسنین رضا خاں اور خاتم الخلفاء مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں کا نام نامی نمایاں نظر آتا ہے۔

آپ اپنے جدِ کریم حضرت سید شاہ آل رسول احمدی برکاتی کے وصال ۱۲۹۶ھ پر سلسلۂ قادریہ برکاتیہ احمدیہ کے وارث وامین اور سجادہ نشین ہوئے۔ امام احمد رضا نے ۱۲۹۷ھ میں مسند نشینی کے موقعہ پر آپکی خدمت میں ایک شاہکار منقبت پیش کی تھی۔ جس کا پہلا شعر ہی

"برتر قیاس سے ہے مقام ابوالحسین ؎ سدرہ سے پوچھو رفعت بام ابوالحسین"[۱]

آپکے بلند و بالا مقامات کو ظاہر کرتا ہے۔

آپ پورے اکتالیس سال اپنے جدِ امجد کی صحبت و خدمت میں گذار کر مزید ۲۸ رسال ۱۳۲۴ھ تک تادم اخیر اپنے آباء کرام کے مسلک اہلسنت کے مطابق اپنے مریدین خلفاء کی تعلیم و تربیت اور رشد و ہدایت میں مشغول رہے۔

آپنے ۱۱ر رجب ۱۳۲۴ھ/۳۱ راگست ۱۹۰۶ء کو وصال فرمایا۔ "خاتم اکابر ہند" (۱۳۲۴ھ) تاریخ وصال ہے۔ آپ کا مزار مارہرہ مقدسہ بڑی سرکار میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

مخدوم زمن حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب سجادہ برکاتیہ احمدیہ نوریہ مارہرہ مطہرہ میں اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ اظہر حسین کے گھر ۱۲۸۷ھ،۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئے۔

آپ حضرت ابوالحسین احمد نوری کے حقیقی چچازاد بھائی و خلیفۂ اعظم اور سجادہ نشین تھے۔ آپ اپنے جدِ امجد سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ کے مرید اور خلیفہ

---

[۱] حدائق بخشش حصہ دوم

تھے۔ آپ کو اپنے والد ماجد سے بھی خلافت و اجازت تھی۔ آپ کے دور میں مارہرہ مقدسہ کا عرس سراپا قدس اجمیر مقدس کے بعد عظیم ترین عرس میں شمار کیا جاتا رہا۔ ایسا کہ بعض امور میں حضرت سید شاہ آل محمد و حضرت سید شاہ حمزہ قدس سرہم العزیز کے عہد کی یاد تازہ ہوتی رہتی۔ ؎

آپ "ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد" کے مظہر تھے۔ آپ اپنے مریدین و متوسلین کی پشت پر ہاتھ رکھکر وقت رخصت فرماتے۔

"تیرے پشت پر تین۔ اللہ محمد محی الدین" ؎

آپ کا وصال ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ ۱۸ نومبر ۱۹۴۲ء کو مارہرہ مطہرہ میں ہوا۔ "مغفور لہٗ" مادہ تاریخ ہے (۱۳۶۱ھ)

شرف بیعت

امام احمد رضا کا پورا خانوادہ مارہرہ مقدسہ سے نسبت بیعت رکھتا تھا وہ خود اپنے والد "خاتم اجلہ الفقہاء" حضرت مولانا نقی علی خاں کے ساتھ تاجدار مارہرہ حضرت سید آل رسول سے ۱۲۹۴ھ ۱۸۷۷ء میں بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔ حضرت سید آل رسول نے اپنے وصال ۱۲۹۶ھ ۱۸۷۹ء سے قبل امام احمد رضا کو اپنے ابن الابن (پوتے) حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں کے سپرد فرمادیا تھا۔ ؎

حضرت نوری میاں کو امام احمد رضا پر کس درجہ اعتماد تھا، اس کا اندازہ فتاوٰی رضویہ میں حضرت کے استفتاء سے کیا جاسکتا ہے۔ نیز امام احمد رضا کو اپنے مرکز عقیدت نوری میاں سے کتنی محبت تھی اس پر آپ کے قصائد اور

۱؎ مولانا غلام شبّر قادری نوری بدایونی تذکرہ نوری ص ۱۷۱ - ۱۹۰

۲؎ احسن العلماء حضرت حسن میاں مارہروی دامت برکاتہم کا راقم الحروف سے بمبئی میں ارشاد۔

۳؎ حیات اعلیحضرت ص ۳۵ مولانا ظفر الدین فاضل بہاری۔

منقبتیں شاہد ہیں۔

ان قرائن اور امام احمد رضا کی اپنے مشائخ کرام سے روحانی وابستگی سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپکے صاحبزادہ اکبر حضرت حجۃ الاسلام کو حضرت نورالعارفین شاہ ابوالحسین احمد نوری صاحب سجادہ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ سے بچپن ہی میں بیعت کا شرف حاصل ہو چکا تھا۔ جیسا کہ آپکے صاحبزادہ اصغر حضرت مفتی اعظم ہند کو یہ شرف صرف چھ ماہ کی عمر میں حاصل ہوا۔ ؎

اجازت وخلافت

یہ امام احمد رضا کی تعلیم و تربیت کا شاندار نتیجہ تھا کہ حجۃ الاسلام چودھویں صدی کے شروع ہی میں علوم متداولہ سے فارغ التحصیل ہو گئے۔ اور علمی حلقوں میں آپکو فاضل نوجوان کہکر پکارا جانے لگا۔ چودھویں صدی کی ہر اٹھتی ہوئی باطل تحریک کی بیخ کنی میں آپ اپنے والد ماجد امام احمد رضا کے ساتھ ساتھ رہے۔ پھر حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں کی سرپرستی انھیں ہر طرح حاصل رہی۔ انھیں کے حکم سے امام احمد رضا نے اپنے عزیز تر صاحبزادے حجۃ الاسلام کے تمام سلاسل عالیہ و علوم و فنون، اذکار و اشغال اور اوراد و اعمال کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس کا ذکر سند مسند جانشینی میں اس طرح کیا۔

وقد کنت اجزت ولدی الاعز محمد ن المعروف بالعوام حامد رضا خان سلمہ الرحمٰن عن طوارق الحدثان ونوازغ الشیطان وجعلہ خیر خلف بسلفہ الصالحین ووفقہ ھذہ حمرۃ لحمایۃ الدین ونکایۃ المفسدین وانہ ولی ذالک وخیر مالک والحمد للہ رب العلمین بجمیع السلاسل

؎ سامان بخشش، ص ۹، ادارہ اشاعت تصنیفات رضا بریلی شریف۔

والعلوم والاذکار والاشغال والاوراد والاعمال وسائر
ما وصلت الی اجازتہ من مشائخی الاجلاء واولی الافضال
وکان ذالک بامر شیخہ نور الکاملین خلاصۃ الواصلین
سیدنا السید الشاہ ابی الحسین احمد النوری میاں
صاحب المارھروی قدس سرہٗ النوری۔

ترجمہ:۔ بلاشک میں اپنے بیٹے محمد معروف بمولوی حامد رضا خاں کو (اللہ تعالیٰ اُسے اچانک حادثوں شیطان کے کوچوں سے محفوظ رکھے۔ اور مولائے کریم اُسے سلف صالحین کا بہترین جانشین بنائے اور تمام عمر اُسے حمایت دین ورد مفسدین کی توفیق عطا فرمائے۔ بلاشبہ وہی مولا تعالیٰ اس کا مددگار اور بہتر مالک ہے۔ پروردگار عالم ہی کیلئے حمد ہے) تمام سلسلوں اور تمام علوم اور سارے اذکار و اشغال اور اوراد و اعمال کی اور ہر اس چیز کی جسکی مجھے اپنے برگزیدہ مشائخ کرام سے اجازت پہنچی۔ اجازت دے چکا تھا۔ اور میرا اجازت دینا اس کے مرشد برحق و شیخ طریقت نور الکاملین خلاصۃ الواصلین سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہٗ النوری کے حکم سے تھا۔ [1]

اس نعمت جلیلہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت حجۃ الاسلام نے بھی اپنے مرید و خلیفہ مولانا سید ریاض الحسن شاہ صاحب جودھپوری (مفتی اعظم حیدرآباد سندھ پاکستان) ۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء کے خلافت نامے میں تحریر فرمایا۔

"امابعد می گوید فقیر ناسزا سر بگریبان فکر حیرا محمد ن المدعو بحامد رضا عفا اللہ عنہٗ ماجنی کہ حضور پُر نور دریائے رحمت آقائے نعمت قدوۃ الواصلین سراج السالکین نور العارفین حضرت سیدنا مولانا سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ و کعبہ افاض اللہ علینا من

---

[1] سند جانشینی ص ۷ ۔ ۸ عنایت محمد خاں غوری۔

شابیب فیضہ النوری و نیز اشارت سراپا بشارت حضور ممدوح حضرت
سیدی و والدی و استاذی و ملاذی امام اہلسنت مجدد الماۃ الحاضرہ
مؤید الملۃ الطاہرہ سیدنا و مولانا شاہ محمد احمد رضا خانصاحب قبلہ
و کعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالرضا السرمدی۔ ایں نا اہل سراپا ظلم و جہل
را ماذون و مجاز ساخت۔ [1]

حضرت ابوالحسین شاہ احمد نوری قدس سرہ النورانی کا وصال ۱۳۲۴ھ
۱۹۰۶ء میں ہوا۔ حضرت حجۃ الاسلام نے حج و زیارت کا شرف اپنے والد گرامی وقار
کے ساتھ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء حاصل کیا۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ اندازہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حضرت
شاہ ابوالحسین احمد نوری نے حجۃ الاسلام کو تمام سلاسل اور علوم و اذکار وغیرہم
سے ماذون و مجاز فرمایا۔ پھر امام احمد رضا نے بھی انہیں کے مرشد گرامی کے حکم سے
اپنے عزیز تر بیٹے کو اجازت و خلافت دیدی۔

یہ یقینی طور پہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ حجۃ الاسلام کو اجازت و خلافت
کب حاصل ہوئی، اں قرائن بتا رہے ہیں کہ ان نعمتوں (اجازت و خلافت) کا حصول
چودہویں صدی کے دوسرے عشرے میں ہوا۔

چاریار

حضرت حجۃ الاسلام کا حسن خداداد پھر اس پر علم و فضل سونے پہ سہاگہ تھا۔
آپ کا حلقۂ ارادت ہندوستان کے ہر صوبے میں تھا۔ لاہور سے کلکتہ تک
جودھپور سے مظفر پور نیپال کی سرحد تک آپ کے مریدین خلفاء ہر ہر مقام پر پائے
جاتے تھے۔ آپ کا سلسلۂ طریقت (قادری رضوی نوری) ہر کوچے میں ہر جگہ

[1] نقل خلافت نامہ مولانا سید ریاض الحسن شاہ صاحب جودھپوری مرحوم

پھیلا ہوا تھا۔

جودھپور جہاں امام احمد رضا کے صرف گیارہ مرید تھے وہاں جوق در جوق لوگ آتے، عمامہ کھول دیا جاتا۔ ہاتھوں میں لیتے اور بیک وقت سیکڑوں افراد حلقۂ ارادت میں داخل ہوتے۔ اور یہ تعداد ہزاروں سے متجاوز ہو جاتی۔ اس انداز بیعت کا مظاہرہ صرف جودھپور یا اودے پور ہی میں نہیں ہوتا بلکہ آپ جہاں جہاں تشریف لے جاتے، ارادت وعقیدت کا یہی نظارہ دیکھنے میں آتا۔

ان سطور میں آپ کے مریدین اور خلفاء کا جائزہ مقصود نہیں، ہاں راقم الحروف کی نظر میں اس وقت وہ چار نفوس قدسیہ ہیں جو حضرت حجۃ الاسلام کی خلوت وجلوت میں شریک ورفیق اور سب سے زیادہ قریب رہے ہیں۔ ان میں سب سے پہلا نام منشی فدا یار خاں رضوی مرحوم ومغفور نائب مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام کا آتا ہے۔ آپ اسم بامسمّٰی تھے۔ ہر طرح اپنے شیخ (یار) پر اور شیخ کے صاحبزادگان پر فدا تھے۔ حضرت حجۃ الاسلام کے ندیم خاص اور خادم عام تھے۔ پھر منظر اسلام کی ذمہ داری مزید برآں تھی۔ پوری زندگی اپنے شیخ ہی کے آثار کی جاروب کشی اور صاحبزادگان کی خدمت میں گذار دی۔

دوسرا نام بلا اختلاف حضرت مولانا تقدس علیخاں رضوی مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کا آتا ہے۔ حضرت حجۃ الاسلام کے سفر وحضر میں ساتھ، معاملات میں امین، دینی اور دنیوی ذمہ داریوں میں شریک ومعین رہے۔ آپ فرزند نسبتی تھے۔ مگر زندگی بھر حق فرزندی ادا کرتے رہے۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام کے انتظام وانصرام میں اور سلسلۂ حامدیہ رضویہ کی ترویج واشاعت میں آپ حضرت حجۃ الاسلام کے ماذون ومجاز اور خلیفۂ برحق تھے۔

تیسرا نام حضرت ابو المعانی مولانا مفتی ابرار حسن صدیقی تلہری مدیر شہیر

ماہنامہ یادگار رضا بریلی کا سامنے آتا ہے۔

آپ سراپا حامدی اور سلسلۂ حامدیہ رضویہ میں ماذون ومجاز نیز حضرت حجۃ الاسلام کے معتمد ومستند تھے۔ آپ عربی اور اردو کے ادیب اور صاحب طرز مفتی تھے۔ آپ کی شخصیت میں علم وفضل کا وقار مجسم ہوکر چلتا پھرتا نظر آیا۔ آپ گفتگو فرماتے تو منھ سے پھول جھڑتے۔ آپنے اپنی پوری زندگی عالمانہ شان اور شریفانہ آن وبان میں خموشی کے ساتھ گذاردی۔

ع " خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را "

چوتھا اور آخری نام جو ہمارے لئے سراپا احترام ہے، وہ ادیب لبیب مترجم جمیل مصنف بے عدیل، محقق بے مثیل حضرت علامہ شمس الحسن شمس صدیقی بریلوی فاضل مشرقیات سابق سربراہ شعبہ فارسی جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کا ہے۔ آپ حضرت حجۃ الاسلام کے نہ صرف ہمنشین بلکہ مزاج میں دخیل تھے حضرت موصوف جامعہ رضویہ کے تنظیمی معاملات میں آپ سے مشورت فرماتے۔ اور آپکی رائے کی بڑی قدرومنزلت فرماتے۔ آپکے دور میں الہ آباد بورڈ کے امتحانات منشی کامل کو جامعہ میں بڑا فروغ حاصل ہوا۔ طلبا میں فارسی کا عام مذاق پیدا ہوا۔ آپ اپنا عن جد ادیب اور شاعر ہیں۔ اس کا مشاہدہ آپ کی تصنیف ہو یا تالیف، تحقیق ہو یا تدقیق، تدوین ہو یا ترتیب، مقدمہ نگاری ہو یا شعروشاعری، ہر جگہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ اس عمر میں آپکی محنت کی علامت اور تحقیق وجستجو کا نشان ہیں۔ آپ کی ذات قوم کا بہترین سرمایہ اور اہل قلم کی عزت وآبرو ہے آپ حضرت حجۃ الاسلام کے مذکورۃ الصدر چار یار میں تنہا یار ایک صاحب اسرار بقید حیات ہیں۔ رب کریم آپکو عمر خضر عطا فرمائے۔ اور آپکی علمی تحقیقی فیضان کو "شمس تاباں کیطرح" جاری وساری رکھے۔ آمین ؂

تم سلامت رہو ہزار برس ؂ ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

بیاضِ پاک حجۃ الاسلام

۱۰ ـــــ ھ ـــــ ۱۴

حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں قادری رضوی نوری بریلوی کی پوری زندگی امام احمد رضا فاضل بریلوی کے لیل و نہار کی عکاسی تھی۔ علم و فن ہو یا تصنیف و تالیف، مصروفیات خانقاہی ہوں یا آداب سحر گاہی۔ ہر جگہ آپ کو حامد رضا کی صورت میں احمد رضا کی سیرت نظر آئے گی۔ وقت کا یہ بڑا عظیم المیہ ہے کہ حجۃ الاسلام کے یہ روشن نقوش بھی آہستہ آہستہ مدھم پڑتے چلے جا رہے ہیں۔

جن لوگوں نے آپ کے شب و روز کو دیکھا ہے وہ گواہی دیں گے کہ آپ کے اذواق و اشواق میں نعت گوئی کا بھی بڑا حصہ رہا ہے۔ آپ ہی کی سرپرستی میں نعتیہ مشاعرہ جس کا آغاز عرس قادری رضوی کی دوسری شب میں ہوا۔ اور بریلی کا ہر ہر علاقہ اس سے گونج اٹھا۔ پورے شہر میں ادبی انجمنیں قائم ہوئیں، اور ایک بار پھر بریلی مرکز اہل سنت کے علاوہ مرکز نعت بھی قرار پایا۔

نعتیہ مشاعروں میں مقامی شعراء شیدا، حیرت، شمس الحسن شمس، راقم، ضمیر، امید۔ بہجت اور بیرونی شعراء میں روش صدیقی، شفیق صدیقی، جونپوری، ضیاء القادری، جامی بدایونی وغیرہم نظر آنے لگے۔

عرس قادری رضوی بریلی کا نعتیہ مشاعرہ نہ صرف شرعی بلکہ ادبی حیثیت سے بھی معیاری سمجھا جاتا تھا۔ اس مشاعرہ میں نعتیہ کلام کا پڑھ لینا بھی شعر اور شاعری کیلئے استاد کا درجہ رکھتا تھا۔ اور یہ سب کچھ حضرت

حجۃ الاسلام کی خصوصی توجہ کا نتیجہ تھا۔

آپ نے اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا کی روش کے مطابق بہت سی نعتیں کہیں۔ جن میں کچھ ماہنامہ یادگار رضا بریلی میں چھپیں اور کچھ عدم تحفظ کی نذر ہو گئیں۔

تذکرہ جمیل کی ترتیب میں راقم الحروف مرتب نے "بیاض پاک حجۃ الاسلام (۱۳۴۱ھ)" کے تاریخی عنوان کے ذیل میں منتشر نعتوں کو یکجا کرنے کی سعی کی ہے۔ اور ان میں کم از کم ایک نعت اور ایک پوری منقبت "ذریعۃ النجا" (۱۳۴۱ھ) غیر مطبوعہ کو پہلی بار شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

حمدِ باری

کون میں کون ہے تو ہی تو، تو ہی تو ہے یا من ہو\
تو ہی تو ہے تو ہر سو، یا من لیس الا ہو

لا الٰہ الا ہو لا الٰہ الا ہو لا الٰہ الا ہو یا من لیس الا ہو

ذرّے میں نور ہے گل میں بو، کوئل کو کہے کو کو کو\
پی کہاں پپیہا کہے ہر سو، اللہ اللہ اللہ

لا الٰہ الا ہو .... یا من لیس الا ہو

کثرت میں ہے کیسی وحدت، وحدت میں پھر کیسی کثرت\
چشم مست میں تیری رنگت، پھولوں میں تیری خوشبو

لا الٰہ الا ہو .... یا من لیس الا ہو

طور بنا ہے ذرہ ذرہ، نور بنا ہے قطرہ قطرہ\
تیرا شناگر بُت کا بندہ، سجدہ قبول کا تیری سو

لا الٰہ الا ہو .... یا من لیس الا ہو

روح میں تو ہے دلیں تو، میری آب و گل میں تو
اصل میں تو ہے ظل میں تو حق حق ھُو ھُو ھُو

لا الٰہ الا ھو .... یا من لیس الا ھو

لا معبود الا اللہ لا مشہود الا اللہ
لا موجود الا لہٗ لا مقصود الا لہٗ

لا الٰہ الا ھو .... یا من لیس الا ھو

روح و دل سر اور خفی، اخفی میں بھی ہے تو ہی
قلب صنوبر نیل و مری، جاری ساری سب میں تو

لا الٰہ الا ھو .... یا من لیس الا ھو

حسبی ربی جل اللہ ما فی قلبی غیر اللہ
نور محمد صلی اللہ، اللہ اللہ اللہ

لا الٰہ الا ھو .... یا من لیس الا ھو

اول تو ہے آخر تو، باطن تو ہے ظاہر تو
قادر قادر قادر تو، اللہ اللہ اللہ

لا الٰہ الا ھو .... یا من لیس الا ھو

تو میرا آقا میں تیرا بندہ، بندہ بھی کیسا گھنونا بندہ
رشت معاصی سے آگندہ، کر اپنے کرم سے عفو عفو

لا الٰہ الا ھو .... یا من لیس الا ھو

تحریر ہے آب زر سے ورق، ہے دلیں لکھا حامد کے سبق
انت الھادی انت الحق، لیث الھادی الا ھو

لا الٰہ الا ھو .... یا من لیس الا ھو

نغمۂ توحید

دل میں اگر گداگری رہی آرزو — آنکھ پھر پھر کے کرتی رہی جستجو
عرش تا فرش ڈھونڈ آیا میں تجھ کو تو — نکلا اقرب ز حبلِ ورید گلو
اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

طائران چمن کی چہک وحدہٗ — نغمہ بلبل کا ہے لاشریک لہٗ
قمریوں کا ترانہ ہے لا غیرہٗ — زمزمہ طوطی کا ھُوَ کا ھُوَ
اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

بلبلوں کو چمن میں رہی جستجو — پپیا کہتا پھرا "پی کہاں" سو بسو
پر نہ چٹکا کہیں غنچۂ آرزو — ہاں ملا تو ملا میرے دل ہی میں تو
اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

شاہدان چمن نے لب آب جو — آب گل سے نہا کر کے تازہ وضو
حلقۂ ذکر گل کے کیا رو برو — اور لگانے لگے دم بدم ضرب ھو
اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

رہ کے پردوں میں تو جلوہ آرا ہوا — بس کے آنکھوں میں آنکھوں پہ پردہ کیا
آنکھ کا پردہ، پردہ ہوا آنکھ کا — بند آنکھیں ہوئیں تو نظر آیا تو
اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

کعبہ کعبہ ہے کعبہ دل میرا — کعبہ پتھر کا دل جلوہ گاہ خدا
ایک دل پہ ہزاروں ہی کعبے فدا — کعبہ جان و دل کعبے کی آبرو
اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

طور سینا پہ تو جلوہ آرا ہوا — صاف موسیٰ سے فرما دیا لَنْ تَرانِیْ
اور اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ شجر بول اٹھا — تیرے جلووں کی نیرنگیاں سو بسو

اللہ اللہ اللہ اللہ

مجھکو در در پھراتی رہی جستجو — ٹوٹے پائے طلب تھک رہی آرزو
ڈھونڈتا میں پھرا کو بکو چار سو — تھا رگِ جاں سے نزدیک تر دل نشیں تو

اللہ اللہ اللہ اللہ

کون تھا جس نے سبحانی فرمایا — اور ما اعظم شانی کس نے کہا
بایزید اور بسطام میں کون تھا — کب انا الحق تھی منصور کی گفتگو

اللہ اللہ اللہ اللہ

یا الٰہی دکھا ہم کو وہ دن بھی تو — آبِ زمزم سے کر کے حرم میں وضو
با ادب شوق سے بیٹھ کے قبلہ رو — مل کے ہم سب کہیں یک زباں ہو بہو

اللہ اللہ اللہ اللہ

میں نے مانا کہ حامد گنہگار ہے — معصیت کیش ہے اور خطا کار ہے
میرے مولیٰ مگر تو تو غفار ہے — کہتی رحمت ہے مجرم سے لا تقنطوا

اللہ اللہ اللہ اللہ

محمد مصطفیٰ نورِ خدا نامِ خدا تم ہو — شہِ خیبر اور علی شانِ خدا اصلِ علی تم ہو
شکیبِ دل قرارِ جاں محمد مصطفیٰ تم ہو — طبیبِ دردِ دل تم ہو مریضِ دل کی دوا تم ہو
غریبوں دردمندوں کی دوا تم ہو دعا تم ہو — فقیروں بے نواؤں کی صدا تم ہو ندا تم ہو
حبیبِ کبریا تم ہو امام الانبیاء تم ہو — محمد مصطفیٰ تم ہو محمد مجتبیٰ تم ہو
ہمارے ملجا و ماوا ہمارا آسرا تم ہو — ٹھکانا بے ٹھکانوں کا شہِ ہر دو سرا تم ہو
غریبوں کی مدد بے بس کا بس روحی فدا تم ہو — سہارا بے سہاروں کا ہمارا آسرا تم ہو
نہ کوئی ماہ وش تم سا نہ کوئی مہ جبیں تم سا — حسینوں میں ہو تم ایسے کہ محبوبِ خدا تم ہو
حسیں تھے انبیاء کے یوں تو محبوب ہیں لیکن — جو سب پیاروں کی پیارا ہے وہ محبوبِ خدا تم ہو
حسینوں میں حسیں تم ہو نبیوں میں نبی تم ہو — کہ محبوبِ خدا تم ہو نبی الانبیاء تم ہو
تمہارے حسنِ رنگیں کی جھلک ہے سب حسینوں میں — بہاروں کی بہاروں میں بہارِ جانفزا تم ہو
زمیں میں ہے چمک کس کی فلک پہ ہے جھلک کس کی — مہ و خورشید سیاروں ستاروں کی ضیا تم ہو

وہ لاثانی ہو تم آقا نہیں ثانی کوئی جس کا | اگر ہے دوسرا کوئی تو اپنا دوسرا تم ہو
ہو الاوّل ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن | بکل شیٍٔ علیم لوح محفوظ خدا تم ہو
نہ ہو سکتے ہیں دو اوّل نہ ہو سکتے ہیں دو آخر | تم اوّل اور آخر ابتدا تم انتہا تم ہو
خدا کہتے نہیں بنتی جدا کہتے نہیں بنتی | خدا پر اسکو چھوڑا ہے وہی جانے کہ کیا تم ہو

انا من حامد و حامد رضا منّی کے جلووں سے
بحمد اللہ رضا حامد ہیں اور حامد رضا تم ہو

گناہگاروں کا روز محشر شفیع خیر الانام ہوگا
دلہن شفاعت بنے گی دولہا نبی علیہ السلام ہوگا
کبھی تو چمکے گا نجم قسمت ہلال ماہ تمام ہوگا
کبھی تو ذرے پہ مہر ہوگی وہ مہر ادھر خوشخرام ہوگا
پڑا ہوں میں انکی رہگذر میں پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
دل و جگر فرش رہ بنیں گے یہ دیدہ مشق خرام ہوگا
وہی ہے شافع وہی مشفع اسی شفاعت سے کام ہوگا
ہماری بگڑی بنے گی اس دن وہی مدار المہام ہوگا
انہیں کا منہ سب تکیں گے اسدن جو وہ کرینگے وہ کام ہوگا
دہائی سب انکی دیتے ہونگے انہیں کا ہر لب پہ نام ہوگا
انا لہا کہہ کے عاصیوں کو وہ لیں گے آغوش رحمت میں
عزیز اکلوتا جیسے ماں کو انہیں ہر اک یوں غلام ہوگا
ادھر وہ گرتوں کو تھام لیں گے ادھر پیاسوں کو جام دینگے
صراط و میزان و حوض کوثر یہیں وہ عالی مقام ہوگا
کہیں وہ جلتے بجھاتے ہونگے کہیں وہ روتے ہنساتے ہونگے

وہ پائے نازک پہ دوڑنا اور جبیں پر ایک مقام ہوگا
ہوئی جو مجرم کو بازیابی تو خوفِ عصیاں سے رنج یہ ہوگی
خمیدہ سر آبدیدہ آنکھیں لرزتا ہندی غلام ہوگا
حضور مرشد کھڑا رہوں گا کھڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
نگاہِ لطف و کرم اٹھے گی تو جھک کے میرا سلام ہوگا
خدا کی مرضی ہے انکی مرضی ہے انکی مرضی خدا کی مرضی
انہیں کی مرضی پہ ہو رہا ہے انہیں کی مرضی پہ کام ہوگا
جدھر خدا ہے اُدھر نبی ہے، جدھر نبی ہے اُدھر خدا ہے
خدائی پھر سب اُدھر پھرے گی جدھر وہ عالی مقام ہوگا
اسی تمنا میں دم پڑا ہے یہی سہارا ہے زندگی کا
بلالو مجھ کو مدینے سرور نہیں تو جینا حرام ہوگا
حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامد
خمیدہ سر آنکھ بند لب پہ مرے درود و سلام ہوگا

چاند سے اُن کے چہرے پہ گیسوئے مشک فام دو
دن ہے کھلا ہوا مگر وقتِ سحر ہے شام دو
رخ ہے صبیح اک سحر زلف دوتا ہے شام دو
پھول سے گال صبح دم مہر ہیں لالہ فام دو
عارضِ نور بار سے بکھری ہوئی ہٹی جو زلف
ایک اندھیری رات میں نکلے مہِ تمام دو
اُن کی جبینِ نور پر زلفِ سیہ بکھر گئی
جمع ہیں ایک وقت میں ضد ہیں صباح و شام دو

خیر سے دن خدا وہ لائے دونوں حرم ہمیں دکھائے
زمزم و نہرِ فاطمہ کے پیئیں چل کے جام دو

ذاتِ حسن حسین ہے عین شبیہ مصطفےٰ
ذات ہے اک نبی کی ذات ہیں اسی کے نام دو

پی کے پلا کے میکشو! ہمکو بچی کچھی ہی دو
قطرہ دو قطرہ ہی سہی، کچھ تو برائے نام دو

ہاتھ سے چار یار کے ہمکو ملیں گے چار جام
دستِ حسن حسین سے اور ملیں گے جام دو

ایک نگاہ ناز پر سیکڑوں جام مے نثار
گردشِ چشم مست سے ہم نے پئے ہیں جام دو

وسطِ مسبّحہ پہ سر، رکھئے انگوٹھے کا اگر
نام اِلٰہ ہے لکھا ہ اور اَلِفُ ہے اسم دو

ہاتھ کو کان پر رکھو یا با ادب سمیٹ لو
دال ہو ایک ح ہو ایک آخرِ حرف لام دو

نام خدا ہے ہاتھ میں، نام نبی ہے ذات میں
مہرِ غلامی ہے پڑی، لکھے ہوئے ہیں نام دو

نام حبیب کی ادا جاگتے ہوتے ہو ادا
نام محمدی بنے جسم کو یہ نظام دو

نام خدا مرقعہ ، نام خدا رخِ حبیب
بینی الف ہے ہ دہن زلف دو تا ہے لام دو

وحشی ہے ایک دل مرا، زلفِ سیاہ فام کا
بندشِ عشق سخت تر صید ہے ایک دام دو

تلووں سے اُن کے چار چاند لگ گئے مہر و ماہ کو
ہیں یہ انھیں کی تابشیں، ہیں یہ انھیں کے نام وو

گاہ وہ آفتاب ہیں گاہ وہ ماہتاب ہیں
جمع ہیں اُن کے گالوں میں مہر و مہ تمام وو

بازیِٔ زیست مات ہے موت کو بھی ممات ہے
موت کو بھی ہے ایکدن موت پہ اذنِ عام وو

اب تو مدینے لے بلا گنبدِ سبز دے دکھا
حامد و مصطفےٰ ترے، ہند میں ہیں غلام وو

شاہدِ گل ہے مست ناز جشنِ نو بہار میں
ناز و ادا کے پھول ہیں پھولے گلے کے ہار میں

آئیں گھٹائیں جھوم کر عشق کے کوہسار میں
بارشِ غم ہے اشکبار گریۂ بے قرار میں

عشق نے چھوڑی پھلجڑی دل کی لگی بھڑک اٹھی
آتشِ گل کے پھول سے آگ لگی بہار میں

آنکھوں سے لگ گئی جھڑی بحر میں موج آ گئی
سیلِ سرشک اُبل پڑا نالۂ قلب زار میں

شوق کی چیرہ دستیاں دل کی اڑائیں دھجیاں
وحشتِ عشق کا سماں دامنِ تار تار میں

بجلی سی اک تڑپ گئی خرمنِ ہوش اُڑ گیا
برق شرارہ بار تھی جلوۂ نو بہار میں

تابشِ رخ سے چار چاند لگ گئے مہر و ماہ کو

حسنِ ازل ہے جلوہ ریز آئینۂ عذار میں
کعبۂ ابرو دیکھ کر سجدے جبیں میں مضطرب
دل کی تڑپ کو چین کیا تاب کہاں قرار میں
شاہِ گل ہے مصطفےٰ طیبہ چمن ہے جاں فزا
گلشنِ قدس ہے کھلا صحنِ حریمِ یار میں
سوسن و یاسمن، سمن، سنبل و لالہ نسترن
سارا ہرا بھرا چمن پھولا اسی بہار میں
باغِ جناں لہک اٹھا، قصرِ جناں مہک اٹھا
سیکڑوں ہیں چمن کھلے پھول کی اک بہار میں
سارے بہاروں کی دلہن ہے مرے پھول کا چمن
گلشنِ ناز کی پھبن طیبہ کے خار خار میں
تم ہو حبیبِ کبریا پیاری تمہاری ہر ادا
تم سا کوئی حسیں بھی ہے گلشنِ روزگار میں
نکلی نہ کوئی آرزو دل کی ہی دل میں رہ گئی
حسرتیں ہیں ہزار دفن طلب کے اک مزار میں
خارِ مدینہ دیکھ کر وحشتِ دل ہے زور پر
دستِ جنوں الجھ گیا دامنِ دل کے تار میں
ماہ تری رکاب میں، نور ہے آفتاب میں
بو ہے تری گلاب میں رنگ ترا انار میں
غنچۂ دل مہک اٹھا موجِ نسیمِ طیبہ سے
روحِ شمیم تھی بسی گیسوئے مشکبار میں
شوق کی ناشکیبیاں سوز کی دل گدازیاں

وصل کی نامرادیاں عاشقِ دلفگار ہیں
گردشِ چشمِ ناز سے جامۂ میگسار مست
رنگِ سرورِ کیف سے چشم خمار دار ہیں

"ذریعۂ التجا"

۱۰ ـــــــ ۱۲

ما و من سے بچائے آلِ رسول — من و تن ہوں رضائے آلِ رسول
حق میں مجھکو گمائے آلِ رسول — مجھکو حق سے ملائے آلِ رسول
میری آنکھوں میں آئے آلِ رسول — میرے دل میں سمائے آلِ رسول
تو ہی جانے فدائے آلِ رسول — قدر ہو سمائے آلِ رسول
سات افلاک زینے پھر کرسی — عرش رفعت سرائے آلِ رسول
چاند نا چاند کا مدینے کے — لہٰذا حق نمائے آلِ رسول
ہے ارادہ ترا ارادۂ حق — حق کی مرضی رضائے آلِ رسول
بعد جسکے نہ ہوگا فقر کبھی — وہ غنا ہے غنائے آلِ رسول
صبغۃ اللہ کی چڑھی اپنی — حق کی رنگت رچائے آلِ رسول
اسکی نیرنگیوں میں ہوں یکرنگ — رنگ وحدت جمائے آلِ رسول
ہو خودی دور اور خدا باقی — ہو خدا ہی خدائے آلِ رسول
موت سے پہلے مجھکو موت آئے — میری ہستی مٹائے آلِ رسول
یوں مٹوں میں کہ مجھ میں مٹ جائے — مجھکو مجھ سے گمائے آلِ رسول
جیتے جی جی میں میں گڑ جاؤں — سہول میری اٹھائے آلِ رسول
بیڑی کٹ جائے ہر تشخص کی — قید سے یوں چھڑائے آلِ رسول
یہ خودی بھی فدائے وحدی ہے — کر دے بیخود خدائے آلِ رسول

صورت شیخ کا تصور ہو
ہوں میں محو لقائے آلِ رسول

سر تا پایم فدا سر و پایت
وہ چہ نور و ضیائے آلِ رسول

دل و جانم فدا سرت گردم
لو حق ہمائے آلِ رسول

بحر ہے قطرے کے سینے میں تلاطم
نم میں یم کو سمائے آلِ رسول

حقۂ حق ہو ظاہر و باطن
حق کے جلوے دکھائے آلِ رسول

دل میں حق حق زباں پہ حق حق ہو
دید حق کی کرائے آلِ رسول

حق کا دیوانہ بادیٔ حق ہے
حق کی دھن میں جلائے آلِ رسول

فانی ہو جاؤں شیخ میں اپنے
ہو بہو ہو ادائے آلِ رسول

فانی فی اللہ باقی باللہ ہوں
تو ہی تو ہے خدائے آلِ رسول

یہ تقرب ملے نوافل سے
ہوں حبیب فدائے آلِ رسول

ہاتھ پاؤں ہو آنکھ کان ہو وہ
عقل بھی ہو فدائے آلِ رسول

میرے اعضا بنے مرا مولے
مجھ پہ پیار آئے۔ تئے آلِ رسول

اُس سے دیکھوں سنوں چلوں پکڑوں
مولیٰ مرے بندہ پائے آلِ رسول

میری ہستی حجاب ہے میرا
تو ہی پردہ اٹھائے آلِ رسول

قرب حاصل ہو پھر فرائض کا
صوفی کامل بنائے آلِ رسول

ملک لاہوت سے الی الناسوت
ہونے رجعت نہ پائے آلِ رسول

سیر فی اللہ اور من اللہ ہو
درجے سب طے کرائے آلِ رسول

پھر الی اللہ فنائے مطلق سے
پورا سالک بنائے آلِ رسول

قید ناسوت سے رہائی ہو
پھیرے سیر بڑھائے آلِ رسول

شاخ لاہوت پر بسیرا ہو
مجھ سے طائر بنائے آلِ رسول

یا الٰہی ہرا رہے آلِ رسول ۔۔۔ دل میں بھر دے ولائے آلِ رسول
سوکھے دھانوں پہ بھی برس جائے ۔۔۔ ابرِ جود و سخائے آلِ رسول
سر سے قرباں تجھ پہ آنکھوں سے ۔۔۔ آنکھیں سر سے فدائے آلِ رسول
سحق نعلیں رگڑا آنکھوں کا ۔۔۔ طوطیا خاکپائے آلِ رسول
میری بگڑی بنی ہے تیرے ہاتھ ۔۔۔ تو ہی بگڑی بنائے آلِ رسول
تجھ سے جسکو ملا ملے پیارے ۔۔۔ تجھ سے جو پائے پائے آلِ رسول
تیز ہی مہرِ حشر کا کیا خوف ۔۔۔ میں ہوں زیرِ لوائے آلِ رسول
بادشاہ ہیں گدا ترے در کے ۔۔۔ ہوں گدائے گدائے آلِ رسول
تاج والوں کا تاج عزت ہے ۔۔۔ کہنہ نعلین پائے آلِ رسول
ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم مارہرہ ۔۔۔ دل کی کلیاں کھلائے آلِ رسول
بھینی بھینی سی مست خوشبو سے ۔۔۔ دل کی کلیاں بسائے آلِ رسول
طیبہ طیبہ میں ہیں بسی کلیاں ۔۔۔ مہکی گلگوں قبائے آلِ رسول
بھولے بھٹکوں کا خضر ہی تو ہے ۔۔۔ راستہ پر لگائے آلِ رسول
سبز گنبد پہ اڑ کے جا بیٹھوں ۔۔۔ شوق کے پر لگائے آلِ رسول
خاک میری اڑے جو بعدِ فنا ۔۔۔ مدنی ہو ہوائے آلِ رسول
اب تو گدیہ گروں کی چاندی ہے ۔۔۔ ہیں کھرے سکّہائے آلِ رسول

غم سے آسن جمائے در پہ گدا
کوئی پیالہ پلائے آلِ رسول

پار بیڑا لگائے آلِ رسول — ڈوبے بجرے ترائے آلِ رسول
جو ہیں اپنے پرائے آلِ رسول — سب کو اپنا بنائے آلِ رسول
ٹھوکروں پہ نہ ڈال غیروں کی — ہم ہیں قدموں میں آئے آلِ رسول
تیرا باڑا لٹے ہے بٹ رہا جگ میں — تو بھی دے یاد لائے آلِ رسول
جھولی پھیلائے ہے ترا منگتا — بھر دے داتا برائے آلِ رسول
دے دے چمکار کر کوئی ٹکڑا — سگِ در کو رضائے آلِ رسول
در سے اپنے نہ کر اُسے در در — در دے در کی رضائے آلِ رسول
دور دوری کا دَور دُورا ہو — دُور پھر یہ نہ آئے آلِ رسول
ٹھوکرے در بدر بھٹکتے ہیں — دے ٹھکانہ برائے آلِ رسول
تلخیاں ساری دور ہو جائیں — مے شربت پلائے آلِ رسول
ہیں رضا غوث کے قدم بقدم — ہیں قدم اُن کے پائے آلِ رسول
جس نے پایہ تمہارا پایا ہے — کہ اُٹھا ہیں نے پائے آلِ رسول
اِہی قدموں کے نیچے ہے جنت — اور قدم ہیں یہ پائے آلِ رسول
اُن کی سیرت ہے سیرتِ نبوی — اُن کی صورت لقائے آلِ رسول
اُن کے جلووں میں اُنکے جلوے ہیں — ہر ادا ہے ادائے آلِ رسول
آتے دیکھیں جو اعلیحضرت کو — آنکھیں کہہ دیں آئے آلِ رسول
ہے بریلی میں آج مارہرہ — اعلیحضرت ہے جائے آلِ رسول
قادریوں کا ہے لگا میلہ — ہے تماشا ضیائے آلِ رسول
نوری مسند پہ نوری پتلا ہے — اچھا ستھرا رضائے آلِ رسول
چھتر رحمت کا شامیانہ ہے — سر پہ ہے یا ردائے آلِ رسول

ہیں پیروں سے کئے ہوئے سایہ — ہے یہ قدسی جائے آل رسول
ہیں گھٹا ٹوپ رحمتیں چھائیں — پائے فضل ہمائے آل رسول
غوث کا ہاتھ ہے مریدوں پر — بر زمیں کالسمار آل رسول
برکاتی برکات کا دولہا — شاہ احمد رضائے آل رسول
برکاتی پیار کا سہرا — تیرے سر ہے رضائے آل رسول
قادریت دلہن بنی ۔ نوشہ — شاہ احمد رضائے آل رسول
نور کا حد جوڑا شاہانہ — نوری جامہ عبائے آل رسول
نور کی چہرے پر نچھاور ہے — صدقے ہم سب گدائے آل رسول

بیل میری بھی اب منڈھے چڑھ جائے
صدقہ حامد رضائے آل رسول

نغمۂ رسالت

(از برکات حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز)

ہاں جو شب یہاں پر جلوہ نگن محبوب خدا سبحان اللہ — ایک بار جو دیدار ہوا سو بار کہا سبحان اللہ
حیران ہوئے جبریل درد ایک آن جو چاہے بر سر اسفر — راکب نے کہا اللہ غنی مرکب نے کہا سبحان اللہ
طالب کا پتہ مطلوب کو ہے مطلوب ہے طالب سے واقف — پردے میں بلا کر مل بھی لئے پردہ بھی رہا سبحان اللہ
ہے عبد کہاں معبود کہاں معراج کی شب ہے راز نہاں — دو نور حجاب نور میں تھے خود رب نے کہا سبحان اللہ
جب عبد ملا آخری منزل ایک جا پہنچا معبود تک آ گیا — عاشق نے کہا ما شاء اللہ حضرت نے کہا سبحان اللہ

سمجھے حامد انسان ہی کیا یہ راز ہیں حسن و الفت کے
خالق کا حبیبی کہنا تھا خلقت نے کہا سبحان اللہ

امامِ اہلِ سنت مجددِ دین و ملت اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری

فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کی بارگاہ کا [illegible]

نذرانۂ عقیدت

اے رضا مرتبہ کتنا ہوا بالا تیرا — ہند تو ہند عرب میں ہوا شہرہ تیرا
نام اعلیٰ ہے ترا حضرت اعلیٰ تیرا — کام اولیٰ ہے ترا اے شہہ والا تیرا
کوئی کیا جانے بڑا کتنا ہے رتبہ تیرا — اصفیا چومنا چاہیں وہ ہے تلوا تیرا
کارِ تجدید ادا کرتا تھا خامہ تیرا — سرِ باطل کا اُڑا کرتا تھا تیغا تیرا
کتنا اونچا کیا اللہ نے رتبہ تیرا — غوثِ اعظم کو کیا آقا و مولےٰ تیرا
تیرے اچھوں نے کیا ہے بڑا اچھا تیرا — پھر بھلا کیا کوئی بدخواہ کریگا تیرا
نسبتِ آلِ رسولی بھی عجب نسبت ہے — غوث تک لے گیا تجھکو یہ وسیلہ تیرا
عمر کا تیرہواں سن اور مہ چار تھے دن — اتنی مدت میں ہوا اسلام کا چرچا تیرا
اس صدی کا تو مجدد تو زمانے کا امام — اہلِ حق چلتے ہیں جس پہ وہ ہے رستہ تیرا
تجھکو اللہ نے ہر فضل عطا فرمایا — کون سا علم کہ جس میں نہیں حصہ تیرا
تجھ پہ ہے اک تنِ بے سایہ کا ایسا سایہ — پھیلتا جاتا ہے ہر سمت اُجالا تیرا
اس زمانے میں کوئی تجھ سا نہ دیکھا نہ سنا — غوثِ اعظم کی کرامت تھی سراپا تیرا
ہر جگہ منظرِ اسلام نظر آتا ہے — تیرا گھر کوچہ و بازار محلہ تیرا
آج تک بھی ترے شاگرد کے شاگردوں سے — قصرِ باطل میں بلند ہوتا ہے نعرہ تیرا
مسلکِ حق کی ضمانت ہے ترا نام رضا — شانِ تحقیق ادا کر گیا خامہ تیرا
تیری ہر بات ہے آئینۂ حق و باطل — تیرے ہر کام میں ہے رنگ نرالا تیرا

فاضل ایسا کر دیا رب نے تجھے فضلِ کثیر
عالم ایسا کہ ہر عالم ہوا شیدا تیرا

ہر ورق تیرا شریعت کی دلیلِ روشن
ایک قانونِ مکمل ہے فتاویٰ تیرا

تیری تحریر پہ انگشت بدنداں تھا عرب
تیری تقریر تھی کی قادری تیغا تیرا

ترجمہ وہ کیا قرآن کا کنز الایمان
حشر تک جاری یہ فیضان رہیگا تیرا

تو نے عنوان یہ ایمان کا دنیا کو دیا
عشقِ سرکارِ دو عالم تھا وظیفہ تیرا

میں رضا کار رہا تیرا سفر ہو کہ حضر
نام ہر بار میں لیتا رہا آقا تیرا

کالامر تری تجدید کا اللہ اللہ
مسلکِ اہلِ سنن بن گیا رستہ تیرا

تو نے ایمان دیا تو نے جماعت دیدی
اہلسنت پہ ہے احسان یہ آقا تیرا

مصطفیٰ[1] کا ترے خادم ترے حامد[2] کا غلام
خوشتر بندۂ دربار ہے تیرا تیرا

معروضہ
فقیر قادری سگِ بارگاہِ رضوی محمد ابراہیم خوشتر صدیقی
غفرلہ المولی القوی

خانقاہ قادریہ رضویہ ڈربن جنوبی افریقہ

[1] حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان قادری رضوی نوری قدس سرہ النوری

[2] حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان قادری رضوی نوری [illegible] فی دار السلام